مکاتیبِ اقبالؒ کا تنقیدی جا,ٔ ٔ ہ

تحقیقی مقالہ۔ ائے

پی۔ایچ۔ڈی

مقالہ نگار

زہرہ خانم، ایم اے،ایم فل

نگراں کار

ڈاکٹر ،محمد ضیااللہ ایم۔اے۔پی ایچ ڈی

اسو ٍLہ, پ وفیسر (ریٹاہٗ) شعبہ اُردو تا· سا q, ٓ ی

یونیورسٹی آف میسور،میسور

شعبہ اُردو یونیورسٹی آف میسور،میسور۔ ۵۷۰۰۰۶

۲۰۱۹ء

Makateeb-e Iqbal ka Tanqeedi Jaiza

THESIS
SUBMITED TO THE UNIVERSITY OF MYSORE
FOR THE AWARD OF THE DEGREE OF

DOCTOR OF PHILOSOPHY

in

Urdu

BY:

Zahara Khanum **MA, MPhil**

Guide

Dr. Mohamed ZiaUlla **MA, Ph.D**
Associate Professor (Retd.)
Department of Studies In Urdu
University of Mysore, Mysore 570006

Department of Studies in Urdu

University of Mysore, Mysuru - 06

2019

فہرستِ ابواب

صفحہ نمبر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیش لفظ

پیش لفظ

ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبالؔ بیسویں صدی کے ای۔ معروف شاعر، مصنف، قانون دان، سیاستدان، مسلم صوفی میں سے ای۔ تھے۔ اردو اور فارسی میں شاعری کرتے تھے اور یہی ان کی Cی دی وجہ شہرت ہے۔ شاعری میں Cی دی رجحان تصوف اور احیائے اسلام کی طرف تھا، ریکنسٹرکشن آف ریلیجیس تھاٹ ان اسلام Reconstruction of Relegius Thoughts in Islam کے ٭ م سے انگر یز ی میں ای۔ ی کتاب بھی تحر یکی۔ علامہ اقبال کو دورِ+ی کا صوفی سمجھا جا٭ ہے۔

علامہ اقبالؔ کی تصانیف اورÄ میں خاص طور پر ان کے مکا٭M کے ذریعے جو بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مکاتیبِ اقبالؔ پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنے کے پیشِÃ ان پر تنقیدیÃ ڈالنے کی جسارت کی ہے۔ تحقیقی اصلوں کو مدّÃ ر p٭ ہوئے میں نے اپنے مقالے کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا٭ ب : حیاتِ اقبالؔ:۔

اس٭ ب میں ڈاکٹر محمد اقبالؔ کی ز+ گی کے حالات کا جا٭ ہ لیاHی ہے۔

مسلمانوں اور ملت کی شان ، ایشیاء کی آ. و، غلاموں کو فقر وشہنشاہی کے راز سے آ گاہ کرنے والے، Kl نوں کو آداب اور خودآ گاہی کا درس دینے والے، عالم گیتی پ خودی کے پ دے کو وا کرنے والی شخصیت 1877ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئی۔آپ کے* ءوا. ادکا اصل وطن کشمیر تھا* ہم سو سال پہلے ان کے جدِ امجد ہجرت کر کے سیالکوٹ آ بسے تھے،اقبال کو کشمیر کی* * رستاتی رہی۔

کشمیر کا چمن جو مجھے دل پذ یر ہے   اس* غِ جانفزا کا یہ بلبل اسیر ہے

ورثہ میں ہم کو آئی ارم کی ہے جاG اد   جو ہے وطن ہمارا وہ.A نظیر ہے

اقبالؒ ایم اے* پ س کرنے کے بعد اورینٹل کالج لاہور میں فلسفہ اور سیا - کے لکچرر مقرر ہوئے۔اور گورنمنٹ کالج میں فلسفہ اور انگر یزی کے پ وفیسر ہو گئے اور اپنے فرائض کو بحسن وخوبی ا م دیتے رہے۔. # علامہ اقبالؒ یورپ سے واپس آئے تو+ ستور کچھ دنوں - گورنمنٹ کالج کے پ وفیسر رہے* ہم کچھ دنوں کے بعد وکا - شروع کر دی۔وکا - کو فقط کسبِ معاش کی حد - محدود رکھا۔ 1926ء میں لوگوں کے اصرار پ کو± کے انتخا. ت میں شر - فرمائی اور کثرتِ رائے سے کامیاب ہوئے۔ان کا دردمند دل غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کی فلاح و بہبودی کے لئے ہمیشہ بے قرار رہا۔

دوسر* ب: اردو میں خط نگاری کی روا$ اور ارتقاء:۔

اس* ب میں اردو خط نگاری کی روا$ اور ارتقا پ بحث کی گئی ہے۔

اردو ادب میں مکتوب نگاری کا آغاز روا$ کے زیر ا* ہوا۔ ی مدّت - خطوط نگاری فارسی طرزِ تحر یر کے* لع رہی۔اور اسی طرح سے وہ ساری خوبیاں اور خامیاں جو سرکاری رقعات میں* پ ئی جاتی تھیں وہ ~ خطوط میں بھی در آ N ۔مثلاً سرکاری رکھ رکھاو کا خیال رکھا جا* تھا، چنانچہ مکا M میں ان* توں کو ضروری سمجھا جا* تھا۔اس طرح مکا M بھی تشبیہ واستعارہ کا استعمال اور عبارت مقفٰی اور مسّجع ہو گئی۔اور القاب و

آداب پر بھی اثر پڑا۔اسی کے ملنے والے خطوط میں بھی رشتہ دار اور اپنی حیثیت کے مطابق ملنے جلنے والے کے لیے الگ الگ القاب مقرر ہوئے۔ رقعاتِ ابوالفضل اور عالمگیری، بہارِ عجم وغیرہ فارسی مکاتیب کے مجموعے ہیں جو ہندوستان میں تیار ہو کر درسی کتابوں میں شامل ہوئے۔ # اردو کا رواج ہوا تو اردو خطوط میں بھی انہی کی تقلید ہوئی۔

مکاتیب دراصل کاتب کی شخصیت کا وہ آئینہ دار ہوتے ہیں جس کی روشنی میں شخصی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

تیسرا باب : اردو کی تاریخ میں مکاتیبِ اقبالؒ کی اہمیت

اس باب میں اردو کی تاریخ میں مکاتیبِ اقبالؒ کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اقبالؒ کے شہرت وعظمت کا سارا دارومدار ان کی شاعری پر ہے۔ان کی شاعری کے معیار کے حوالے سے ہی انہیں ایک عظیم مفکر، دفلاسفہ اور شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔شعری مجموعے سے قطع نظر اقبالؒ کے نثری ذخیرے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

چوتھا باب: اقبالؒ کے مکتوب الیہم کا تعارف

اس باب میں اقبالؒ کی کن لوگوں کے ساتھ مراسلت اور مکاتبت ہوئی ہے تذکرہ ہے۔اقبالؒ کے احباب کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ان کے سوانح نگاروں کے بقول ان کے پاس کوئی شخص کسی بھی وقت آ جا سکتا تھا، ان کے پاس کسی قسم کی پابندی نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ ان کے ہمہ خط وکتابت کا حلقہ کافی وسیع تھا۔اقبالؒ کے دستیاب خطوط کی تعداد تقریبا 1300 ایک ہزار تین سو تک پہنچتی ہے،اس طرح ان کے مکتوب الیہم کی تعداد بھی تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔جس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔مثال کے طور پر ادنیٰ اعلیٰ ادیب وشاعر اور زمیندار، جاگیردار اور اساتذہ طالب علم ہیں اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ جن میں مسلمان اور ہندو سکھ اور عیسائی بھی تھے۔غرض ہر طرح کے لوگوں سے اقبالؒ کی مراسلت اور مکاتبت ہوئی ہے۔اس باب میں صرف ان کے مکتوب الیہم کے نام لکھے گئے خطوط کا جائزہ لیا جائیگا۔

مکتوب الیہم : مولا* غلام قادر/ امی ،سید سلیمان + وی ،خان محمد * زالدین خان اورسید* , * ذی وغیرہ شامل ہیں ۔ان کے* م لکھے گئے مکا M میں جہاں اقبالؔ کے مافی الضمیر اورفکر کے علاوہ اوران کے ہنر سے فیض اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔

* پانچواں* ب: اردو کے اہم معاصرینِ اقبالؔ مکتوب نگار

اس* ب میں اردو کے اہم معاصرینِ اقبال مکتوب نگار کے* رے میں مختصر تعارف کیا H ہے۔خطوط میں کا $ مکتوبِ الیہ سے بلکہ اکثر اوقات اپنے آپ سے* تیں کرنے لگتا ہے جو خیال جس طرح اس کے دل میں ہو* ہے ٹپک پ* ہے۔اقبالؔ ب ڑے فن کار اور اسرارِ کائنات کے رمز شناس فلسفی شاعر ہیں ۔اقبالؔ کا دور صغیر کے* ریخ ساز افراد وافکار کے میل جول کا دلنشیں مر ہے۔ان کے معاصرین میں شاعرادی $ عالم صوفی فکر قومی سر اہان مملکت شامل ہیں ۔انھیں ب رگوں کی شفقت دوستوں کی محبت اور عز وں کی والہانہ عقیدت حاصل تھی ۔ان معاصرین کا اطلاق ہم عمر اورا ی ہی دور کے ساتھیوں پ ہو* ہے۔لیکن پیدائش اوروفات کی* ریخوں پ سختی سے کاربند ہوکر معاصرین کی فہر ساز ی مشکل ہے جس طرح سرسیّد، حالی ،شبلی کی عمروں میں فرق کے* وجود انھیں معاصر سمجھا جا* ہے یوں بھی ادب میں اس طرح کی حد بند یں* دہ مفید* $ نہیں ہوتیں ۔مکا M کے مطالعہ کی خاطر چند اشخاص کا انتخاب کیا ہے کیوè اقبالؔ کے معاصرین کی فہر بہت طویل ہے۔مولا* الطاف حسین حالی ، شبلی نعمانی ، محمد علی جوہر، شاد عظیم * دی ، ابوالکلام آزاد ، سید سلیمان+ وی ، مولوی عبدالحق ، ر* ض خیر* دی وغیرہ ۔

چھٹا* ب: اقبالؔ کے نو در* فت شدہ خطوط ۔

اس* ب میں اقبالؔ کے نئے در* فت شدہ خطوط اوران کے خطوط کے مجموعے اور خطوط کی تلاش کے* رے میں جا ہ لیاH ہے۔اب- اقبالؔ کے دس مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن

میں خطوط کی مجموعی تعداد تیرہ سو ہے اس میں آئے دن اضافہ ہو جارہا ہے۔ اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اقبال کے خطوط کی تلاش اور دریافت بی کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ان مجموعوں کے علاوہ خطوط کی خاصی تعداد متفرق اخبارات اور رسائل میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

ساتواں باب: مکاتیبِ اقبالؔ کا تنقیدی جائزہ

جس میں اقبالؔ کے مکاتیب کس نوعیت کے تھے حاصلِ بحث کی گئی ہے۔

اقبالؔ نے اپنی شاعری کے ذریعے جو پیغام دیا ہے اس سے صَرفِ نظر یہاں صرف ان کے خطبات ومکاتیب کی روشنی میں ان کے خیالات کوظاہر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اقبالؔ کی نظمیں اور خطبات اور خطوط میں افادیت اور مقصدیت کے اعتبار سے بڑی اہمیت ہے۔ انھوں نے لفظ شناسی سے کام نہیں لیا، بلکہ حقیقت نگاری سے کام لیا ہے۔ یہ ان کے روشن خیالی کا ثبوت ہے کہ انہوں نے سادہ اور آسان زبان استعمال کی اور اصلاحی کوشش ان کی نظموں اور مکاتیب میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے اسلئے ایک مفکر فلاسفر اور نظم نگار کی حیثیت سے ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

اقبالؔ کے نقطۂ نظر کو ان کے مکاتیب کی روشنی میں ابھارنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آٹھواں باب: اختتامیہ

اس باب میں مندرجہ بالا تمام ابواب کے تعلق سے ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری اور مکاتیب بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی اشاعت سے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے 1857ء کے بعد ادب میں بڑی تیز رفتاری کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہوئیں، لہٰذا اقبالؔ کے کلام میں بھی اس کا عکس ملتا ہے۔ انھوں نے نئے طرز کی نظمیں اور غزلیں لکھیں۔ اور اردو شاعری اور نثر کو ایک نئی راہ دکھائی اسے ہم ایک کامیاب تجربہ قرار دے سکتے ہیں۔ اقبالؔ ماضی پرست نہیں ماضی دوست تھے۔ آپ نے بہت مختلف مسائل کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا اور مختلف اصناف کے مختلف سانچے استعمال کئے انہیں کو ایک نئی زندگی بخش دی۔

میں اپنے استادِ محترم ڈاکٹر محمد ضیا اللہ صا # کی نہا $ ممنون ہوں جن کی نگرانی کے بغیر میرا یہ تحقیقی کام کبھی مکمل نہیں ہو* *۔ انہوں نے طبیعت کی* سازگی کے* وجود قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور مجھے اپنے مفید مشوروں آراستہ کیا۔ اور ہمیشہ اپنی معلومات سے سرفراز کرتے رہے کہ مقالے کی M کیسی ہونی چاہیئے یہ سلیقہ » کیا۔ میں دل کی عمیق گہرائیوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

علاوہ ازیں میں شعبۂ اردو کے د V اسا+ ہ، پروفیسر لیس مسعود سراج صا # کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ سراج صا # کی ذات دراصل علم و ادب کا مخزن ہے۔ آپ نے تنقیدی ادب کے مختلف گوشوں پر تحقیق کی صلاحیتوں اجا/ کیا ہے۔ میرے عنوان کی انتخاب کے وقت انہوں نے میرا بھر پور ساتھ د* یے۔ پروفیسر صا # کی میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔

اور محترمہ پروفیسر رفعت النساء صاحبہ کا بھی شکریہ بجالاتی ہوں کہ انہوں نھے اپنے مفید مشوروں سے آراستہ کیا۔ اور شعبہ کے د V اسا+ ہ کا بھی شکریہ بجالاتی ہوں جن کا تعاون کسی نہ کسی صورت میں شاملِ حال رہا۔ مز+ میں شعبے کے غیر+ ریسی عملے کا بھی شکر ادا کرتی ہوں۔

اس مقالے کی تکمیل کے دوران میں نے بیشتر جامعات سے بھی استفادہ کیا۔ ان کتب خانوں کے سر. اہوں نے بھی میری مدد کی۔ علاوہ جند احباب نے بھی مدد کی ا/ ا/ میں ان تمام کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ* ا « فی ہوگی۔ حسبِ ذیل کُتب خانوں کے* م:۔

۱۔ میسور یونیورسٹی لائبریری، میسور ۲۔ کر* ٹکاوپن یونیورسٹی لائبریری، میسور

۳۔ اعظم M المال لائبیریری، میسور ۴۔ حضرت پیر محمد شاہ لائبریری (احمد* د) گجرات

۵۔ محدثِ اعظم ہند لائبریری (بورسد) گجرات مز+ کتب خانوں سے استفادہ کیا ہے۔

اقبالؔ کی تصویر کے لئے رفیقِ حیات محترم جاو+ خان اشرفی کی ممنون ہوں، جنہوں نے عمدہ کوشش کی۔

اس کے بعد میں اپنے والدین محترم » اللہ خان مرحوم اور محترمہ حبیب النساء مرحومہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہیں مجھے وجود بخشا اور آپ کی شفقت، محبت، پ ورش اور دعاؤں کا یہ حاصل ہے کہ آج میں اعلیٰ تعلیم کی اس منزل سے ہمکنار ہوں۔اور میری بھا ~ سارہ عرفعین صدف اور بھا محمد ذوالفیقار علی اور میرے بھائی خلیل اللہ خان اور @ اللہ خان کی بے حد شکر گذار ہوں، کہ انہوں نے اس مقالے کی تکمیل میں میری ہر طرح سے مدد کی اور ساتھ دیے۔

میں اپنے پیر و مرشد ر K المحققین ، مجددِ دورِ حاضرہ، حضور شیخ السلام '' سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی ' کچھوچھوی کے نظرِ عنا $ کی ہمیشہ سے طلبگار ہوں۔آپ کی شفقت ہمیشہ میرے شاملِ حال رہے۔(آمین)

میں اپنے رفیقِ حیات محترم جاو± خان اشرفی کی ممنون ہوں جنہوں نے میرے والدین کے بعد میری ہمت افزائی کی، اور میرے حصولِ علم کو ممکن بنا ، اور تحقیق کے لیے یکسوئی » کی۔اور ہر مقام پ مجھے حوصلہ ؟ ۔اُن کی بے* پ ں خلوص و محبت شاملِ حال رہی۔مقالے کی تیاری اور اشا (میں بھر پور ساتھ ؟ ۔میں دل کی گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔اور آپ کے والدین محترم سکندر خان مرحوم اور محترمہ رابعہ بی کی بھی ممنون ہوں۔

آ میں ان تمام دوستوں کا بھی شکریہ ادا کر چاہوں گی۔خاصکر اور ابو محمد± وی، : یحیٰ تسنیم، فضیل اختر، قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے اس مقالے کی تکمیل میں مشورں سے نوازا۔لہذا یہ تحقیقی کام ا مقالے کی شکل پ ہوا۔ **(جزا ھم اللہ خیراً)**

زہرہ خانم ایم۔اے، یم فل
ر ^ چ اسکالر
یونیورسٹی آف میسور، میسور

باب اوّل

---حیاتِ اقبالؔ---

مسلمانوں اور ملّت کی شان ، ایشیاء کی آ. و، غلاموں کو فقر وشہنشاہی کے راز سے آ گاہ کرنے والے،Kا نوں کو آداب اور خود آ گاہی کا درس دینے والے، عالم گیتی پ خودی کے پ دے کو وا کرنے والی شخصیت 1877ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئی۔ آپ کے * ء وا . ادکا اصل وطن کشمیر تھا* ہم سو سال پہلے ان کے جدِ امجد ہجرت کر کے سیالکوٹ آ بسے تھے، اقبال کو کشمیر کی * * . رستاتی رہی۔

کشمیر کا چمن جو مجھے دل پ ، یہ ہے

اس * . غِ جانفزا کا یہ بلبل اسیر ہے

ورثہ میں ہم کو آئی ارم کی ہے جاGاد

جو ہے وطن ہمارا وہ. Aنظیر ہے

اقبالؒ کے جدِ امجد کشمیری پنڈتوں سے تعلق ر p تھے اور ان کے جدِ اعلیٰ ا- اولیا کے ساتھ حسنِ عقیدت کی بنا پ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اقبالؔ پولیٹکل سائنس میں داخل ہوئے، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد بیرسٹری کا امتحان *پ س کیا اور انگلستان کے قیام کے دوران اسلام پ چھ مایۃ ز خطبے بھی دیئے جن کی ,۔ٹی‡ پ, یائی ہوئی۔ آپ لندن یونیورسٹی میں پ وفیسر آ* لڈ کے قائم مقام کی حیثیت سے چھ ماہ-- عربی کے پ وفیسر بھی رہے اور پھر 1908ء میں وہ اپنے وطن لوٹے اس وقت اقبالؔ کی عمر 33 ,س کی تھی۔

اقبالؔ ایم اے* پ س کرنے کے بعد اورینٹل کالج لاہور میں فلسفہ اور سیا -- کے لکچرار مقرر ہوئے۔ اور گورنمنٹ کالج میں فلسفہ اور انگر ی ی کے پ وفیسر ہو گئے اور اپنے فرائض کو بحسن وخوبی ا م دیتے رہے۔ # علامہ اقبالؔ یورپ سے واپس آئے تو‡ ستور کچھ دنوں-- گورنمنٹ کالج کے پ وفیسر رہے* ہم کچھ دنوں کے بعد وکا -- شروع کردی۔ وکا -- کو فقط کسبِ معاش کی حد-- محدود رکھا۔ 1926ء میں لوگوں کے اصرار پ کو ± کے انتخا ,ت میں شر -- فرمائی اور کثرتِ رائے سے کامیاب ہوئے۔ ان کا دردمند دل غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کی فلاح و بہبودی کے لئے ہمیشہ بے قرار رہا چنانچہ عوام کے فا‡ ے کی خاطر بہت سی تحر r ں سے وابستہ رہے۔

1927ء میں مدراس یونیورسٹی نے چند لکچرس دینے کی غرض سے علامہ اقبالؔ کو مدعو کیا۔ اقبالؔ دسمبر کے آ میں مدراس تشریف لائے اس سلسلے میں کر* ٹ- کے کئی مقامات کا اہم دورہ کیا، شہرِ میسور، بنگلور اور سری رنگا پٹنم کے مختلف لوگوں کی طرف سے آپ کو مدعو بھی کیا H۔ اور اَن گنت سپاس* مے بھی پیش کئے گئے۔ اقبالؔ نے یہاں کی یونیورسٹیوں میں لکچرز بھی دیئے۔ آپ شاہی مہمان بن کر حیدر آ* د بھی تشریف لے گئے، وہاں آپ کی شاہانہ مہمان نوازی ہوئی اس دوران کر* ٹکا، مدراس اور حیدر آ* د کے اخباروں نے اقبالؔ کے فضل و کمال پ مقالات و مضامین شائع کئے اور اقبالؔ نمبر بھی منظرِ عام پ آئے۔

اقبالؔ کا تعلق جس دور سے ہے وہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ضرر رساں تھا ا-

طرف جہاں انگر,ی: ہندوستان کی معشیت کونقصان پہنچار ہے تھےتو دوسری طرف وہ یہاں کی تہذ ی$ واقدار,پ ضرب لگانے سے بھی نہیں چوک رہے تھے ایسے میں ہر ہندوستانی گھٹتی معشیت اوراپنی شاعری کے ذریعے نہ صرف اپنے اقداروتہذ ی$ کوسمیٹے ر p کی تلقین کی بلکہ مخالفین سے مقابلہ کی ہمت بھی پیدا کی ۔

اقبالؒ کا تعلق چو è ا ی- مذہبی گھرانے سے تھا جس کی وجہ سے ان میں مذہبی ,: بہ مو,.ن تھا۔آپ کے والد شیخ نور محمد بھی صوفی منش تھے اور خوش قسمتی سے اقبالؒ کوبچپن میں میرحسن جیسے اسا+. ہ سے استفادے کا موقع بھی نصیب ہو Hا تھا جومشن کالج سیالکوٹ میں عربی کے,پ وفیسر تھے۔آپ نے مذہب اورز+ گی کی*. ریکیوں کوان سے سیکھا۔

والدمحرم نے آپ کی,پ ورش,پ بہت دھیان ڈ* ی اورآپ میں مذہبی اوردینی مسائل,پ /َ فت پیدا کردی اقبال کے اشعارقرآن*پ ک کا,ٓ جمہ* ی تفسیرمعلوم ہوتی ہے مثال کے طور,پ قرآن*پ ک اوراقبال کی شاعری کے*. ہم ربط کوسمجھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کر*ٓ ہے بھروسہ ؎
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑ*ٓ ہے سپاہی

یہ شعرقرآن کی آ ی$: k ×Ò çi än×Â ç³âŸ] ä³⁰] Ÿ ä³×³⁰] o³fŠu: (سورہ توبہ آ ی$ نمبر 129)

,ٓ جمہ؛ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، وہی معبود حقیقی ہے اس,پ میرا یقین ہے’’ کا مفہوم معلوم ہو*ٓ ہے.‘‘ یعنی مومن کو: ا یقین کی ذات,پ ہے جو بنا ہتھیار کے بھی فتح نصیب کرنے,پ قادر ہے۔اس طرح سے اقبال کا یہ شعر بھی ایسا ہی معلوم ہو*ٓ ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ؎

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

یہ شعر قرآن کی آ $: äx0] ÜÓffv o þçÃfi^Ê äx0] áçfvi ÜjßÒ á] ØÎ

, جمہ؛ (آلِ عمران: ۳۱) ا/ تم اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری اطا (کرو،

اللہ تم سے محبت کرے گا) سے ماخوذ معلوم ہو* ہے۔

اقبالؒ کے اشعار اس طرح سے بھرے ہیں جو قرآن سے محبت اور دلی لگاؤ کی روشن مثالیں ہیں، اقبالؒ آ -- قوم میں مسلمان اسلافوں کی روح پھو- کر ان میں جان پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان کے # روہ صفات پیدا کی جن کی وجہ سے اقبالؒ کو د * آج بھی* ی دکرتی ہے۔

چنانچہ خط لکھنا غا . کی طرح ان کا شوخ نہیں بلکہ اس کو فرائض میں سے ا ی- فرض سمجھا تھا اور اس فرض اور اخلاقی ذمہ داری سے جلد از جلد سبکدوش ہونے کی خاطر وہ افسوس*. ک بے تعلقی کے ساتھ خط لکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ بے پناہ خلوص، شفقت، ہمدردی، انکساری کے ہوتے ہوئے بھی ان مکا M میں ز+ گی اور تو*. ئی کے * رÃ آئے ہیں۔ اس کے بر عکس غا . کے خطوط حسن اور تو*. ئی سے بھرپور ہیں خلوص اور شخصیت کے کھرے پن کے علاوہ اس ذوق وشوق کا نتیجہ بھی ہے جس سے وہ خط لکھتے تھے اور دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ وہ اپنا بیشتر وقت خطوں کے پڑھنے اور ان کا جواب لکھنے میں گذارتے تھے اور وقت بچ رہتا تو منشی نبی بخش کو لکھتے ہیں۔

''اللہ اللہ! یہ دن بھی* ی در ہیں گے خط لکھے گئے ہیں۔

میں خالی اوقات میں لفافے بناؤں گا۔''

* . یں ہمہ حالی کی شخصیت ان کے خطوط میں U* یں ہے۔ اپنے بیشتر ہمعصروں سے جس* . ت میں انہیں امتیازی حیثیت حاصل تھی وہ ان کی انکساری ہے۔ اظہار ذات کا . بہ ہر K ن میں ہو* ہے فن

کاروں اوراد یبوں میں یہ .ٌ بہ کچھ ڑ ٖ دہ ہی شد+ ہوٗ ہے۔ان کی تخلیقات C ٖ دی طوراسی .ٌ بے کا مظہر ہوتے ہیںٗ ہم حالی اس .ٌ بے کو بے لگام چھوڑ دینے کے قائل نہیں۔ وہ اس .ٌ بہ سے متاؿ ہوکر کبھی اپنے ہمعصروں کے مقام کواَ اتے نہیں ہیں۔شبلی اور حالی کی معاصرانہ زمانے میں,ڑ ا پ چاتھا۔علیاَ ڑ ھ تحر ٖ ۔ ,پ اتفاق نہ ر p ہوئے بھی وہ علیاَ ڑ ھ تحر ٖ ۔ سے پوری طرح متفق تھے اور سرسید کی ہر* .ت کو صحیح سمجھتے تھے۔اس لئےشبلی ان سے,. ہم تھے اوران,پ شد+ تنقید کرتے تھے لیکن حالی اپنے خطوں میں ہر موقعہ,پ شبلی کی علمیت قابلیت اورصلا A کے دل سے معترف تھے۔ . # حیدر* .دمیں شبلی کا تقرر مددگار معتمد امور مذہب کے عہدے,پ ہوا تو حالی نے مولوی عبدالحق کو لکھا؛۔

> ’’شمس العلماء مولا*. شبلی نعمانی کا تقرر مددگار معتمد امور مذہب کے عہدہ,پ عز.ٖ ی غلام الثقلین کی تحر,ٖ سے معلوم ہوکر بے انتہا مسرت ہوئی۔ اَ آپ ان سے ملیں تو میری طرف سے بعد سلام د* زنہیں رr 1 بہرحال لاہور کی : مت سے جس,پ مسٹر آر*. لڈ آپ کو بلا*. چاہتے تھے میرے ٌ. د ٖ۔ بہت بہتر ہے خصوصاً اس دجہ سے کہ آپ کو تصنیف ؤ لیف کا یہاں ڑ ٖ دہ موقعہ ملے گا اور آپ قوم کو ڑ ٖ دہ فا+ ہ پہنچاسکیں گے‘‘۔

انہیں مولوی عبدالحق نے . # اردو لڑ Z کے ہیروز کی فہر ۔ بنائی اور ان کے ادبی کا ڑ. موں,پ تنقیدی مضامین لکھنے کی تجو.ٖ پیش کی ،اس فہر ۔ میں اتفاق سے شبلی کا*. م تو تھا،اس میں انہیں لکھا۔ ان میں سے ا ٖ۔ شخص کا*. م ہونے سے اورا ٖ۔ کا نہ ہونے سے نہا.$ تعجب ہوا مولوی سید احمد میرے نہا.$ دو ۔ ہیں اور اردو لغت لکھنے میں جو محنت اور استقلال انہوں نے دکھا* ٖ ہے اس میں دل سے قدر کرٗ ہوں۔ان کی لغت,پ ا ٖ۔ نوٹ میں خود لکھ چکا ہوں۔ ماڈرن اردو لیٹر Z کے ہیرو ہیں۔اس سے بھی ڑ ٖ دہ تعجب شمس العلمار مولوی شبلی نعمانی کا*. م چھوڑ دینے,پ

ہے ۔انکار اور فروتنی کے* وجود حالی اپنے ادبی مقام سے بے خبر نہیں تھے ۔امیر حبیب اللہ والی افغا ن . # ہندوستان کے دورے پ آئے تو علی گ ھ میں حالی کو بھی ان سے ملنے کا موقعہ5۔اسی 5قات کے دوران امیر حبیب اللہ نے حالی کی تصانیف کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی چنانچہ حالی ان کی : مت میں اپنی کتابیں پیش کر: چاہتے تھے اس سلسلے میں ا ی عز ی کو لکھتے ہیں۔

''میرا مطلب ان کتابوں کے بھیجنے سے اس کے سوا اور کچھ نہیں

ہے کہ اول امیر صا # نے میری تصنیفات کو دیکھنے

کی خواہش ظاہر کی ہے اس لئے ان کا بھیجنا ضروری ہے۔

علامہ اقبال 9 نومبر 1877ء مطابق 3 ذوالقعدہ 1294ھ کو ہندوستان کے شہر سیالکوٹ میں شیخ نور محمد کے گھر پیدا ہوئے ۔ ماں* پ نے محمد اقبال* م رکھا۔

علامہ اقبال کے* ء وا ادقبولِ اسلام کے بعد اٹھارویں صدی کے آ * ی انیسویں صدی کے اوائل میں کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آئے اور محلّہ کھیتیاں میں* دہوئے ۔شیخ نور محمد کشمیر کے سپرو ہمنوں کی ± سے تھے ۔غازی اوراور- زی$ عالمگیر کی عہد میں ان کی ا ی نے اسلام قبول کیا۔ رگوں نے کشمیر چھوڑا تو سیالکوٹ آ بسے، ان کے والد شیخ محمد رفیق نے محلّہ کھٹیکاں میں ا ی مکان* دکیا، کشمیری لوئیوں اور دھسوں کا کار* رشروع کیا،لگتا ہے کہ یہ اور ان کے چھوٹے بھائی شیخ غلام محمد یہیں پیدا ہوئے ، پلے ڑھے۔ بعد میں شیخ محمد رفیق* زار چوڑ V اں میں آ گئے جواب اقبال* زار کہلا* ہے۔ا ی چھو* سا مکان لے کر رہنے لگے، مرتے دم ت یہیں رہے۔ان کی وفات کے بعد شیخ نور محمد نے اس سے ملحقہ ا ی دومنزلہ مکان اور دوکا 3 + کر مکا ₩ کو ڑھالیا۔

شیخ نور محمد دیندار آدمی تھے، W کے لیے دینی تعلیم ہی کافی سمجھتے تھے، سیالکوٹ کے اکثر

مقامی علماء کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے، علامہ اقبال بسم اللہ کی عمر کو پہنچے تو انہیں مولا*ٔ غلام حسن کے*ٖ پ س لے گئے، مولا*ٔ ابوعبداللہ غلام حسن محلّہ شوالہ کی مسجد میں درس دٖ یٖ کرتے تھے، شیخ نور محمد کا وہاں*ٔ جا*ٔ تھا، یہاں سے علامہ اقبال کی تعلیم کا آغاز ہوا، حسبِ دستور قرآن شریف سے ابتداء ہوئی، تقریباً سال بھر یہ سلسلہ چلتا رہا کہ شہر کے ا یـ*ٔ مور عالم سید میر حسن ادھر آ نکلے، ا یـ بچے کو بیٹھے دیکھا کہ صورت سے عظمت وسعادت کی پہلی جوت چمکتی Ã آ رہی تھی، پوچھا کی کس کا بچہ ہے معلوم ہوا تو وہاں سے اٹھ کر شیخ نور محمد کی طرف چل ,پڑے، دونوں آپس میں قر R واقف تھے، مولا*ٔ نے زور دے کر سمجھا*ٔ یـ کہ اپنے W*ٔ کو مدرسے -- محدود نہ رکھو، اس کے لیے . +یـ تعلیم بھی بہت ضروری ہے، انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ علامہ اقبال کو ان کی M. میں دے دٖ یٖ جائے۔ کچھ دن -- تو شیخ نور محمد کو پس و پیش رہا 1 . # دوسری طرف سے اصرار ,بڑھتا ` H تو علامہ اقبال کو میر حسن کے سپرد کر دٖ یـ، ان کا مکتب شیخ نور محمد کی گھر کے قر $ ہی کوچہ میر حسام الدین میں تھا، یہاں علامہ اقبال نے اردو، فارسی اور عربی ادب ,پڑھنا شروع کیا، تین سال گذر گئے، اس دوران سید میر حسن نے اسکاچ مشن اسکول میں بھی ,پڑھا*ٔ شروع کر دٖ یـ، علامہ اقبال بھی وہیں داخل ہو گئے، 1 ,پ انے معمولات اپنی جگہ رہے، اسکول سے آتے تو استاد کی : مت میں پہنچ جاتے، میر حسن ان عظیم استادوں میں سے تھے جن کے لیے زٖ گی کا مقصد صرف ,پڑھنا اور ,پڑھا*ٔ تھا، اور یہ ,پڑھنا ,پڑھا*ٔ صرف کتاب خوانی -- محدود نہیں تھی بلکہ طلبا کی اچھی رہنمائی بھی کرتے تھے، تمام اسلامی علوم سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ . +یـ علوم ,پ بھی اچھی Ã تھی، اس کے علاوہ ادبیات، معقولات، لسا* ت اور رٖ یـ ضیات میں بھی مہارت ر p تھے، شاگردوں کو ,پڑھاتے وقت ادبی رَ- اختیار کرتے تھے* کہ علم فقط حافظے میں نہ رہ جائے بلکہ طرزِ احساس بن جائے، عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے ہزاروں اشعار *ٔ نی*ٖ یـ د تھے، ا یـ شعر کو سمجھانے کے لیے

بیسیوں مترادف اشعار سناتے تھے۔

مولا*۰ کی+ ریسی مصروفیات بہت ژ*ِ دہ تھی 1 مطالعہ کا بھی بھرپور معمول تھا، قرآن کے حافظ اور عاشق تھے، شاگ دوں میں شاہ صا # کہلاتے تھے، Kا نی تعلق کا بہت*ِ س تھا، حد درجہ شفیق، سادہ، قانع، متین، منکسر المزاج اور خوش طبع. ۰رگ تھے، روزانہ کا معمول تھا کہ فجر کی ú ز ,پڑھ کر قبرستان جاتے، عزِ.ِ وں اور دوستوں کی قبروں ,پ فاتحہ ,پڑھتے، فارغ ہوتے تو شاگ دوں کو منتظر*ِ تے، واپسی کا راستہ سبق ġ دینے میں ٹ جا*، یہ سلسلہ گھر پہنچ کر بھی جاری رہتا، یہاں -- کہ اسکول کو چل ,پڑتے، شاگ دساتھ لگے رہتے، دن بھر اسکول میں ,پڑھاتے، شام کو شاگ دوں کو لیے ہوئے گھر آتے، پھر رات -- درس چلتا رہتا، علامہ اقبال کو بہت عزِ.ِ ر p تھے، خود علامہ اقبال بھی ان ,پ فدا تھے، علامہ اقبال کی شخصیت کی مجموعی تشکیل میں جو عناصر C ِ دی طور ,پ کارفرما Ã آتے ہیں ان میں سے بیشتر شاہ صا # کی صحبت اور تعلیم کا کرشمہ ہے۔

سید میر حسن سر سید کے ,ڈے قائل تھے، علی گ ڑھ تحر ِ- مسلمانوں کے لیے مفید سمجھتے تھے۔

ان کے زیرِ ا ‍ث علامہ اقبال کے دل میں بھی سر سید کی محبت پیدا ہوگئی جو بعض اختلافات کے*. وجو* دمِ آ ۰ قائم رہی، مسلمانوں کی خیر خواہی کا .۰ بہ تو خیر علامہ اقبال کے گھر کی چیز تھی 1 میر حسن کی؛ M ِ. نے اس .۰ بہ کو اِ- علمی اور عملی سمت دی، اقبال سمجھ بوجھ اور ذہا* $ میں اپنے ہم عمر بچوں سے کہیں آگے تھے، بچپن سے ان کے + روہ انہاک اور استغراق موجود تھا جو ,ڈے لوگوں میں**ِ جا* ہے، 1 وہ کتاب کے کیڑے نہیں تھے۔ کتاب کی - ,پڑ جائے تو آدمی محض اِ- دماغی وجود بن کر رہ جا* ہے، ز+ گی اور اس کے @ فاصلہ پیدا ہو جا* ہے، ز+ گی کے حقائق اور تجر*. ت بس دماغ میں منجمد ہو کر رہ جاتے ہیں، خونِ گ م کا حصہ نہیں Ŵ، انہیں کھیل کود کا بھی شوق تھا۔ بچوں کی طرح شوخیاں بھی کرتے تھے، حاضر جواب بھی بہت تھے، شیخ نور محمد یہ .

دیکھتے I 1 نہیں کرتے۔ جا... تھے کہ اس طرح فطری چیزوں کے ساتھ اپنائیت اور بے تکلفی پیدا ہو جاتی ہے جو بے حد ضروری اور مفید ہے۔ غرض علامہ اقبال کا بچپن ا یہ فطری کشادگی اور بے ساختگی کے ساتھ گذرا، قدرت نے انہیں صوفی* پ اور عالم استاد » کیا جس سے ان کا دل اور عقل یکسو ہو گئے، دونوں کا ہدف ا یہ ہH، یہ جو علامہ اقبال کے یہاں حس اور فکر کی*۔ در یکجائی Ã آتی ہے۔ اس کے پیچھے یہی چیز کارفرما ہے*۔ پ کے قلبی فیضان نے جن حقائق کو اجمالاً محسوس کرو* یہ تھا استاد کی تعلیم سے تفصیلاً معلوم ہH، سولہ. س کی عمر میں علامہ اقبال نے a ک کا امتحان* پ س کیا، فر ٹ کلاس* پ س ہوئے اور تمغہ اور وظیفہ* یہ ب ہوئے، اسکاچ مشن اسکول میں دسویں کے بعد پی یو سی کی کلاسس کا آغاز ہو چکا تھا لہذا علامہ اقبال کو کہیں اور جا* نہیں پڑا، اور اسی اسکول میں رہے، یہ وہ زمانہ ہے . # ان کی شاعری کا* قاعدہ آغاز ہو* ہے، یوں تو شاعری سے ان کی منا ٹ بچپن سے ہی تھی، کبھی کبھی خود بھی شعر موزوں کر لیا کرتے تھے 1 اس*. رے میں سنجیدہ نہیں تھے، نہ کسی کو سناتے نہ محفوظ ر p ، لکھتے اور پھاڑ دیتے، لیکن اب شعر گوئی ان کے لیے فقط ا یہ مشغلہ نہ رہی بلکہ روح کا تقاضہ بن چکی تھی، اس وقت پورا برِصغیر داغ کے* م سے گونج رہا تھا، خصوصا اردو* ن پ ان کی معجزانہ/ فت کا ہر کسی کو اعتراف تھا، اقبال کو یہی/ فت درکار تھی، شا/ دی کی درخوا ۔ لکھ بھیجی جو قبول کر لی گئی، 1 اصلاح کا یہ سلسلہ* یہ دہ د یہ۔ جاری نہ رہ سکا، داغ جگت استاد تھے، متحدہ ہندوستان میں اردو شاعری کے جتنے بھی روپ تھے ان کی تراش خراش میں داغ کا قلم . سے آگے تھا، لیکن یہ ر۔ ان کے لیے * تھا، گو اس وقت ۔ علامہ اقبال کے کلام کی امتیازی خصوصیت ظاہر نہیں ہوئی تھی 1 داغ اپنی بے مثال بصیرت سے بھا $ گئے کہ اس ہیرے کو تراشا نہیں جا سکتا، یہ کہہ کر فارغ کر* یہ کہ اصلاح کی گنجائش نہ ہونے کے. ا. ہے۔1 علامہ اقبال اس مختصر سی شا/ دی پ بھی ہمیشہ* زاں رہے، کچھ یہی حال

داغ کا بھی رہا۔

تعلیم :۔

6 مئی 1893ء میں علامہ اقبال نے åک کیا اور 1895ء میں ایف اے کیا اور مز±تعلیم کے لیے لاہور آ گئے، یہاں گورنمنٹ کالج میں بی اے کی کلاس میں داخلہ لیا اور ہاسٹل میں رہنے لگے، اپنے لیے انگر ی، فلسفہ اور عربی کے مضامین منتخب کیے، انگر ی اور فلسفہ گورنمنٹ کالج میں پڑھتے اور عربی پڑھنے اورینٹل کالج جاتے جہاں مولا* فیض الحسن سہارzری جیسے بے مثال استاد تشریف رp تھے، اس وقت-- اورینٹل کالج گورنمنٹ کالج ہی کی عمارت کے ا- حصہ میں قائم تھا اور دونوں کالجوں کے درمیان بعض مضامین کے سلسلے میں* ہمی تعاون اور اشتراک کا سلسلہ جاری تھا، 1988ء میں علامہ اقبال نے بی اے* پس کیا اور ایم اے (فلسفہ) میں داخلہ لیا، یہاں پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ کا تعلق میسر* ی، جنھوں نے آگے چل کر علامہ اقبال کی علمی اور فکری ز± گی کا ا- حتمی رخ متعین کر* ی۔

مارچ 1899ء میں ایم اے کا امتحان* ی اور پنجاب بھر میں اول آئے، اس دوران شاعری کا سلسلہ بھی چلتا رہا 1 مشاعروں میں نہ جاتے تھے، نومبر 1899ء کی ا- شام کچھ بے تکلف ہم جما (نے انہیں حکیم امین الدین کے مکان پر ا- محفلِ مشاعرہ میں کھینچ لے گئے، وہاں بڑے بڑے اسا* ہ شا/ دوں کی ا- کثیر تعداد میں شر- تھے، ġ والوں کا بھی ا- ہجوم تھا، علامہ اقبال چوè* لکل نئے تھے، اس لیے ان کا* م مبتدیوں کے دور میں پکاراHا ، غزل پڑھنی شروع کی، . # اس شعر پر پہنچے کہ:؎

؎ موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

تو اچھے اچھے استاد اچھل پڑے، بے اختیار ہو کر داد دینے لگے، یہاں سے علامہ اقبال کی بحیثیت شاعر شہرت کا آغاز ہوا، مشاعروں میں بہ اصرار بلائے جانے لگے، اس زمانے میں انجمن حمایتِ اسلام سے تعلق پیدا ہوا جو آخر تک قائم رہا، اس کے ملی اور رفاہی جلسوں میں اپنا کلام سناتے اور لوگوں میں ایک سماں باندھ دیتے، علامہ اقبال کی مقبولیت نے انجمن کے بہت سارے کاموں کو آسان کر دیا، کم از کم پنجاب کے مسلمانوں میں سماجی سطح پر دینی وحدت کا شعور پیدا ہونا شروع ہوا جس میں علامہ اقبال کی شاعری نے کلیدی کردار ادا کیا۔

ایم اے پاس کرنے کے بعد 13 مئی 1899ء کو اورینٹل کالج میں میکلوڈ عربک ریڈر کی حیثیت سے متعین ہو گئے، اسی سال آرنلڈ بھی عارضی طور پر کالج کے قائم مقام پرنسپل مقرر ہوئے، علامہ اقبال تقریباً چار سال تک اورینٹل کالج میں رہے، البتہ بیچ میں چھ ماہ کی رخصت لے کر گورنمنٹ کالج میں انگریزی پڑھائی، اعلیٰ تعلیم کے لیے کینیڈا یا امریکہ جانا چاہتے تھے، آرنلڈ کے کہنے پر انگلستان اور جرمنی کا انتخاب کیا۔ 1904ء کو آرنلڈ جب انگلستان واپس چلے گئے تو علامہ اقبال نے ان کی دوری کو بے حد محسوس کیا، دل کہتا تھا کہ اڑ کر انگلستان پہنچ جاؤں۔ اورینٹل کالج کے چار سالہ دورِ ملازمت میں اقبال نے اسٹبس کی ''ارلی پلانجنٹس'' اور واکر کی ''پولیٹیکل اکانومی'' کا اردو میں تلخیص و ترجمہ کیا، شیخ عبدالکریم الجیلی کے نظریۂ توحیدِ مطلق پر انگریزی میں ایک مقالہ لکھا اور ''علم الاقتصاد'' کے نام سے اردو میں ایک مختصر سی کتاب تصنیف کی جو 1904ء میں شائع ہوئی، اردو میں اپنے موضوع پر یہ اولین کتابوں میں سے ہے۔

اورینٹل کالج میں بطورِ عربی ریڈر مدتِ ملازمت ختم ہو گئی تو 1903ء میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے علامہ اقبال کا گورنمنٹ کالج میں تقرر ہوا، بعد میں فلسفہ کے شعبے میں چلے گئے، وہاں پڑھاتے رہے یہاں تک کہ یکم اکتوبر 1905ء کو یورپ جانے کے لیے تین سال کی

رخصت لی۔

اعلیٰ تعلیم اور سفرِ یورپ

25 دسمبر 1905ء کو علامہ اقبال اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے اور کیمبرج یونیورسٹی‌ٹ > کالج میں داخلہ لیا، چوè کالج میں ر ^ چ اسکالر کی حیثیت سے لیے گئے تھے اس لیے انہیں عام طا . علموں کی طرح ہاسٹل میں رہنے کی* پ بندی نہیں تھی، اسی لیے قیام کا بندوبست کالج سے* . ہر کیا۔ ابھی یہاں آئے ا یـ مہینہ سے کچھ او پ ہی ہوا تھا کہ بیرسٹری کے لیے لنکنز اِن میں داخلہ لے لیا، اور پ وفیسر. اؤن جیسے فاضل استاد سے رہنمائی حاصل کی۔ سر عبدالقادر بھی یہیں تھے، اسی زمانے میں کیمبرج کے استادوں میں وا$ ہیڈ، میگ ٹیگرٹ، وارڈ، . اؤن اور نکلسن جیسی* بغۂ روزگار اور شہرۂ آفاق ہستیاں بھی شامل تھیں، میگ ٹیگرٹ اور نکلسن کے ساتھ علامہ اقبال کا قرR تعلق تھا بلکہ نکلسن کے ساتھ تو . ا. دوستی اور بے تکلفی پیدا ہوگئی تھی، البتہ میگ ٹیگرٹ کے جلالتِ علمی کے ساتھ ان کی عمر بھی ز* یـ دہ تھی، وہ علامہ اقبال سے کافی .ٹ ے تھے . # کہ نکلسن کے ساتھ کوئی ایسا تفاوت نہ تھا، میگ ٹیگرٹ‌ٹ > کالج میں کا$ اور ہیگل کا فلسفہ پ‌ڑ ھاتے تھے، اور انگلستان کے .ٹ ے \ ں میں شمار کیے جاتے تھے، . اؤن اور نکلسن عربی اور فارسی کے ماہر تھے، آگے چل کر نکلسن نے علامہ اقبال کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کا انگر. ی ‌ت جمہ بھی کیا جو اَ چہ علامہ اقبال کے* م اور کام کا . وی سا تعارف ہH یـ، انگلستان سے آنے کے بعد بھی علامہ اقبال کی میگ ٹیگرٹ اور نکلسن سے خط و کتا$. جاری رہی۔

آ ر* لڈ جو کیمبرج میں نہیں تھے بلکہ لندن یونیورسٹی میں عربی پ‌ڑ ھاتے تھے لیکن علامہ اقبال ان سے ملنے .ٹ ی* . قاعدگی سے جا* یـ کرتے تھے، ہر معاملے میں ان کا مشورہ لے کر ہی کوئی قدم اٹھاتے تھے، ان ہی کے کہنے پ میونخ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے لیے رجسٹر C کروا* یـ، کیمبرج

سے بی اے کرنے کے بعد جولائی 1907ء کو ہائیڈل. گ چلے گئے۔ کہ . من ژ. ن سیکھ کر میونخ یونیورسٹی میں اپنے تحقیقی مقالے کے*. رے میں اس ژ. نی امتحان کی تیاری کی جائے جو کہ اسی ژ. ن میں ہو تھا، یہاں چار ماہ گذارے۔ ''ا. یان مابعدالطبیعیات کا ارتقا'' کے عنوان سے اپنا تحقیقی مقالہ پہلے ہی داخل کر چکے تھے، ا- ژ. نی امتحان کا مرحلہ ابھی رہتا تھا، اس میں بھی سر و ہوگئے، 4 نومبر 1907ء کو میونخ یونیورسٹی نے ڈاکٹر $ کی سرٹیفیکٹ سے نوازا، 1908ء میں یہ مقالہ پہلی*. رلندن سے شائع ہوا، اO ب آ ژ. لڈ کے. م تھا۔

ڈاکٹر $ ملتے ہی لندن واپس چلے گئے، بیرسٹری کے فا F امتحانوں کی تیاری شروع کردی، کچھ مہینے بعد سارے امتحان مکمل ہوگئے، جولائی 1908ء کو نتیجہ نکلا، کامیاب قرار دیئے گئے، اس کے بعد انگلستان سے اپنے وطن کا رخ کیا۔

لندن میں قیام کے دوران علامہ اقبال نے مختلف موضوعات,پ لیکچروں کا ا- سلسلہ بھی شروع کیا، مثلاً اسلامی تصوف، مسلمانوں کا ا. تہذیبِ یورپ,پ، اسلامی جمہور $ ، اسلام اور عقلِ Kا نی وغیرہ + قسمتی سے ان میں ا- کا بھی ر رڈ نہیں ملتا۔

ا- مرتبہ آ ژ. لڈ لمبی رخصت,پ گئے تو علامہ اقبال نے ان کی جگہ,پ لندن یونیورسٹی میں چند ماہ کے لیے عربی کے,پ وفیسر بھی مقرر ہوئے۔

مئی 1908ء میں . # لندن میں آل +* مسلم لیگ کی,. ٹش کمیٹی کا افتتاح ہوا تو ا- اجلاس میں سیدامیرعلی کمیٹی کے صدر چنے گئے اور علامہ اقبال کو مجلسِ عاملہ کا رکن*. مزد کیا۔

اسی زمانے میں انہوں نے شاعری. ک کر دینے کی ٹھان لی تھی، 1آ ژ. لڈ اور اپنے قر R دو - شیخ عبدالقادر کے کہنے,پ یہ ارادہ چھوڑ ڈ ۔ فارسی میں شعرگوئی کی ابتدا بھی اسی دور میں شروع ہوئی۔

یورپ پہنچ کر انہیں مغربی تہذ یؒ$ وتمدن اور اس کی روح میں کارفرما مختلف تصورات کو
,. اہِرا ۃ دیکھنے کا موقع 5 ،مغرب سے مرعوب تو خیر وہ کبھی نہیں رہے تھے، نہ یورپ جانے سے
پہلے نہ وہاں پہنچنے کے بعد،1 مغرب کے فکری، معاشی، سیاسی اور نفسیاتی غلبے سے آنکھیں پ ائے
بغیر انہوں نے عالمی تناظر میں امتِ مسلمہ کے گذشتہ عروج کی* .ژ* یفت کے لیے ای- وسیع
دائ ے میں سوچنا شروع کیا، یہاں ۃ- کہ ان ,پ مغربی فکر اور تہذ یؒ$ کا چھپا ہوا بودا پن منکشف
ہH یـ۔

جولائی 1908ء میں وطن کے لیے روانہ ہوئے، ممبئی سے ہوتے ہوئے 25 جولائی 1908ء
کی رات دہلی پہنچے۔

شادی:۔

قوموں کی تقد یـ+ لنے والے ,ڑے ,ڑے لوگوں کے ذاتی زH+ ی ں محرومیوں اور
*. کامیوں کے دکھوں سے بھری Ā آتی ہے، ضروری نہیں کہ ہر ,ڑا سیاسی لیڈر، ,ڑا فنکار، شاعر،
ادیؒ$ اور صحافی اپنی ذاتی ز+ گی میں ای- کامیاب شوہر* یاچھا* .پ*. $ ہو، ,ڑے ,ڑے لوگ
,ڑے ,ڑے مقاصد کی تکمیل کی بھاگ دوڑ میں بہت سی چھوٹی چھوٹی ذمہ داریوں کو بھول جاتے
ہیں، یہ غلطیاں ان کی ذاتی ز+ گی میں ایسی*. کامیوں کا* ;(بن جاتی ہیں جنہیں ان کے مخالفین
کردارکشی کے لیے استعمال کرتے ہیں، ,ڑے لوگوں کی ذاتی ز+ گی کے* .رے میں جھوٹ ۃ اشنا
اور ان کے ذاتی دکھوں کو تماشا بنا کر لذت حاصل کر*. چھوٹے لوگوں کی ,پ انی عادت ہے، شاعرِ
مشرق علامہ اقبال کی ازدواجی ز+ گی بھی بحران سے دوچار رہی، انہیں اپنی ز+ گی میں اور پھر
موت کے بعد کئی چھوٹے لوگوں کی دشنام طرازیوں کا سامنا رہا، ان کے کردار ,پ حملے کئے گیے،
یہاں ۃ- کہ ان ,پ ای- طوائف کے قتل کا الزام ۃ- لگا* یـH، ان کی ازدواجی ز+ گی کے بحران کو

ان کی کردار کشی کیC د بنانے کی کوشش کی گئی اور اس کوشش میں صرف کچھ پ ائے نہیں بلکہ کچھ اپنے بھی شامل تھے۔

علامہ اقبال کی تین شاد* ں ہوئی۔ پہلی شادی کریم بی بی سے ہوئی جن کا تعلق گجرات سے تھا، شادی کے وقت علامہ اقبال کی عمر صرف سولہ سال تھی اور کریم بی بی کی عمر ا ! سال تھی۔ دوسری بیوی کا* م مختار بیگم تھا جن کا تعلق جالندھر کے نولکھا خا+ ان سے تھا۔ ان کی تیسری بیوی کا *م سردار بیگم تھا جو موچی دروازے لاہور کے ا ۔ کشمیری خا+ ان سے تعلق رb تھی۔ پہلی بیوی کے ساتھ علامہ اقبال کے تعلقات کشیدہ تھے، کریم بی بی کے بطن سے علامہ اقبال کے دو بچے تھے، یہ شادی 1893ء میں ہوئی، پہلی بیٹی معراج بیگم 1896ء میں اور C آفتاب اقبال 1898ء میں پیدا ہوئے، کریم بی بی ز* دہ وقت اپنے میکے میں گذارتی تھی، ان کے والد ڈاکٹر » محمد نے بیٹی کی پ ورش ,ے* ز و" سے کی تھی، گجرات کے محلّہ شال* فاں کی ا ۔ شا+ ارحو # میں پ ورش* پ نے والی کریم بی بی اور علامہ اقبال کے خا+ ان میںu ں طبقاتی فرق تھا، علامہ اقبال نے لاہور میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد 5 زمت حاصل کر لی اور بھاٹی دروازے میں مکان کرائے پ لیا تو کریم بی بی نے ان کے ساتھ اس مکان میں قیام نہیں کیا۔

علامہ اقبال کو اپنی بیٹی معراج سے بہت محبت تھی لیکن W آفتاب کے ساتھ ان کے تعلقات ٰ اب رہے، ان کی بیٹی معراج صرف ا ! ,, س کی عمر میں 1915ء میں وفات* پ گئی لیکن* پ W کے اختلافات اتنے ,ھے کہ علامہ اقبال نے W اور بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی۔

سید+ , * زی اپنی کتاب ''اقبال کی حضور'' میں اس شادی کی* کامی کے* رے میں لکھتے ہیں کہ رشتہ عجلت میں طے ہوا، خا+ انی حالات میں تفاوت تھا، علامہ اقبال نے $ ہ کی بہت

کوشش کی لیکن* ت نہیں بنی۔ علامہ اقبال نے کریم بی بی کو طلاق دینے سے/ ,یز کیا کیوè وہ طلاق کے لیے راضی نہیں تھی، علیحدگی ,پ اتفاق ہHا اور علامہ اقبال نے کفا ۔ کی ذمہ داری اٹھالی، علیحدگی کے بعد اپنی موت ۔- علامہ اقبال ہر ماہ کریم بی بی کو رقم بھجواتے رہے لیکن Wٹا آفتاب اقبال سے انہوں نے کوئی تعلق نہ رکھا۔ 1967ء میں ''علامہ اقبال اوران کی پہلی بیوی ''کے عنوان سے سید حامد جلالی کی ا ۔ کتاب سامنے آئی جس میں الزام لگا Hا کہ اقبال نے پہلی بیوی سے* ا« فی کی اور اپنے Wٹا آفتاب کو ورا$ سے محروم رکھا۔,پ وفیسر ڈاکٹر ایوب صا. نے اپنی کتاب ''اقبال کی شخصیت ,پ اعتراضات کا جا ہ'' میں یہ دعوی کیا ہے کہ علامہ اقبال کی پہلی شادی کے متعلق کتاب کے حقیقی مصنف او* شر دراصل شاعرِ مشرق کے Wٹا آفتاب اقبال تھے، اسی کتاب کا دوسرا ٹ c بیگم آفتاب اقبال نے شائع کیا اور اس کتاب میں علامہ اقبال ,پ وہی الزامات لگائے گئے جو بھارتی مصنف اقبال سنگھ کی کتاب '',پ جوش مسافر'' میں لگائے گئے۔ کئی مصنفین نے لکھا ہے کہ آفتاب اقبال اپنی والدہ کریم بی بی کو مظلوم اور والد کو ظالم سمجھتے تھے، اپنی+ تمیزیوں کے* (والد کے دل سے ا گئے اور والد کے موت کے کئی سال بعد کسی دوسرے کے* م سے خود والد کے خلاف کتاب لکھ ڈالی۔ کئی ,ڑے لوگوں کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں اور مضامین کی پیچھے ان کے کچھ قرR رشتہ دار چھپےÃ آتے ہیں، علامہ اقبال کے مخالفین اور حاسدین نے انہیں ا ۔ شرابی اور عیاش Kا ن بنا کر پیش کیا حالاè حقیقت مختلف تھی۔

جسٹس جاو+ اقبال نے اپنے والد کی سوانح حیات ''ز+ ہ رود'' میں بہت تحقیق اور ڈ نتداری کے ساتھ ''ازدواجی ز+ گی کا بحران'' کے عنوان سے مکمل* ب شامل کیا ہے جس میں یہ اعتراف کیا کہ علامہ اقبال کو بچپن سے گانے کا بہت شوق تھا اور وہ راگوں کے الاپ سے شناسا تھے، انجمن حما$ اسلام کے جلسوں میں تنم سے نظمیں ,پڑھتے تھے، ان کے*پ س ا ۔ ستار تھا اور

اسے بجانے کی مشق بھی کیا کرتے تھے۔

یہ ان جوانی کے*ا یام تھے، کبھی کبھی گا* سن لیا کرتے تھے۔ دہلی جاتے تو خواجہ حسن %می ان کے لیے قوالی کی محفل کا اہتمام کرتے، انہیں قوالی بہت پسند تھی۔ آغا حشر کا a ی کا ڈرامہ دیکھنے تھیٹر بھی چلے جاتے تھے لیکن ان کی شراب نوشی اور عیاشی کا کوئی ثبوت نہیں۔ عیاشی کے شوق امیر لوگ* پالتے ہیں، علامہ اقبال نے ز+ گی بھر امیر Wکی کوشش نہیں کی۔

سوال یہ پیدا ہو* ہے کہ پہلی شادی کی* کامی کے بعد انہوں نے مز+ دو شاد* یں کیوں کی؟ اس سوال کا جواب ڈاکٹر جاو+ اقبال نے د* یہ ہے لکھتے ہیں کہ بہت سی پڑھی لکھی اور امیر خواتین علامہ اقبال سے شادی کی خواہش مند تھیں لیکن علامہ اقبال کسی ایسی خاتون کو اپنی بیوی بنا* چاہتے تھے جو ان کے خا+ ان کے ساتھ اتحاد کر سکے، علامہ اقبال کی والدہ نے موچی دروازے لاہور کی سردار بیگم کو پسند کیا اور علامہ اقبال سے نکاح ہو H ، ابھی رخصتی بھی نہ ہوئی تھی کہ علامہ اقبال کو سردار بیگم کے* رے میں کچھ گمنام خطوط ملے اور وہ +: ب کا شکار ہو گئے، رخصتی ملتوی ہو گئی، طلاق کا ارادہ کیا لیکن طلاق نہ دی، تین سال گذر گئے اس دوران لدھیانہ سے مختار بیگم کا رشتہ آH اور 1913ء میں مختار بیگم سے شادی ہو گئی، مختار بیگم سے شادی کے بعد سردار بیگم نے علامہ اقبال کو خط لکھا اور کہا کہ میرا نکاح تو آپ سے ہو چکا، اب میں دوسرے نکاح کا تصور نہیں کر سکتی، اسی حا - میں پوری ز+ گی بسر کروں گی۔ یہ خط پڑھ کر علامہ اقبال کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا، انہوں نے مختار بیگم کو بتا یا، انہیں بھی افسوس ہوا، لہذا مختار بیگم کو اعتماد میں لے کر سردار بیگم سے دو* رہ نکاح پڑھوا* یا H ۔ علامہ اقبال نے دونوں بیویوں کو* رکلی والے مکان میں اکٹھے رکھا، ڈاکٹر جاو+ اقبال کے بقول دونوں میں بہت محبت تھی، ان دونوں کے اصرار پر ا - دفعہ اقبال نے اپنی پہلی بیوی کریم بی بی کو بھی بلو* یا، وہ کچھ دنوں کے لیے آئی لیکن واپس چلی گئی، مختار بیگم

1924ء میں دورانِ زچگی لدھیانہ میں وفات*پ گئیں، علامہ اقبال نے ان کی ú زِ جنازہ خود پڑھائی۔ سردار بیگم کے بطن سے جاوٹی اقبال اورâ ہ پیدا ہوئے۔

جسٹس جاوٹی اقبال نے ''اپنا/ یبان چاک'' میں ماں*پ کی تکرار کا بھی ذکر کیا ہے، سردار بیگم کا اصرار تھا کہ والد* قاعدگی سے وکا - کریں کیوè گھر کے ا اجات پورے نہیں ہوتے تھے، وہ کہا کرتی کہ میں اس گھر میں اٰ- لو ٹ ی کی طرح کام کرتی ہوں اور پیسے بچانے کی کوشش کرتی ہوں آپ بستر پ دراز شعر لکھتے رہتے ہیں، جواب میں علامہ اقبال صرف کھسیانی ہنسی ہنس دیتے۔

سردار بیگم کی کفا$ شعاری اور ان کے زیورات کی فرو# سے لاہور میں اٰ- زمین ٹ ی گئی جس پ جاوٹی منزل تعمیر ہوئی، یہ گھر سردار بیگم کی* م تھا، علامہ اقبال کی ہدا$ پ انہوں نے یہ گھر جاوٹی اقبال کے* م کرڈ ی اور اس گھر میں آنے کے چند دن بعد 1935ء میں وہ فوت* گئیں، انہیں بی بیٹ پ کدامن قبرستان میں دفن کیاH۔ کریم بی بی کا انتقال 1947ء میں ہوا اور وہ لاہور کے معراج دین قبرستان میں دفن ہوئی۔

ت رلیس، وکا - اور سماجی : مات:۔

ابتدا میں آپ نے ایم اے کے بعد اورینٹل کالج لاہور میںت رلیس کے فرائض ا م دیے لیکن آپ نے بیرسٹری کو مستقل طور پ اپنا*ٰ، وکا - کے ساتھ ساتھ آپ شعر و شاعری بھی کرتے رہے اور سیاسی تحر r ں میں بھرپور حصہ لیا۔ 1922ء میں حکومت کی طرف سے سر کا خطاب5، علامہ اقبال انجمن حما$ اسلام کے اعزازی صدر بھی رہے۔

اگست 1908ء میں علامہ اقبال لاہور آ گئے، اٰ- آدھ مہینے بعد چیف کورٹ پنجاب میں وکا - شروع کر دی، اس پیشے میں کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ایم اے او کالج علی/ ڑھ میں فلسفے

اورگورنمنٹ کالج لاہور میں*ٔ ریخ کی,پ وفیسری پیش کی گئی1 علامہ اقبال نے اپنے لیے وکا ۔ کو مناٰ . سمجھا اور دونوں اداروں سے معذرت کرلی۔ البتہ بعد میں حکومتِ پنجاب کی درخوا ۔ اوراصرار,پ 10 مئی 1910ء سے گورنمنٹ کالج میں عارضی طور,پ فلسفہ,پڑ ھا*ٔ شروع کرۓ*ے، لیکن ساتھ ہی ساتھ وکا ۔ بھی جاری رکھی، مصروفیات,ڑھتی چلی گئی اورکئی اداروں اور انجمنوں سے تعلق پیدا ہH ۔

18 مارچ 1910ء کو حیدر*. ددکن کا سفر پیش*ے، وہاں علامہ اقبال کے قدیمی دو ۔ مولاٌ*ٔ /َ امی پہلے سے موجود تھے، اس دورے میں سر اکبر حیدر*. دی اور مہاراجہ سرکشن,پ شاد کے ساتھ دوستانہ مراسم کی بنا,پڑ ی، 23 مارچ کو حیدر*. د سے واپسی ہوئی، اور-َ ز$ عالمگیر کے مقبرے کی ز*ِ رت کے لیے راستے میں اور-َ *. دا,ت گئے، دو دن وہاں ٹھہرے، 28 مارچ کو لاہور پہنچے اور پھر سے اپنے معمولات میں مشغول ہوگئے، اب معلّمی اور وکا ۔ کو ساتھ ساتھ لے کر چلنا مشکل ہورہا تھا، آ ٰ کار 31 دسمبر 1910ء گورنمنٹ کالج سے مستعفی ہوگئے1 کسی نہ کسی کالج سے تعلق,. قرار رکھا، صرف ا- گورنمنٹ کالج ہی نہیں بلکہ پنجاب اور برِ صغیر کی کئی دوسری جامعات سے بھی تعلق پیدا ہH تھا، پنجاب، علی/َ ڑ ھ، الہ*. د*ٔ گپور اور دہلی یونیورسٹی کے ممتحن بھی رہے، ان کے علاوہ M العلوم حیدر*. ددکن کے لیے بھی*ٔ ریخِ اسلام کے ,پ چے مر$ کرتے رہے، بعض اوقات ز*. نی امتحان کے لیے علی/َ ڑ ھ، الہ*. داوز*ٔ گپور وغیرہ بھی جاٗ*ٔ ہوٗ*ٔ ۔ ممتحن کی حیثیت سے ا- اٹل اصول اپنا رکھا تھا کہ عزٖ*ٔ دو ۔ ,پ بھی شفارش کا دروازہ بند تھا۔

2 مارچ 1910ء کو پنجاب یونیورسٹی کے فیلوٌ*ٔ مزد کئے گیے، لالہ رام,پ شاد،,پ وفیسر *ٔ ریخ گورنمنٹ کالج لاہور کے ساتھ مل کر « ب کی ا- کتاب ’’*ٔ ریخِ ہند‘‘ مر$ کی جو

1913ء کو چھپ کر آئی، آگے چل کر مختلف اوقات میں اورینٹل اینڈ آرٹس فیکلٹی، سینیٹ اور سنڈ & کے ارکان بھی رہے، 1919ء میں اورینٹل فیکلٹی کے ڈین بنائے گئے، 1923ء میں یونیورسٹی کی تعلیمی کو± کی رکنیت ملی، اسی سال,پ وفیسر ٹ پ کمیٹی میں بھی لیے گئے، اپنی بے پناہ مصروفیات سے مجبور ہو کر تعلیمی کو± سے استعفی دے ڈ*ی تھا 1 یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر جان مینارڈ نے انہیں جانے نہ ڈ*ی، اس طرف سے اتنا اصرار ہوا کہ مروتاً استعفی واپس لے لیا، اس دوران پنجاب ٹیکسٹ ـ کمیٹی کے بھی رکن رہے، â ک کے طلبا کے لیے فارسی کی ا- » بی کتاب ''آئینہ عجم'' مر$ کی جو 1927ء میں شائع ہوئی، غرض پنجاب یونیورسٹی سے علامہ اقبال عملاً 1932ء-- متعلق رہے۔

شاعری:۔

جنوبی ایشیا کے اردو اور ہندی بولنے والے لوگ علامہ اقبال کو شاعرِ مشرق کے طور,پ جا... ہیں، علامہ اقبال حساس دل ودماغ کے مالک تھے، آپ کی شاعری ز+ ہ شاعری ہے جو ہمیشہ برِصغیر کے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی، یہی وجہ ہے کہ کلامِ اقبال د* کے ہر حصہ میں,پ ڑھا جا" ہے، علامہ اقبال نے نئی ± میں انقلابی روح پھو- دی ہے اور اسلامی عظمت کو اجاگر کیا، ان کے کئی کتب کے انگر. ی، . منی، فرانسیسی، چینی، جا*پ نی اور دوسری ز*. نوں میں ," جمے ہو چکے ہیں، جس سے بیرونِ ملک بھی لوگ علامہ اقبال کے معترف ہیں، بلا مبالغہ علامہ اقبال ا- عظیم مفکر مانے جاتے ہیں۔

تصانیف:۔

علم الاقتصاد 1903ء

فارسی شاعری

اسرارِ خودی 1915ء

رموزِ بے خودی 1917ء

پیامِ مشرق 1923ء

زبورِ عجم 1927ء

جاوید نامہ 1932ء

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 1931ء

ارمغانِ حجاز (فارسی و اردو) 1938ء

اردو شاعری

بانگِ درا 1924ء

بالِ جبریل 1935ء

ضربِ کلیم 1936ء

انگریزی تصانیف

فارس ماوراء الطبیعیات کا ارتقا 1908ء

اسلام میں مذہبی افکار کی تعمیرِ نو 1930ء

اقبال کا سفرِ دکن:۔

شاعرِ مشرق حیدر آباد دکن میں:۔ میسور سے حضرت علامہ ۱۴، جنوری کو حیدر آباد دکن پہنچنے ، اسٹیشن ہی پر ان کو بتا دیا گیا کہ آپ حضور نظام کے خاص مہمان ہیں۔ پلیٹ فارم پر صدھا اشخاص جمع تھے۔ معززین حیدر آباد، یونیورسٹی کے پروفیسر اور طلبا اور دوسرے اہلِ ذوق اور مداح، بچے قطار بنائے اقبال کا قومی ترانہ گا رہے تھے۔ اقبال مہمان خانہ شاہی میں تشریف لے گئے اور ۱۸ جنوری ۱۹۲۹ء کو بارہ بجے قبل دوپہر اعلیٰ حضرت کی حضور میں باریاب ہوئے۔

اقبال مدراس میں: دسمبر ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے، علامہ اقبال مدراس کے علمی حلقوں کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے اور آپ نے اعلیٰ درجے کے خواص اور اعلیٰ پایہ اہلِ علم کے مجمع میں اپنے وہ چھ لیکچر بزبانِ انگریزی ارشاد فرمائے جو وہ دو تین سال سے لکھ رہے تھے۔ اقبال دسمبر کے آخری ایام میں مدراس پہنچے، تین دن وہاں قیام رہا۔ مدراس کی انجمن ترقی اردو، ہندی پرچار سبھا اور دیگر ادبی و اسلامی اداروں نے سپاس نامے پیش کئے۔ ۹ جنوری ۱۹۲۹ء کو آپ بنگلور پہنچے تو بے شمار لوگوں نے آپ کا پُر جوش استقبال کیا، مسلم لائبریری کی طرف سے زیرِ صدارت سر مرزا اسماعیل وزیرِ اعظم ریاستِ میسور میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا، جس میں علماء کو سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ اس اجتماع میں بھی بنگلور کے معززین اور اکابرِ تعلیم موجود تھے۔

اقبال سلطان ٹیپو کے مزار پر: مہاراجہ صاحب میسور کی طرف سے علماء کو دعوت موصول ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ ۱۰ جنوری ۱۹۲۹ء کو میسور تشریف لے گئے۔ میسور یونیورسٹی نے علامہ سے ایک بڑے علمی مجموعے میں لیکچر کروایا پھر ٹاؤن ہال میں اہلِ میسور کی طرف سے سپاس نامہ پیش

کیاH یٔ ۔ یونیورسٹی کے پروفیسروں نے حضرت علامہ کی پذیرائی میں انتہائی خلوص کا ظہار کیا اور کہا کہ ڈاکٹر اقبال کو مسلمان لاکھ اپنا کہیں 1 وہ کسی مذہب اور جما (* یٔ ملک کے نہیں ہو h ، وہ ہم ۔ کے ہیں، اگر مسلمانوں کو ناز ہے کہ اقبال ان کا ہم مذہب ہے تو ہمیں بھی فخر ہے کہ اقبال ہندوستانی ہے۔(سیرتِ اقبال،ص ۳۷)

حضرت علامہ ٹیپو سلطان کے عاشق تھے اور متعدد بار ان کی تعریف میں اشعار بھی لکھ چکے تھے، اب سفرِ دکن پیش آیا تو حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے مزاروں پر بھی پہنچے۔ سلطان شہید کے مزار پر ای- میسوری شاعر نے ای- Ä سنائی جس سے علامہ بے حد متاثر ہوئے اور اول سے آ-- ++ ہ رہے۔ علامہ فرماتے ہیں ''میسور میں جہاں کہیں بھی H یٔ ،لوگوں کی زبانوں پر ای- ہی نام تھا یعنی سلطان شہید کا نام۔ جہاں دو تین آدمیوں کی محفل گرم ہوتی، ای- ہی قصہ تھا، ای- ہی رنگیں داستان تھی جیسے کوئی بیان کر رہا ہو اور ۔ لوگ ادب سے سر جھکائے g اور وہ سلطان شہید کی معرکہ آرائی کی کا ما۔ اتھا، بازاروں میں دکانداروں کا موضوع سخن بھی یہ ہی تھا۔

دو تین مجلسوں میں جہاں جانے کا مجھے اتفاق ہوا، یہ ہی باتیں ہوتی رہیں، میں نے عمداً کئی مرتبہ گفت گو کا رخ دوسری باتوں کی طرف پھیرا لیکن ہر بار پھر سلطان ٹیپو کا ذکر آ جاتا۔(ملفوظاتِ اقبال)

سیا ـ ـ :۔ بیسویں صدی کے " ۂاول میں پنجاب کی مسلم۴ دی ا۔ ٹھراؤمیں مبتلا تھی، کہنے کوتو مسلمانوں میں دوسیاسی دھڑ موجود تھے1 دونوں مسلمانوں کے حقیقی، تہذR، سیاسی اور معاشی مسائل سے بیگانہ تھے۔

ماتمِ اقبالؔ

وقعتِ الواقعۃ آ ٘ موت وحیات کی چند ہفتوں کی کشمکش کے بعد ڈاکٹر اقبال نے د* ئے فانی کوالوداع کہا۔صفر کی انیسویں اور اپ یل کی اکیسویں کی صبح کو عمر کی اکسٹھ بہاریں دیکھ کراس دارفانی سے کوچ کر گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب دوم

۔۔۔اُردو میں خط نگاری کی روای$ اور ارتقاء۔۔۔

ہ

اردو ادب میں مکتوب نگاری کا آغاز روا$ کے زیرِ اثر ہوا۔ بڑی مدّت تک خطوط نگاری فارسی طرزِ تحریر کے تابع رہی۔ اور اسی طرح سے وہ ساری خوبیاں اور خامیاں جو سرکاری رقعات میں *پائی جاتی تھیں وہ ~ خطوط میں بھی در پیش آ N ۔ مثلاً سرکاری رکھ رکھاو کا خیال رکھا جاتا تھا، چنانچہ مکاتیب میں ان *باتوں کو ضروری سمجھا جاتا تھا ۔ اس طرح مکاتیب بھی تشبیہ و استعارہ کا استعمال اور عبارت مقفّٰی اور مسّجع ہوگئی ۔ اور القاب و آداب پر بھی اثر پڑا۔ اسی کے ملنے والے ~ خطوط میں بھی رشتہ دار اور اپنی حیثیت کے مطابق ملنے جلنے والوں کے لیے الگ الگ القاب مقرر ہوئے۔ رقعاتِ ابوالفضل اور عالمگیری، بہارِ عجم وغیرہ فارسی مکاتیب کے مجموعے ہیں جو ہندوستان میں تیار ہوکر درسی کتابوں میں شامل ہوئے ۔ # اردو کا رواج ہوا تو اردو خطوط میں بھی انہی کی تقلید ہوئی۔

انیسویں صدی میں ای نئے رجحان کی شروعات ہوئی اور نئے طرزِ تحریر کی ا) د کا سہرا

غا ِ کے سر جا ہے۔مکا M درا صل K نی شخصیت کا وہ آئینہ دار ہو تے ہیں جس کی روشنی میں شخصی تصو ِ ابھر کر سامنے آتی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشکل الفاظ جو فارسی مکا M کی امتیازی خصوصیت تھی اس کا اردو مکتوب نگاری پر بھی گہرا اثر پڑا صنائع و بدائع ز ِدہ ہونے کی وجہ سے القاب و آداب کی طوا ت اردو میں بھی دکھائی دی۔ کیو è شروع شروع میں اردو مکا M کے مجموعے مکتو ِ ت ِ احمدی رقعاتِ عنا $ علی وغیرہ پر غور کیا جائے تو فارسی # از میں خطوط ملتے ہیں۔

انیسویں صدی میں ا ِ نئے رحجان کی شروعات ہوئی اور نئے طرزِ تحر ِ کی ا) د کا سہرا غا " کے سر جا ہے۔ غلام امام شہید اور غلام غوث جو غا " کے قر R دو ت تھے ان کے خطوط میں بھی یہ اسلوب Ã ہے اس وقت بھی مکا M درا صل K نی شخصیت کا وہ آئینہ دار تھے، جس کی روشنی میں شخصی تصو ِ ابھر کر سامنے آتی ہے۔

''مجموعہ K ءشیرین ز ِ نی دیباچہ کتاب سخن معانی زادمرا $ اشتیاق و آرزومندی کے تغر ِ $ کے مضمون سے آ * بھی بہا ہے اور کچھ خوشی میں آکر مبارکباد کا مضمون بھی ز ِ ن پر لا ہے۔ زمانہ میں خوشی و غم دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور د * میں دُھوپ چھاؤں کی طرح شادی کے ہاتھ میں ماتم کا ہاتھ ہے ۔۔۔۔ تقد ِ نے صبح کو ا/ لباس سفید خوشی کا پہنا ِ تو شام کے واسطے جامۂ سیاہ ماتمی بنا ِ حاصل یہ کہ آپ کے والد ما ِ نے عین عید کے دن انتقال فرما ِ ۔ گو ِ اسی / دش ِ لیل و نہار نے ، اں و بہار کا تماشا دکھا ِ ۔۔ اور

اس غم نے جتنا رُلا*یہ تھا۔آپ کی شادی نے اتنا ہی ہنسا*یہ ۔اس
افسوس میں آسمان جو ماتمی لباس پہنےĀ*یہ تو شفق کی سرخی نے وہی
دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی کہ: ااس مرحوم کو جنّت نصیب کرے
اور آپ سلامت رہیں اور شادی مبارک ہو۔ بندہ بھی ادائے
رسم فاتحہ خوانی وشر یتِ محفل شادمانی کے واسطے ضرور حاضر ہونگا۔ والسلام'

یہ اس دور کے خطوط کی خصوصیت تھی کہ اس میں مکتوبِ الیہ کی شادی کے وقت خوشی کا اظہار کیا H ہےاور ساتھ ہی ساتھ مکتوبِ الیہ کے والد کے انتقال پہ ماتم پُرسی کا اظہار بھی کیا ہے۔اس خط میں مسّرت اور تعزیت$ دونوں میں خلوص کی کمی دکھائی دیتی ہے۔غا ". کے دور میں *یہ دہ پڑھے لکھے لوگوں میں ہی خط وکتا$ میں فارسی *ن دکھائی دی گئی۔اورغا ". خود اپنی عمر کے لمبے عرصے۔ فارسی میں ہی لکھتے رہے۔اور عُمر کے آ ی حصّہ میں اردو لکھنا شروع کیا تھا۔اس سلسلے میں مو* حالی نے *یہ دگارِ غا ". میں ۱۸۵۰ء کو اردو خط وکتا$ کا آغاز قرار *یہ ہے۔1 سوال یہ اُٹھتا ہے کہ غا ". ا یسے دور کے * رہیں جن میں # ھیرے اور اُجالے اور ہر طرف سے پہ چھائیاں پیچھا کرر ہے تھے۔ فارسی میں ان کے علم وفضل اور اُردو میں ان کے تخلیقی دور کی شروعات ہوئی اور غا ". کا ادبی کرداران ۔ کی آمیزش (یعنی اُن ساری خوبیوں کو 5 کر بیان کر*) سے ملتا ہے اور اس کردار کی پہچان کے محض ان کی شاعری کا مطالعہ* کافی ہوگا بلکہ ان کی کو بھی مدِĀ رکھنا ہوگا۔اُن کی شخصیت ,ڑی پیچیدہ قسم کی تھی۔

فارسی کے بجائے اُردو میں خط لکھنے کے لئے متوجہ ہوئے' اس تعلق سے حالی خود غا ". کے ا یک خط کا حوالہ د+ یہ رائے ظاہر کی ہے کہ غا ". کو فارسی میں بہت جستجو ہوتی تھی اس کا* اپنی تصنیف* لیف پہ بھی پڑا تو انہوں نے فارسی چھوڑ کر اُردو کو اپنا*یہ۔

ایسے میں غا ۔ کوآ ٔ کارحقیقت کوقبول کرنے میں ہی زن+ گی کا عرفان حاصل ہوۓ* ہے اور یہی* ۔ت ہے جو غا ". کو ا یـ ۔ڑ ے فن کار کی پہچان دلاتی ہے اور اس سلسلے میں غا ". کا یہ خط بطورِ مثال پیش کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے قر* ۔ن علی بیگ کو لکھا ہے جس کی تصو یکشی یوں ملتی ہے۔

'' یہاں : اسے بھی تو قع نہیں مخلوق کا کیا کا ذکر کچھ بن نہیں آتے آپ اپنا تماشائی بنH یا ہوں رنج و ذلّت ـ نوش ہوۓ* ہوں یعنی میں نے آپ کو اپنا غیر تصور کر لیا ہے۔ جو دُکھ مجھے پہنچتا ہے تو کہتا ہوں غا ". کے ا یـ اور جوتی لگی۔ بہت ا" ار ہا تھا کہ میں بہت ۔ڑ ا شاعر اور فارسی دان ہوں۔ آج دور دور ـ میرا جواب نہیں۔ لے اب قرض خواہوں کو جواب دے۔ سچ تو یوں ہے کہ غا ". کیا مَر ا۔ڑ ا ملحد مرا ،۔ڑ ا کافر مرا ہم نے ازراہِ تعظیم جیسا* ۔دشاہوں کو بعد ان کیس جنّت آرام گاہ اور عرش نشین خطاب دیتے ہیں چوè یہ اپنے کو شاہِ قلم وسخن جا ، تھا' آیئے نجم الدولہ بہادر ا یـ قرض خواہ کیا/ یباں میں ہا تھ ا یـ قرض خواہ بھوگ سنا رہا ہے۔ میں ان سے پو چھ رہا ہوں اجی حضرت! نواب صا # نواب صا # کیسے اوغلان صا # ! آپ سلجوقی وافراسیابی ہیں' یہ کیا بے حرمتی ہو رہی ہے؟ کچھ تو بولو بولے کیا بے حیا غیرت کوٹھی سے شراب گندھی سے گلاب ۔۰از سے کپڑا' میوہ فروش سے آم قرض لے جاۓ* تھا' یہ بھی تو سوچا ہوۓ* کہاں سے دوں گا۔ا ''

نفسیاتی تحلیل سے قطع Ã یہ ٹکڑا اس لیے جاذب توجہ نہیں کہ اس میں غا ۔ نے جیسا کہ عام طور ۔پر کہا جاۓ* ہے، سادہ اور سلیس ز* ۔ن استعمال کی ہے۔ بلکہ یہ پیرا/ اف اس لیے اچھا معلوم

ہوتا ہے کہ اس میں غالب نے حروف وصوت کا وہ آہنگ پیدا کیا ہے کہ بقولِ خلیل الرحمٰن اعظمی ’’ حواس کی بیداری اورلہو کی گردش سے وجود میں آتا ہے‘‘ اور جہاں یہ چیز نہ ہو الفاظ اپنی تمام سلاست ‘سادگی اورخوبصورتی کے باوجود بے جان ہوکررہ جاتے ہیں۔

غالب کی شخصیت ان کی شاعری میں سامنے آتی ہے۔ غالب کے شعری دائرے ان کی زندگی سے خارج ہیں اورضروری نہیں کہ شخصیت کا جوتصوران کی تخلیقات اُن کی اصلی شخصیت سے ہم آہنگ ہو، ٹی ،ایس ایلیٹ نے ایک جگہ لکھاہے۔

"The Poet has not a personality to express but a particular medium which is only a medium & not a personality in which impressions & experiences combine in peculair and unexpected ways".

غرض یہ کہ شاعرشخصیت کے بجائے اس موقعہ کا اظہارکرتا ہے جس میں تاثرات اور تجربات ترکیب پاتے ہیں۔ اوراس عمل کے نتیجے میں فنِ شخصیت کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہرفن بیک وقت دوطرح کی زندگیاں گزارتا ہے، ایک عام جس میں عام لوگوں کی طرح ذاتی ‘ معاشی اورسماجی حقیقتوں کا سامنا کرتا ہے اوراپنے لیے کسبِ معاش کی جدوجہد کرتا ہے۔ اور دوسری زندگی وہ ہے جوتخلیق کے عمل کے دوران لمحوں میں گزارتا ہے یہ وہ لمحے ہوتے ہیں جن میں تخلیق کی بھٹی میں اس کی زندگی کے تجربات کا سونا پگھل جاتا ہے اس کے نتیجے میں فن دمکتا اور جاوداں ہوجاتا ہے۔

اس طرح سے خطوط ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن کا مطالعہ اس شخصیت کو سمجھنے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہیں۔ یہ بات جس قدر غالب پر صادق آتی ہے، ایسا غالباً کسی اورشاعر پر نہیں آتی،

جیسا کہ کہاHیِ ہے کہ اُردومکتوب نگاری کی د* میں ا یِ زہ د ۃ انقلاب پیدا کیا اس*ہ ت کا غا ". کوخود بھی احساس تھا اور اس نئے طرز کو اپنی دو ۃ سمجھتے تھے اور ا یِ خط میں میر مہدی کو لکھتے ہیں:۔

’’میرمہدی جیتے رہو‘ آفرین صد ہزار آفرین۔اردو لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجھ کو رشک آنے لگا سنو دلّی کے تمام مال ومتاع اور زر وگوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں کی گئی ہے یہ طرزِ عبارت خاص میری دو ۃ تھی سوا یِ ظالم*پ نی $ ا« ریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لےHیِ 1 میں نے اس کو بحال کیا۔اللہ ۃ دے۔‘‘

قدیم مکتوب نگاری سے غا ". نہ صرف غیر مطمئن تھے بلکہ جو لوگ اس طرح سے خطوط لکھتے انہیں اپنے ا یِ خاص# از میں تلقین کرتے تھے۔پُر تکلف آداب والقاب لکھنے کے# ازپ جو اس زمانہ میں مکتوب نگاری کے آداب میں تھا‘ غا ". نے نہا$ دلچسپ پیرایہ میں طنز کرتے ہیں۔

’’کیوں کر کہوں کہ میں دیوانہ نہیں ہوں۔ہاں اتنے ہوش*ہ قی ہیں کہ اپنے آپ کو دیوانہ سمجھتا ہوں۔واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلہ ا*ہ ب ہوش کو خط لکھتا ہوں نہ القاب، نہ آداب، نہ بندگی، نہ تسلیم؟ سن غا ". ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ بہت مصا # نہ بن، یہ تحرِ یِ کی روش ہے پہلے القاب لکھ پھر بندگی عرض کر، پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خیر پوچھ پھر عنا$*۔ مہ آنے کا شکر ادا کر۔‘‘

غا ". ا یِ غیر معمولی فن کار تھے لیکن وہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ عظمت اور ہ ڑھائی

حاصل کرنے کے لئے پہلے معمولی آدمی کا منصب قبول کر*. پڑ* ہے۔ غا ۔ کے خطوط میں ہمیں ا ی*. رمل آدمی کے معمولات ملتے ہیں۔ اسطرح مراسلت کا مکالمات کے درجے *۔ لے *. غا ". ہی کی اختراع ہے۔ اس خصوصیت میں بطورِ خاص بہت سے مکتوب نگاروں نے ان کی تقلید کی لیکن ان کی کوششیں تقلید کی حد سے آگے نہ. ڑھ سکیں اور غا ". بہرحال غا ۔ ہی رہے۔

اس طرح سے حالی، شبلی اور مولا*. آزاد جیسی ساری ہستیوں کے مکا M کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کیو è ان حضرات کا بھی خطوط کی روا $ میں اہم حصہ *. جا* ہے۔

مکتو*. تِ حالی کے مقدمے میں مولوی عبدالحق کی رائے سے اختلاف کی گنجائش نہیں کیوں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ حالی کا دل درد سے لبر. تھا اور اس میں بنی نوعِ Kا ن کی ہمدردی بھری ہوئی تھی اور مکتو*. تِ حالی کا ہر ا ی خط اس حقیقت کی دلیل ہے۔ اپنی صا ñ ادی کو ا ی خط میں لکھتے ہیں:۔

> ''میں تو فرائض کے بعد کوئی عبادت اور کوئی بھلائی اس کے. ا. نہیں
> سمجھتا کہ اوّلاً اپنے عز. وں اور دوستوں کے ساتھ اور پھر تمام ابنائے جنس
> کے ساتھ جہاں *۔ ممکن ہو بھلائی کی جائے۔''

کیو è حالی نے اپنی ز* گی میں کچھ فرائض مقرر کئے تھے جن کی ادائیگی میں وہ* خیر کو روا نہیں ر p تھے۔

شبلی نے اس *. ت کا اعتراف نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے مکتوب نگاری میں شعوری طور پر غا ". کی پیروی کی ہے اور اسی پیروی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اُردو کے جوہر u ی ں ہوئے۔ غا ". کی طرح شبلی کے بھی خطوط میں بے پناہ. جستگی ملتی ہے۔

مولا*. آزاد کے مکا M کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان میں جو شہرت ''غبارِ خاطر''

کوحاصل ہوئی وہ کسی اور مجموعے کوحاصل نہ ہوسکی۔غبارِخاطر کےخطوط آزاد نے قلعہ احمد نگر میں اپنی اسیری کے دوران اپنے صدیقِ - م ،مولاٴ حبیب الرحمٰن خان شیروانی کےٴ م لکھے، گو یہ خطوط جیل سے*. ہر نہ بھیجے جاسکے۔ ہم مولاٴ اپنی طبعٴ لہÕ اور ذوق کے ہاتھوں مجبور تھے اور وہ خط لکھتے رہے۔

''ان خطوط کے*. رے میں گو پیٴ تھ امن لکھنوی نے,. ی اچھی*. ت کہی ہے کہ:۔

''ان کے خطوط کی نوعیت میگھ دوت کے گھند ھرب کی سی ہے

جو*. دلوں سے مخاطب ہوکر اپنے دل کے. *. ت بیان کرٴ ہے۔''

اقبالؒ چوں کہ عمل اور. وجہد کے شاعر ہیں لہذا اس ادب اور فن کی مذمت کرتے ہیں جس سے بے عملی کا فروغ ہو' یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مختلف مواقع ,پ + از اور اسلوب کی تبدیلیوں کے ساتھ حیات بخش کردار ,پ زور*. یہ ہے 1933ء میں اقبالؒ نے کابل کی ا یـ ادبی انجمن میں جن کردار کا ذکر کیا ان کی روشنی میں اقبالؒ کے مخصوصÃ یہ شعر کی تفہیم کا مسئلہ آسان ہوجاٴ ہے۔

''میرا عقیدہ ہے کہ آرٹ یعنی ادبیات*. یہ شاعری*. یہ مصوری*. یہ موسیقی ان میں ہر ا یـ زٴ گی کی معاون اور: مت /ٴ ار ہے۔اسی بناء ,پ میں آرٹ کوا) دو اختراع سمجھتا ہوں' نہ کہ محض آلہ تفریح۔شاعرِ قوم کی زٴ گی کیC یہ دکو*. دبھی کرسکتا ہے اور,*. دبھی ،شعراء ,پ لازم ہے کہ وہ نوجوان قوم کے سچّے رہنما بنیں ،زٴ گی کی عظمت اور,. رگی کی عظمت اور,. رگی کی بجائے موت کو*. یہ دہ,. ھا کر نہ دکھا N ۔چوè #. آرٹ موت کا نقشہ کھینچتا ہے اور اس کو,. ھا پڑ ھا کر دکھاٴ ہے

اس وقت وہ سخت خوفناک اور،* دکن ہو جا* ہے اور حسن قوت سے
خالی ہو وہ محض پیام موت ہے۔''

دلبری بے قاہری جادوگری است
دلبری* قاہری پیغمبری است

اقبالؔ کے نزدیک فن کا مقصد زندگی کو خوشگوار بنانا ہے اور اس کی محرومیوں' تلخیوں اور ناکامیوں کو روشنی میں بدل دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال چاہتے ہیں کہ فن کار افکارِ تخیل کی گدائی کے بجائے مقاصدِ حیات کو بنیادی اہمیت دے' جو فن کی نوعیت افادیت اور معیار کو جانچنے کی کسوٹی ہے وہ کہتے ہیں:۔

''تمام انسانی سرگرمیوں کا انتہائی مقصد زندگی ہے۔ پُرشوکت' پُرقوت مالامال زندگی' تمام انسانی آرٹ کے پیشِ نظر یہی مقصد ہونا چاہیئے اور ہر چیز کی قدر اس کی حیات بخش قابلیت کے مطابق مقرر کی جانی چاہیئے۔ بلند ترین آرٹ وہ ہے جو ہماری کھوئی ہوئی قوتِ ارادہ کو بیدار کرنے اور جو زندگی کے امتحانات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی ہم میں قوت پیدا کرے۔ ہر وہ چیز جو نیند لاتی ہے جو ہماری آنکھیں بند کر دیتی ہے اور ہمیں آس پاس کی چیزیں دیکھنے نہیں دیتی جس کو قابو میں لانے ہی پر زندگی کا انحصار ہے' زوال اور موت کا پیغام ہے۔ آرٹ کی خاطر آرٹ کا واہمہ

تنزل اڈ۔ کی ا ۔ عیارانہ ا) د ہے جوز+ گی اور قوت کی طرف
سے بہکا کر ہمیں دوسری جا$ لے جاتی ہے۔''

ادب۔ ائے ادب کےÃ یئے کی مخالفت کوئی نئ*۔ ت نہیں تھی اقبالؔ سے پہلے سرسید احمد خان اوران کی تحر ۔ سے وابستہ اد$ اور شاعر*۔ لخصوص مولا*۔ حالؔی نے بے مقصد ادب سے بیزاری کا اظہار کیا تھا بلکہ ہمعصر ادبی ر*۔ ت۔ تنقید بھی کی۔ سرسید اس حقیقت کو*۔ چکے تھے کہ اعلیٰ مقاصد اور قومی مفادات کے حصول میں ادب کو ا ۔ مو۔ ہتھیار کے طور۔ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حالؔی نے اپنے مقدمہ شعروشاعری میں انہی خیالات کو ادبی اصولوں کو درجہ ۔ اور متغیر حالات میں نئے ادب کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کی۔ حالؔی اس* ۔ ت۔ خاصہ زور ۔ کہ ادب کے ذریعے قومی سطح۔ اعلیٰ۔ ین اخلاق کی۔ وتیج سے قومی فلاح اور ملی بہبود کا کام لیا جا سکتا ہے۔ حالؔی اور شبلؔی نے سوانح نگاری کے لئے بھی ایسی ہی شخصیتوں کا انتخاب کیا جو کسی نہ کسی لحاظ سے مسلمانوں کے لیے روشن مثال Ẇ کی اہلیت رƀ تھیں لیکن یہ*۔ ت اپنی جگہ صحیح ہے کہ اقبالؔ نے جس شدّت سے شاعری میں موضوع کی اہمیت کو جتلا* ۔ اور شاعری کے لئے حیات بخشی کو لازمی قرار ۔ اس سے پہلے اتنی شدّت سے یہ*۔ تیں نہیں کہی گئیں تھیں۔

اقبالؔ ادب کو ا ۔ عمل سمجھتے ہیں۔ ایسا عمل جو مردہ اور$ ۔ ۔ قوم میں ز+ گی کی لہر پیدا کرے اور جس ادب میں وہ اس طرح کی صفت نہیں*۔ تے تھے، اسے بے کار اور قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔ اکبرالہ*۔ دی کے*۔ م ا ۔ خط میں لکھتے ہیں:۔

''میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کا لٹرZ تمام مما لکِ
اسلامیہ میں قابلِ اصلاح ہے۔
Pessimistic Literature کبھی ز+ ہ نہیں

رہ سکا۔قوم کی زندگی کے لئے اس کا اوراس کے لٹرZ کا
Optimistic ہونا ضروری ہے۔''

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی کہ تنقید Pessimistic Litrature والے Ã یئے کواب قبول نہیں کرتی۔چنانچہ ''سارتر'' نے ایک جگہ لکھا ہے کہ

''افسردہ ادب کوئی شئے نہیں کیوں کہ زندگی کی خواہ کتنے ہی سیاہ رنگوں سے تصویر کشی کیوں نہ کی جائے۔یہ تصویر کشی صرف اسی مقصد کی خاطر ہوتی ہے کہ آزاد انسان اس سے روشناسی میں اپنی آزادی محسوس کر سکے۔''

''دراصل اقبالؒ نے اپنے ادب کے حوالے سے ان عصری رجحانات پر نکتہ چینی کی تھی جوفرانس کے زوال پسند ادیبوں کی خصوصیت سمجھے جاتے ہیں اور جو رجحانات اس وقت مغربی دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ مقبولیت حاصل کر رہے تھے 1922ء میں جب اقبالؒ کو سر کا خطاب 5 تو اسلامیہ کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اقبالؒ نے کہا قوموں کے اخلاق کو پستی کی طرف لے جانے والی چیزوں میں نہایت خطرناک بلکہ مہلک چیز وہ Ã یہ ہے جسے فن برائے فن کہتے ہیں۔ اس Ã یئے سے مراد یہ کہ جمالیات کا ہر شعبہ صرف اپنے اصولوں کی ہی اپنا معیار صحت اور نصب العین مقرر کرے۔اپنے ان اصولوں سے ہر کوئی اصول (مثلاً اخلاقیات یا روحانیات کا کوئی اصول)

اس فن کی رہبری کا حقدار نہ ہو وغیرہ مختصر یہ کہ حسن خود اپنا معیار ہے
اور اپنے سے* . لاہ کسی معیار کو نصب العین ماننے کیلئے تیار نہیں۔ یہ
Ã یہ آج کل مغربی د * میں بہت مقبول ہے اور اس کی مقبولیت کی
رفتار اَ اسی طرح تیز رہی تو مجھے یقین ہے کہ وہ ان اقوام کوَ ا
کر رہے گا۔ میں نے اپنے کلام میں اس مہلک Ã یہ کے خلاف جہاد
کیا ہے۔''

اقبالؔ نے ا۔ خط میں بے خودی کی دو اقسام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔
''وہ جو Lyric Poetry کے,. ڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس قسم سے ہے جو شراب کا
نتیجہ ہے۔''

اس کے ساتھ ہی سراج الدین* پالؔ کے* م ا۔ خط سے یہ اقتباس ہے:۔

''یہ حیرت کی* . ت ہے کہ تصوف کی تمام شاعری مسلمانوں کے
پولیٹیکل ا Z ط کے زمانے میں پیدا ہوئی اور ہو* بھی یہی چاہیئے تھا جس
قوم میں طاقت وتو* ئی مفقود ہو جائے جیسا کہ*** ری یورش کے بعد
مسلمانوں میں مفقود ہو گئی تو پھر اس قوم کا نکتہ نگاہ+ ل جا* ہے۔
ان کے* د ۔* توانی ا۔ حسین وجمیل شئے ہو جاتی ہے اور ت کِ
د* مو. #تسکین۔ اس ت کِ د* کے پردے میں قومیں اپنی سستی اور کاہلی
اور اس شکست کو جو ان کو تنازع للبقاء میں ہو چھپا* کرتی ہیں خود
ہندوستان کے مسلمانوں کو دیکھئے کہ ان کی ادبیات کا انتہائی کمال لکھنؤ
کی مرثیہ گوئی پر ختم ہوا۔''

یہی خیالات انہوں نے مہاراجہ سرکشن ,پ شاد کے*· م ا یہ خط میں اس طرح سے ظاہر کئے ہیں:۔

''خواجہ حافظ کی شاعری کا میں معترف ہوں۔میرا عقیدہ ہے کہ ایسا شاعرایشیاء میں آج -- پیدا نہیں ہوااور غالباً پیدا بھی نہیں ہوگا لیکن جس کیفیت کو وہ ,پڑھنے والے کے دل ,پ پیدا کر*· چاہتے ہیں وہ کیفیت قوائے حیات کو کمزور ؤ*· تو اس کرنے والی ہے۔میں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کی گذشتہ دماغی* ریخ اور موجودہ حا -- ,پ بہت غور کیا ہے جس سے مجھے یقین ہH کہ ان دونوں قوموں کے طلباء کو اپنے اپنے مریض کا اصلی مرض اب -- معلوم نہیں ہوسکا۔میرا عقیدہ ہے کہ ان کا اصلی مرض قوائے حیات کی*· توانی اور ضعف ہے اور یہ ضعف ز* یدہ ,-- ا یہ خاص قسم کے لٹرZ کا نتیجہ ہے جو ایشیاء کی بعض قوموں کی +نصیبی سے ان میں پیدا ہH جس نقطۂ خیال سے یہ قومیں ز+ گی ,پ نگاہ ڈالتی ہیں وہ نقطۂ خیال صدیوں سے مضعف1 حسین وجمیل ادبیات سے محکم ہو چکا ہے۔اوراب حالاتِ حاضرہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ نقطۂ خیال میں اصلاح کی جائے۔

اقبالؒ ہر اس چیز کے مخالف ہیں جو کسی قوم میں قوتِ حیات میں اضافہ کی بجائے اس میں پست ہمتی پیدا کر کے مصافِ ز . میں اس کی*· کامی کا* ؤ ہو،تصوف کو بہ حا -- موجودہ مسلمانوں

کے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اسے مسترد کرتے ہیں۔ خاص طور پر
اس*. م نہاد متصوفانہ شاعری کی وہ شدّت سے مخالفت کر*۔ ہے جو
,۔ ک د * کی تعلیم دیتے ہوئے*. توانی کو حسین وجمیل بنا کر پیش کر*۔
ہے، حافظ کو اس کا ںُ ئندہ سمجھتے ہیں۔''

''۔۔جو کیفیت خواجہ حافظ اپنے قاری کے دل میں پیدا کر*. چاہتے ہیں، وہ قوتِ حیات کو ضعیف ؤ*. تواں کرنے والی ہے۔''

اقبالؔ اس*. ت کو محسوس کرتے ہیں کہ فن جیسا بھی ہو اچھا ہو*۔ یُرا بہرصورت افراد کی ا/ ادی زن گی پر ہی نہیں بلکہ قوم وملت کی اجتماعی زن گی پر بھی اث# انداز ہو*۔ ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں:۔

''آرٹ اقوام عالم کی زن گی کا عکس ہے، کسی قوم کے آرٹ کو دیکھ
کو اس قوم کی نفسیاتی کیفیتوں کا صحیح نقشہ کھینچا جا سکتا ہے۔''

اور یہی وجہ ہے کہ ان کے . د یہ ای فن کار کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ اپنے آرٹ کو صحیح طور پر استعمال کرے، وہ کہتے ہیں:۔

''آرٹ زن گی کا مظہر ہی نہیں، زن گی کا آلہ کار بھی ہے اور سچّا
آرٹسٹ وہ ہے جو اپنے کمال کو بنی نوعِ KIن کی بہتری کے لئے
وقف کر دے۔''

زن گی اور آرٹ کے اس رشتہ میں اقبالؔ نے زن گی کو جو بلند مقام ۃ یہ ہے، اس کا احساس ان کے تصورِ حیات وکائنات کی C یہ دبھی ہے اور ان کے Ã یہ فن کا مرا. ی نقطہ بھی۔ دوسرے لفظوں میں اقبالؔ فن کو زن گی کی تفسیر سمجھتے ہیں۔ اقبالؔ کے . د یہ فن کار کے فن میں ا/ زن گی

کی,ٹ پ پیدا کرنے کی خوبی نہیں ہے اور یہ خواب آوری کا سامان بن جاتی ہے تو ایسے فن کار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ فن کا مظاہرہ ہی نہ کرے جوفن بعض عناصر* ہنر کوفروغ دینے کا* (W ہیں ۔اسی طرح بعض اس کو تباہ کاری کی طرف لے جاتے ہیں ۔غلامانہ ذہنیت اور 0 لی کو اقبالؒ فن کی,ٹ قی میں ا یـ ,.ٹی رکاوٹ سمجھتے ہیں ۔ غلام فن کا ہنر وفنِ زٹ گی کی Ó ں سےٹ آشنا ہو* ہے اوراس کا بیمار تخیل Kا ن کو* تو اں اور مریض بنا دیتا ہے اور بحیثیتِ مجموعی اسے زٹ گی سے بیزار کر دیتا ہے' اقبال کہتے ہیں :۔

''اعلیٰ,ٹ ین فن وہ ہے جو ہماری جبلی قوتِ ارادی کو بیدار کرے اورہمیں مصافِ زٹ گی میں مردانگی سے مقابلہ کرنے کی طاقت بخشے تمام خواب آور اٹ ات جو حقیقت سے/ ,ی کرنے کی تعلیم دیں۔فی نفسہ ا یـ پیغامِ ا Z ط ومماتت ہیں۔ادبیات کو د* ئے افیون خوردہ کے 1 ش سے مبّرا ہو* چاہیئے ۔فن,. ائے فن کا اصول زمانہ تنزل کی ا) د ہے جس کا مقصد ہمیں ذوقِ حیات اور,: بہٗ عمل سے محروم کر دینا ہے۔

فن اور زٹ گی کے* ہمی تعلق کی وضا # کرتے ہوئے اقبالؒ ایسے فن کو جو زٹ گی کے لیے نقصاٹ ہ ہے قابل مذمت قرار دیتے ہیں :۔

'' آرٹ جو زٹ گی کے لیے مفید ہو' اچھا اور جا,ٹ ہے جو زٹ گی کے خلاف ہو یعنی جس سے ہمتیں پست ہوں اور .*ت ِ عالیہ مُردہ ہوں وہ قابلِ / ت ہے اس کی,ٹ وتیج حکومت کی طرف سے ممنوع قرار دی جانی چاہیئے ۔'

غرض اقبالؔ کے,۔ ٘ د ی- شاعری ای- مخصوص مقصد کے حصول کا ذریعہ تھی، مقصود *۔ لذات نہیں تھی۔ اس لئے بعض اوقات انہوں نے شعر کے فنی لوازم کو اس قدر نہیں سمجھا کہ انہیں اپنے مقصد کے اظہار و ابلاغ میں رکاوٹ پیدا کرنے دیتے۔ چنانچہ خطوط میں بعض ایسی*۔ تیں بھی ملتی ہیں، جن میں اقبالؔ ''ز*۔ ن دان شاعروں'' کے مقابلے میں اپنے آپ کو ممتاز رکھنا چاہتے ہیں۔

شو ی- حسین کو لکھتے ہیں:۔

''شعر محاورہ اور بندش کی درستی اور چستی ہی کا*۔ م نہیں، میرا ادبی نصب العین'0 ذ کے ادبی نصب العین سے مختلف ہے۔ میرے کلام میں شعر$ ای-*۔ نوی حیثیت رb ہے، اور میری ہرا٘ یہ خواہش نہیں کہ اس زمانے کے شعراء میں میرا شمار ہو''۔

غالبًا اسی + ازِÃ کے*۔ (وہ بعض اوقات کسیÄ کی خامیوں کے احساس کے*۔ وجود بھی اسے دور کرنے میں لا,پ واہی سے کام !" تھے۔ ای- خط میں لکھتے ہیں:۔

''Ä اسقام سے بُری نہیں لیکن اب اس طرف توجہ کے لئے فرصت کہاں۔ ای- ,پ انی Ä کو آراستہ کرنے سے ای- نئیÄ تیار کر*۔ مقابلتًا آسان ہے۔''۲

سید سلیمان+ وی کے*۔ م کئی خطوط میں بھی اسی طرح کا + ازِÃ ظاہر ہو*" ہے

''قوافی کے متعلق جو کچھ آپ نے تحر,یر فر*۔ لکل بجا ہے1 چوں کہ شاعری اس مثنوی سے مقصود نہ تھی، اس واسطے میں نے بعض *۔ توں میں عمدًاK ہل,*" ۔''۳

'' کلام کا بہت سا حصہÃ* نی کا محتاج ہے لیکن اور مشاغل اتنی فرصت نہیں چھوڑ تے کہ ادھر توجہ کر سکوں *- ہم جو کچھ ممکن ہے کر* ہوں ۔''[۲]

عمداًK ہل, تنے کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی کہ اقبالؔ کے٠ د ی- ان کے افکار ہی Cی دی اہمیت ر p تھے جن کی, سیل کے لئے انہوں نے شاعری کو اپنے لئے تہمت قرار *ی ۔ لکھتے ہیں :۔

'' میں نے کبھی اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھا ۔ اس واسطے کوئی میرا رقیب نہیں اور نہ میں کسی کو اپنا رقیب تصور کر* ہوں ۔ فنِ شاعری سے مجھے کبھی دلچسپی نہیں رہی ، ہاں بعض مقاصد خاص رr ہوں جن کے بیان کے لئے اس ملک کے حالات رو* یت کی رو سے میں نے Ä کا طر 2 اختیار کیا ہے ۔''

اس طرح سے اظہارِ خیال انہوں نے 1921ء کے ا- خط میں ' ت رحمانی کے* م کیا ہے ۔ لکھتے ہیں :۔

'' آپ کا حسنِ ظن میری نسبت بہت, ط H ہے ۔ حقیقت میں میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی نسبت د * ئے شاعری سے کچھ بھی نہیں اور نہ کبھی میں نے Seriously اس طرف توجہ کی ۔''[۲]

اور ا- خط میں لکھتے ہیں :۔

'' میرا ادبی نصب العین '0 ذ' کے نصب العین سے مختلف ہے ۔ میرے کلام میں شعر $ ا-* نوی حیثیت ر b ہے ۔''[۳]

ان بیا* ت کے* وجود یہ* ت اپنی جگہ نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ, ڑی اہم بھی ہے کہ وہ

ساری عمر شاعری کرتے رہے۔اس طرح بیا*ت کی کیا وجوہات تھیں، اُس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔یہاں جس*.ت کی طرف اشارہ کر*مقصود ہے وہ یہ ہے کہ اقبال ا۔ پیام پیش کررہے تھے۔اوراسی لئے وہ*.ر*.رکوشش کرتے ہیں کہ لوگ ان کی شاعری کو نہ دیکھیں بلکہ اس شاعری کے ذریعہ سے جو*.ت کی گئی ہے اور.# یہ محسوس کرتے ہیں کہ کچھ لوگ اب بھی ان کے پیام سے صرفِÃ کر کے محض ان کی شاعری ,پہ ہی اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

یہاں اس*.ت کا اظہار بھی منا . ہے بلکہ ضروری معلوم ہو* ہے کہ اقبالؒ کے گہرے مطالعے سے یہ دلچسپ حقیقت آشکار ہوجاتی ہے کہ اقبالؒ نے ہرممکن طر 3 سے اپنے کلام کی زیبائش کی ہے اور کہا ہے:۔

مری نوائے ,پریشاں کو شاعری نہ سمجھ

کہ میں ہوں محرم رازِ درونِ مے خانہ

خوش آگہی ہے جہاں کو قلندری میری

وَ/ نہ شعر مرا کیا شاعری کیا ہے

تو یہ*.تیں انہوں نے ازراہِ انکساری کہی ہیں۔ان سے یہ نتیجہ ا: کر* وہ فی الواقعہ رموزِ شاعری سے*.خبر نہ تھے* یہ کہ انہوں نے الفاظ و* اکیب کے استعمال میںK ہل,* ہے اور ا۔ مقصد کی وجہ سے اپنے فن کو اہمیت نہیں دی ہے تو یہ در - نہ ہوگا۔اقبالؒ جیسے قادر الکلام اور رموزِ فن سے آگاہ شاعر کم ازکم اردو شاعری میں انگلیوں ,پہ گنے جا h ہیں۔اقبال کے یہاں تخلیق فن کا مکمل شعور ملتا ہے' ان کے ہمعصروں میں کم ازکم یہ*.ت ہمیںÃ نہیں آتی، ان کا لسانی تصور نہ صرف ا l ادی حیثیت کا حامل ہے بلکہ اقبالؒ کو اس دا,ٔ ے میں اجتہاد کا حوصلہ بھی تھا۔وہ لاکھ کہیں کہ شاعری سے ان کی ''غرض ز*.ن دانی کا اظہار نہیں'' اور حقیقت

میں فنِ شاعری اس قدر مشکل ہے کہ ا یـ عمر میں بھی Ki ن اس,پ حاوی نہیں ہوسکتا‘ ‘ لیکن ا یـ ماہرفن کی طرح وہ شاعری کے تمام اوزاروں کے استعمال سے واقف تھے اوران اوزاروں کی مدد سے انوکھے او*ٓ زہ کار پیکر ٓ ا ¾,پ قادر تھے ۔سید عا+ علی عا+ جنہوں نے اس نقطۂ Ã سے کلامِ اقبالؒ کا مطالعہ کیا ہے، اس قسم کی بے شمار مثالیں پیش کی ہیں ۔سید عا+ علی عا+ لکھتے ہیں ۔

’ ’ صنائع لفظی ومعنوی آ ج کچھ ایسی ہوگئی ہیں کہ اَ/ یہ دعویٰ کیا جائے کہ اقبال ابلاغ واظہار مطا ۔ کے لئے انہیں بہت چابکدستی اور ہنرمندی سے استعمال کرتے ہیں تو اکثر,پ ڑھنے والے تعجب کا اظہار کریں گے ۔‘ ‘

’ ’ اقبال کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے صنائع لفظی معنوی سے اس طرح کام لیا کہ,پ ڑھنے والے کی توجہ مطا ۔ ومفہوم کی طرف رہتی ہے ۔ ۔ ۔ اقبالؒ کے کلام میں کم وبیش تمام صنائع معنوی ,ڑی ہنرمندی اور چابکدستی سے استعمال ہوئی ہیں لیکن تضاد وحشو ملیح مراعات النظیر ،حسن تعلیل ایہام، تضاد اور ایہام تنا ۔ سے انہوں نے *ٓ دہ کام لیا ہے کہ ان کی مدد سے معانی کی تمام دلالتیں روشن ہوجاتی ہیں ۔‘ ‘

اہم* ت یہ ہے کہ اقبالؒ کے یہاں ان صنعتوں کا استعمال‘ معانی کی تمام دلالتوں کو روشن اور واضح کرنے کے لئے ہی ہوا ہے لیکن ساتھ ہی اس* ت کا بھی احساس تھا کہ ذریعہ اظہار لفظ ہوں* یـ سنگ‘ رَـ ہو* یـ صوت بہر حال خونِ جگر WY بغیر چارہ نہیں ۔

اقبالؒ ان شعراء میں سے ہیں جو نہ صرف اپنے مطا ۔ ومعانی کے اعتبار سے ا یـ خاص

اہمیت اور مقام کے حامل ہیں بلکہ جو اپنے کلام کی ادبی اور فنکارانہ خوبیوں کی وجہ سے جاذب توجہ ہوتے ہیں اور ان کے اس بیان کے مطابق ''فنِ شاعری مجھے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔''

اقبالؒ اس فن سے بخوبی واقف تھے اور اس پر مکمل طور پر حاوی تھے بلکہ اس کے حصول پر انہوں نے کافی وقت صرف کیا تھا' اس کا اندازہ ان کی ابتدائی دور کی شاعری سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس میں ابھی وہ اس مقصد کی تلاش میں ہی تھے جو بعد میں ان کی شاعری پر حاوی ہوا اور جس مقصد کی اشاعت اور جس کے ابلاغ کے لیے انہوں نے ''اس ملک کے حالات و روایات کی رو سے شاعری کا طرز اختیار کر لیا۔''

اس کے باوجود اقبالؒ نے ایسی شاعری کی شدید مذمت کی ہے جو محض فنِ شاعری کے لوازمات کا مظاہرہ کرے اور زندگی کے حقائق سے دور رہتی ہو۔ محض تخیل کی کرشمہ سازی اور الفاظ کو اقبالؒ نے عجمیت کا نام دیا ہے۔ ضربِ کلیم میں شعرِ عجم کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

ہے شعرِ عجم گرچہ طربناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی ہیں شمشیرِ خودی تیز

افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستان
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز

وہ ضرب اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے متزلزل نہ ہوئی دولتِ پرویز

اقبالؒ باضابطہ ادب کے قائل نہیں تھے' انہوں نے محض اپنے تخلیقی وجدان اور شاعرانہ

ذ وق کی روشنی میں اپنے*ت ؛ ث ات کا اظہار کیا اور ان*ت ؛ ث ات اور تنقیدات کا جا ئ ہ لے کر ہم اس نتیجے پ پہنچتے ہیں کہ ان کے خمیر میں مشرقی شعری رو* یت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں لیکن انہوں نے ان رو* یت کو اس طرح ,*ت کہ ب + ی وقدیم کا امتیاز ہی اٹھ H ا اور دیکھا جائے تو اسی میں اقبالؔ کی عظمت کا راز مضمر ہے۔

یہاں اقبال کے تنقیدی Ā* یت کا جا ئ ہ ی"* (ِ دلچسپی ہو گا۔ یہ Ā* یت ان کے مکا M میں بکھرے پڑے ہیں اور یہاں ان میں سے چند ا ی کے جا ئ ے پ ہی اکتفا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد عباس علی خان کے* م ا ی خط سے یہ* ت ظاہر ہو جاتی ہے کہ اقبال کے زمانے میں شاعری میں ب + ی اور قدیم کی بحث شروع ہو چکی تھی کیوں کہ اقبالؔ لکھتے ہیں:۔

> ’’قدیم شاعری اور ب + ی شاعری کا سوال بھی سرمایۂ
> ادب کا ا ی سبجیکٹ ہو H ا ہے میں فقط فرسودہ مضامین
> کی حد- ب + ی وقدیم کی بحث کو ما و ہوں۔شاعری کی
> جان تو شاعر کے *ت ہیں۔ *ت K ِ نی اور کیفیتِ
> قلبی اللہ کی دین ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ طبع موزوں اس
> کے ادا کرنے کے لئے پُرا ث الفاظ کی تلاش کرے۔‘‘[1]

یہاں اقبال غا " کے ہم خیال معلوم ہوتے ہیں جو کہتے ہیں۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

اس کے علاوہ صوفیوں کی طرح اس* ت کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ دراصل اقبال اپنا تجربہ یوں بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے اپنے شاعرانہ اور تخلیقی کام کو الہام کے جیسا محسوس

کیا تھا۔اس*۔ت کی شہادت موجود ہے کہ اقبال کئی*۔ر اپنی گفتگو میں بھی اس*۔ت پر زور د*یتے تھا کہ انہیں ا یک خاص طرح کی کیفیت طاری ہو جانے پر اشعار کی آمد ہوتی تھی۔تنقیدی لحاظ سے اگر اس Ã یئے کو پرکھنا چاہیں تو یہ*۔ت صاف ہو جاتی ہے کہ یہ Ã یہ اقبال سے پہلے بھی رائج رہا ہے اور خود افلاطون نے بھی یہ Ã یہ پیش کیا تھا۔انگر*یزی میں رسکن اسی Ã یہ کا حامی تھا کہ# ر کی آواز کے بغیر اعلیٰ فن*پارے کی تخلیق*ممکن ہے۔اس کے مطابق اعلیٰ فن کار کے لئے*پاکیزگی اور روحا M بھی ا یک شرط تھی۔اقبال نے بھی یہی*۔ت ا یک خط میں بیان کیا ہے۔عبدالما۔ در*یا۔دی کو لکھتے ہیں:۔

> ’’ میرے کلام کی مقبولیت محض فضل ا*یزدی ہے ورنہ اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا اور اعمالِ صالحہ کی شرط بھی مفقود ہے۔‘‘[1]

اقبالؒ نہ صرف قدیم اصنافِ سخن کی تقسیم کو پسند کرتے تھے۔انگر*یزی ادبیات کے زیرِ ا*ثر نظمِ معریٰ جو خود انہیں کے زمانے میں ابھری۔اقبال اس کے بھی مخالف تھے چناچہ ا یک خط میں لکھتے ہیں:۔

> ’’اب کچھ عرصہ بلا ردیف وقافیہ نظمیں لکھی جاتی ہیں اور یہ انگر*یزی نظموں کی تقلید ہے جس کا*نام انگر*یزی میں ’’بلینک ورس‘‘ جس کو نثرِ مر*۔کہنا چاہیئے ۔اگر چہ پبلک مذاق کچھ ایسا ہو ` ہے 1 میرے خیال میں یہ روش آئندہ مقبول نہ ہوگی۔‘‘

اقبال ز# گی بھر تجدد پسند رہے اور اپنی شاعری اور فلسفہ کے ذریعے اس*۔ت کی تلقین

کرتے رہے کہ ہمیں Ki نوں کے قانون سے ڈ*: نہیں چاہیئے ، وہ شاعری کے سلسلے میں تجربے کے روادار نہیں تھے ۔*: ہم ان کے یہاں اصناف کو اہمیت نہیں ہے ۔ ان کے یہاں صورت کی تحر یـ وتشکیل تجربے کے*: بع ہے ۔ ان کے یہاں مروجہ اصناف تو ہیں لیکن انہوں نے ان کی قدیم معنوی اور ظاہری حد بندیوں کا لحاظ کم رکھا ہے سوائے ابتدائی زمانے کے، جس میں ان پر روایتی طور طر 4 ں کا ا*: تھا ۔ دراصل اقبال کے ہاں مثنوی، غزل، ر*: عی وغیرہ کی ظاہری شکلوں کی موجودگی سے یہ خیال نہیں کر*: چاہیئے ، کہ انہوں نے قصیدہ کے مضامین ہی* + ھے ہوں ۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ اپنے ا یـ مضمون' اقبالؔ کا ادبی فن میں لکھتے ہیں : ۔

> ''میرا خیال ہے کہ اقبالؔ کے یہاں اصناف کا محض اصناف
> کی حیثیت سے کوئی مقام نہیں ، ان کے یہاں اصل شئے
> پیرائیہ بیان* یـ اسلوب اظہار ہے ۔ انہوں نے اپنے پختہ
> دورِ شاعری میں بیان و اظہار ہی کو مر/ ی چیز سمجھا ہے ۔
> اصناف کا لحاظ محض ضمنی سی چیز ہے* یـ ا یـ*: بع حقیقت ۔
> اس لئے ان کی شاعری کے تبصرے میں غزل، ر*: عی اور مثنوی
> کے عنوان سے بحث کر*: لا حاصل اور شا*: غلط*: ت ہوگی ۔''[1]

الطاف حسین حالؔی نے اپنے مقدمے شعر و شاعری میں قافیے کی اہمیت پر زور دینے کو شاعری میں بہتر اظہار و ابلاغ کی راہ میں رکاوٹ کا*: قرار* یـ تھا لیکن اقبال اس* پ بندی کو لازمی سمجھتے ہیں : ۔

> '' g غزل اور ر*: عی کے لئے قافیہ کی شرط تو لازمی ہے ۔
> ا/ ردیف بھی بڑھا دی جائے تو سخن میں اور بھی لطف بڑھ

جا‬ ہے۔البتہÄ ردیف کی محتاج نہیں قافیہ تو ہو‬ چاہیئے۔‘‘ ۲؎

مولوی محمد صالح کے‬ م ا یـ خط میں اقبال نے لکھا ہے کہ مختلف طبائع پ ا یـ ہی شعر کا ا‬ مختلف ہو‬ ہے اس میں قاری اور شاعر کے درمیان اس نفسی رابطہ کی طرف اشارہ ہے جو مو‬ الفاظ سے پیدا ہو‬ ہے۔لکھتے ہیں:۔

’’ا یـ ہی شعر کا ا‬ مختلف قلوب پ مختلف ہو‬ ہے بلکہ اوقات میں بھی مختلف ہو‬ ہے‘اس اختلاف کی وجہ قلوب Kا نی کی اصلی فطرت اور Kا نی تعلیم و‬ M اور تجربہ کا اختلاف ہے۔اگر کسی شعر سے مختلف ا‬ ات قلوب پ پیدا ہوں تو یہ‬ ت اس شعر کی قوت اور ز‬ گی کی دلیل ہے۔ز‬ گی کی اصل حقیقت تنوع اور گو‬ گونی ہے۔‘‘ ا؎

اقبال کو نفسیات سے کوئی دلچسپی نہ تھی‬ ہم یہÃ یہ انہوں نے اپنے شاعرانہ و‬ ان سے ہی در‬ یافت کیا تھا۔اردو ز‬ ن سے اقبالؔ کو محبت تھی‘ اس کا اظہار انہوں نے عملاً اس طرح ڈ‬ یـ کہ خود بھی اس ز‬ ن کو اپنےÄ و کے لیئے استعمال کیا اور دوسروں کو بھی اردو میں علمی مضامین اور کتابیں لکھنے کی ‬ غیب دی ان کے کچھ خطوط سے ظاہر ہو‬ ہے کہ جامعہ عثما5 میں وضع اصطلاحات کا جو کام ہو رہا تھا‘ اس میں بھی اقبال مدد دیتے رہے۔ 20 جنوری 1922ء کو مہاراجہ کشن پ شاد کو لکھتے ہیں:۔

’’ادھر مولوی عبدالحق صا # اصطلاحات علمیہ کی ا یـ طویل فہر‬ ارسال کرتے ہیں کہ ان کے ‬ اجم اردو پ تنقید کرو۔‘‘

مولوی عبد الحق صا # کے*· م ا ی- خط میں اردو کا I نس میں دعوت شمولیت کے جواب میں لکھاH ہے، لکھتے ہیں :۔

''اگر چہ میں اردو ز*. ن کی بحیثیت ز*. ن : مت کرنے کی اہلیت نہیں رr*· ہم میری لسانی عصبیت دینی عصبیت سے کسی طرح کم نہیں''۔[۳]

مولوی عبدالحق کے*· م دو اور خطوط کے اقتباسات اردو ز*. ن کے ساتھ ان کی شیفتگی کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں :۔

''آپ کی تحر ی- اس تحر ی- سے کسی طرح کم نہیں جس کی ابتداء سر سید رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔'' کاش میں اپنی ز+ گی کے*. قی دن آپ کے ساتھ رہ کر اردو کی : مت کر سکتا۔''[۴]

''اقبالؒ کا Ã یہ ز*. ن صحت منداور " قی پسند Ã یہ تھا۔وہ ز+ ہ ز*. نوں کے اس اصول سے واقف ہے کہ ز*. ن ہمیشہ اپنے ارتقائی عمل میں مصروف ہوتی ہے اور+ لتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ز*. ن میں بھی تبدیلیاں لازمی ہوتی ہیں۔سردار عبدالرب نشتر کے*· م ا ی- خط میں اپنے نقطۂ Ã کی وضا # کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

''ز*. ن کو میں ا ی- بُت تصور نہیں کر*· جس کی پ ستش کی جائے بلکہ اظہارِ مطا . کا ا ی- ذریعۂ خیال کر*· ہوں۔ز+ ہ ز*. ن Kا نی خیالات کے انقلاب کے ساتھ+ لتی رہتی ہے اور . # اس انقلاب کی صلا A نہیں رہتی تو مردہ ہو جاتی ہے۔ ہاں " اکیب کے وضع کرنے میں مذاقِ سلیم کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔''

اقبال نے ''اردو ز* ن پنجاب میں'' عنوان سے جو مضمون لکھا تھا۔ اور جو اکتو* 1920ء کے مخزن لاہور میں چھپا تھا۔ اس سے قبل کی غیر معمولی لسانی سوجھ بوجھ اساٹ ہ کے کلام، پ نظرِ لسانی روا$ کے عرفان اور ز* ن کے معاملے میں ان کی بصیرت کی تصو* ابھرتی ہے۔ اور بقولِ پ وفیسر مسعود حسین خان اقبالؔ نے اردو کا ارتقاء جس مضبوطی کے ساتھ کیا ہے۔ وہ ا* لسانی دستاو* کا حکم رٹ ہے۔'' اس مضمون کا ا* اقتباس ہے:۔

''جو ز* ن ابھی بن رہی ہو اس کے محاورات وغیرہ کی صحت اور عدمِ صحت کا معیار قائم کر* میرے خیال میں معا5ت سے ہے۔ کیا تعجب کہ کبھی تمام ملک ہندوستان اس کے (اردو کے) زیرِ نگیں ہو جائے۔ ایسی صورت میں* ممکن نہیں کہ جہاں جہاں اس کا رواج ہو وہاں کے لوگوں کا طریقِ معاشرت ان کے تمدنی حالات، ان کا طرزِ بیان اس پ ا* کئے بغیر رہے۔ علم السنہ کا یہ مسلّمہ اصول ہے اور یہ* ت کسی لکھنوی* دہلوی کا امکان میں نہیں ہے کہ اس اصول کے عمل کو روک سکے۔ تعجب ہے کہ کمرہ، کچہری، نیلام وغیرہ اور فارسی اور انگر* ی کے محاورات کے اردو* جمے تو بلا تکلف استعمال کر و لیکن اگر کوئی شخص اپنی اردو تحر* میں کسی پنجابی لفظ اردو* جمہ* کوئی پُر معنی لفظ استعمال کرے تو اس کو کفر وشرک کا مرتکب سمجھو۔''[1]

یہ* ت تمام ز* نوں کی* ریخ سے واضح ہوتی ہے کہ جن علاقوں میں کسی ز* ن کا چلن ہو* ہے وہاں کے لوگوں کا طور طر 3 اور تمدنی حالات اور ان کا طرزِ بیان اس پ یقیناً ا* # از ہو*

ہے۔اقبالؔ کے لسانی مرا/۰ سے ان کی دوری ہے۔

اقبالؔ کے مکاتیب میں جا بجا ان کے کلام کے* رے میں ان کے*,ث ات' تصانیف کا پسِ منظر بعض اشعار کی شانِ ۰ول اور اس طرح کی بہت سی مفید* تیں ملتی ہیں۔جس سے چند اقتباسات 5 حظہ ہوں :۔اپنی فارسی مثنوی' اسرارِ خودی کے* رے میں مولا*۰/ امی کو 13، جوالائی 1914ء کو لکھتے ہیں :۔

'' گذشتہ سال ا۔ مثنوی لکھنی شروع کی تھی ہنوز ختم نہیں ہوئی۔''

۲، فروری کو اس کے* رے میں خواجہ حسن **%** می کو لکھتے ہیں کہ مثنوی اب تقریباً تیار ہے اس کے موضوع کے* رے میں لکھتے ہیں کہ اس میں '' خودی کی حقیقت اور استحکام'' پ بحث کی ہے۔منشی سراج الدین* پ ل کو اسرارِ خودی کی تخلیق کے مختلف مراحل اور اس ضمن میں اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے ۴، اکتو. 1915ء کے خط میں لکھتے ہیں :۔

'' یہ مثنوی /۰ شتہ دو سال کے عرصے میں لکھی گئی ہے۔1 اس طرح کہ کئی ماہ کے وقفوں کے بعد طبیعت مائل ہوتی رہی۔ چند اتوار کے دنوں اور بعض بے خواب راتوں کا نتیجہ ہے موجودہ مشاغل وقت نہیں چھوڑتے اور جوں جوں اس پ وفیشن میں زمانہ ز* دہ ہو* جا* ہے' کام ,ڑھتا ہی جا* ہے۔لٹر, ی مشاغل کے امکا* ت کم ہوتے جاتے ہیں ا/ مجھے پوری فرصت ہوتی تو غالباً اس موجودہ صورت سے یہ مثنوی بہتر ہوتی۔اس کا دوسرا حصہ بھی ہو*' جس کے مضامین میرے ذہین میں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ حصہ اس حصے سے ز* دہ لطیف ہوگا' کم از کم مطا . کے

اعتبار سے گو تخیل کے اعتبار سے میں نہیں کہہ سکتا کہ کیسا ہوگا۔ یہ

*بات طبیعت کے رنگ پر منحصر ہے جو اپنے اختیار کی بات نہیں ہے۔''

مثنوی کا دوسرا حصّہ لکھتے ہوئے خان محمد *ز الدین خان کو 13، فروری 1916ء کو لکھتے ہیں:۔

''مثنوی کا دوسرا حصہ لکھنا چاہتا تھا 1 خواجہ احسن % می نے بحث چھیڑ کر توجہ اور طرف منعطف کر دی ہے۔''

اس سلسلے میں یکم نومبر 1916ء کو مہاراجہ کشن پر شاد کو اطلاع دیتے ہیں:۔

''مثنوی اسرارِ خودی کے حصہ دوم کا کچھ حصہ لکھا H اور ا یـ Ä کے خیالات *یـ پلاٹ ذہن میں آئے، جس کا* م ہوگا اقلیم خوشاں۔''

مولا*ا / امی کو 21، مئی 1917ء کو اطلاع دیتے ہیں:۔

''مثنوی کل سنسر کے محکمے سے واپس آ گئی ہے۔ K ءاللہ آج کا $ کے حوالے کی جائے گی۔''

اس طرح کی بہت سی مثالیں مکا M اقبالؔ سے پیش کی جا سکتی ہیں، جن سے ان کی تصانیف اور مختلف نظموں کے* بارے میں بعض مفید اور کار آمد* باتیں ملتی ہیں۔ اسی طرح وہ مکا M بھی خاصہ اہمیت کے حامل ہیں جو انہوں نے کچھ ایسے دوستوں کے خطوط کے جواب میں لکھے ہیں جو اپنے خطوط میں کلامِ اقبالؔ پر اپنی رائے ظاہر کرتے تھے ان میں سے کچھ ایسے حضرات بھی تھے جن کی تنقید اور رائے کے اقبالؔ نہ صرف منتظر رہتے تھے بلکہ جنہیں وہ خود بھی اس کی تحریـ دیتے تھے، ان میں سید سلیمان + وی، منشی سراج الدین، مولوی حبیب الرحمان شیروانی ''، مولا*ا / امی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں، رموزِ بے خودی پر سید سلیمان + وی نے تبصرہ کیا تو اس میں

الفاظ ومحاورات کی صحت کے*۔ رے میں کہا تو اقبالؔ نے انہیں خط لکھا کہ ان لغزشوں سے انہیں آ گاہ کیا جائے ۔ ۔# سید سلیمان+ وی نے ایسے الفاظ ومحاورات کی)K+ ہی کی‘ تو اقبالؔ نے اپنے خطوط میں ان کے*۔ رے میں اپنا نقطۂ Ã بیان کیا اور جہاں کہیں موقع 5،اسا+ ہ فن کے کلام سے اسناد بھی پیش کیں جن سے ا۔ طرف ز*۔ ن اور شاعری کے*۔ رے میں ان کا نقطۂ Ã بھی سامنے آ*- ہے اور دوسری طرف ان کے وسیع مطالعہ کا اظہار بھی ہو*- ہے۔ اس ضمن میں چند خطوط سے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

''اصولِ تشبیہ کے متعلق کاش آپ سے ز*۔ نی گفتگو ہو سکتی‘ قوت
وہمہ کے عمل کے رو سے بیدلؔ اور غنی کا طر 2ز*۔ دہ صحیح معلوم
ہو*- ہے۔ گو کتب بلا۔ (+ کے خلاف ہے‘ زمانۂ حال کے مغربی
شعراء کا بھی طرزِ عمل یہی ہے،'' خیمہ۔ زد از حقیقت در مجاز''

کے متعلق آپ نے ارشاد فر*ا۔ تھا کہ از میں تجاوز کا مفہوم نہیں کیوں کہ خیمہ۔ زدن کے معنی قیام کرنے کے ہیں میں تلاش میں تھا کہ کوئی سند مل جائے‘ جیسا کہ میں نے گذشتہ خط میں بھی عرض کیا تھا‘ آج کلیاتِ سعدی میں وہ سند مل گئی جو ارسالِ : مت ہے:۔

صوفی از صومعہ گو خیمہ۔ ن در گلزار ے
وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار

اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں‘ طوا -- کے L صرفِ Ã کر کے صرف ان کے خطوط کی)K+ ہی کی جاتی ہے جن میں مثنوی‘ رموزِ بےخودی کے*۔ رے میں اقبالؔ کے خیالات کا ذکر ہے۔ اقبالؔ اور سید سلیمان+ وی'' مرتبہ طاہر تو*'ی (مکتبہ عالیہ لاہور 1977ء)

اقبالؔ نے 1922ء کے جلسۂ انجمنِ حما$ اسلام لاہور اپنیÄ ''خضرِ راہ''

سنائی ۔اسÄ ,پ سیدسلیمان+ وىمی نے ا ىـ نوٹ لکھا جس میں اسÄ کی,ڑ ی تعریف وتحسین کی لیکن اسÄ میں جوشِ بیان کی کمی کا ذکربھی کرڈ ىـ ‘ مولا*· کا جملہ یوں ہے ۔

’’ ۔۔۔ڈاکٹر اقبال کی ىـÄ گوجوشِ بیان میں ان کی پچھلی نظموں سے کم نہیں لیکن اس کی حیثیت سے تعقیداور رفار ىـL میں بھی کمی ۔‘‘ ۲؎

1922ء کے خط میں معارف کے اس نوٹکے* ,رے میں شکریہ ادا کرتے ہوئے اقبالؒ نے سیدصا # کولکھا:۔

’’جوشِ بیان کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا صحیح ہے ۔1 ىـ6 اسÄ کے لئے ضروری تھا کم ازکم میرے خیال میں‘ جناب خضر کی پختہ کاری‘ ان کا تجربہ اورواقعات وحوادث عالم,پ ان کیÃ ان *, توں کے علاوہ ان کا H ازِ طبیعت جوسورۂ کہف سے معلوم ہو* ہے‘ اس* ,ت کا متقاضی تھا کہ جوش اور تخیل کوان کے ارشادات میں کم دخل ہو‘ اسÄ کے بعض بند میں نے خود نکال دیئے محض اس وجہ سے کہ ان کا جوشِ بیان بہت,ڑھا ہوا تھا اور جنابِ خضر کے H ازِ طبیعت سے موافقت نہ رr تھا۔ یہ بند اب کسی اورÄ کا حصّہ بن جا N گے ۔‘‘

اسی طرح ضربِ کلیم کے* ,رے میں بھی کچھ حضرات کے شکایتوں کے* ,رے میں سرراس مسعود کے* م ا ىـ مکتوب میں اپنا نقطۂÃ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

’’* ,قی رہی کتاب ۔سو یہ ا ىـ Topical چیز ہے ۔اس کا مقصد یہ ہے کہ

بعض خاص خاص مضامین پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ ایک اعلانِ جنگ ہے زمانۂ حاضر کے نام اور حاضرین سے میں نے خود کہا ہے۔

ع میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ

'نوائے چنگ' یہاں موزون نہیں اس کتاب Realistic ہونا ضروری ہے اور نوائے چنگ کی تلافی Epigrammatic Style سے کی گئی ہے۔[1]

جاوید نامہ کے متعلق ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

''آج کل 'جاوید نامہ'' جس کے دو ہزار شعر ہوں گے، ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ممکن ہے مارچ تک ختم ہو جائے' یہ ایک قسم کی کامیڈی ہے اور مثنوی مولانا روم کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس کا دیباچہ بہت دلچسپ ہوگا اور اس میں غالباً ہندو ایران بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لئے نئی باتیں ہوں گی۔ ایرانیوں میں حسین ابنِ منصور حلاج' قرۃ العین طاہرہ اور خسرو وغیرہ کا اس میں ذکر آئے گا۔ جمال الدین افغانی کا پیغام مملکت روس کے نام ہوگا۔''[2]

جب اقبالؒ دوسری گول میز کانفرنس کے سلسلے میں لندن گئے تو واپسی پر اسپین بھی گئے' وہاں مسلمانوں کے زمانے کی کچھ عمارات کی زیارت کی۔ ان عمارتوں میں قرطبہ کی مسجد بھی تھی۔ جس پر انہوں نے ایک نظم لکھی جو اُردو میں اقبالؒ کی بہترین نظموں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں ایک خط میں شیخ محمد اکرام کو لکھتے ہیں:۔

''ہسپانیہ یوں تو تمام پر سوز ہے لیکن تاریخ سے متعلق

اشعارؓ بالخصوص دل گداز ہیں ۔ میں اسے محفوظ رکھوں گا اور
کوشش کروں گا کہ یہ اشعار اردو میں منتقل ہوسکیں ۔ میں اپنی
سیا ﷺ ﷺ لس سے بے حد لذّت گیر ہوا ہوں ۔ وہاں دوسری
نظموں کے علاوہ ای Ä مسجدِ قرطبہ پہ لکھی جو کسی وقت شائع ہوگی ۔
الحمراء کا تو مجھ پہ کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔ لیکن مسجد کی زیارت نے
مجھے ب ت کی ایسی رفعت ۔ پہنچائی جو مجھے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی ۔''

ب ت کی یہ رفعت ان کی Ä مسجد قرطبہ' میں بھی منتقل ہوئی ہے جس نے اسے اُردو ادب کی ای لافانی Ä بنا دیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بابِ سُوم

﴾---اردو کی تاریخ میں مکاتیبِ اقبال کی اہمیت---﴿

اقبالؔ کے شہرت وعظمت کا سارا دار ومدار ان کی شاعری پر ہے۔ان کی شاعری کے معیار کے حوالے سے ہی انہیں ایک عظیم مفکر، دفلاسفر اور شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔شعری مجموعے سے قطع Ã اقبالؔ کے ی ذخیرے پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

اردو کی تاریخ کے سلسلے میں یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ اقبالؔ کی شخصیت کے مطالعے اوران کے شعر وفلسفے کی تفہیم کے لئے ان کے مکاتیب جس قدر اہم اور C دی اہمیت رکھتے ہیں ان کے خطوط کی بے توجہی کی وجہ سے ان کے باقاعدہ تصنیف ذیل میں نہیں آتے۔مکاتیب اقبالؔ کا کوئی مجموعہ اقبالؔ کی زندگی میں شائع نہ ہوسکا، کیونکہ غالبؔ کی طرح اقبالؔ بھی اپنے خطوط کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں۔لیکن یہی بات ان کے خطوط کے مطالعے کو زیادہ ضروری اور تفہیم اقبالؔ کے لئے زیادہ اہم بنا دیتی ہے۔

اقبالؔ کے مضامین ومقالات کے علاوہ مکاتیب کا بھی ایک خاص بڑا سرمایہ ہے۔یہ تمام تحریریں اقبال شناسی کے سلسلے میں ایک C دی اہمیت رکھتی ہیں۔اقبالؔ کے متعلق ہمارے

ذ ہنوں میں جو خیالات اور Ã* یت جو خا کے ابھر کر سامنے آتے ہیں، اس میں ان کی ی تحر یوں کے مطالعے سے رتے بھرے جا h ہیں کیوè ا یـ طرف تو ان کے افکار وÃ* یت کی تفصیل ہمیں ان کی ہی میں ملتی ہیں اور دوسری طرف اردو کی* ریخ میں ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو بھی ان کی ی تحر یوں سے ہی روشن ہوتے Ã آتے ہیں۔ اقبالؒ کا مفکرانہ+ ازاور تجز* یتی مزاج ان کی ہی میں اپنے آپ کا روú کر* ہے فکر کی جو گہرائی اور اظہار ہے اس کے پیشِ Ã اقبالؒ کی شاعری کی مفکرانہ عظمت سے صحیح طور پر آشنا ہونے کے لئے یہ ی تحر یریں ا یـ قیمتی ٔانہ ہیں۔

اقبالؒ کی ی تحر یوں میں مکا[M اپنی کیفیت کے اعتبار سے نہ سہی لیکن 7 کے اعتبار سے یقیناً ٔوغا ہیں۔ اس لئے جو لوگ اقبالؒ کو صرف شاعری کے آWٔ میں دیکھتے ہیں خود اقبالؒ اور مطالعۂ اقبالؒ کے ساتھ ز* یدتی کرتے ہیں۔''

اقبالؒ کے مکا[M کی تعداد جواب-- شائع ہوئے ہیں کہا جا* ہے کہ تیرہ سو سے ز* یدہ ہو سکتی ہے۔ کیوè اقبال کثیر الاحباب تھے اور اس کے علاوہ بہت سے لوگ جنہیں اقبالؒ سے 5 قات کا شرف حاصل نہیں تھا وہ بھی اکثر انہیں خطوط لکھتے تھے اور اقبالؒ کا طر 2 یہ تھا کہ وہ ہر خط کا جواب دیتے تھے اور اس* ت کا اہتمام کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ جو مشرقی اقدار کے حامل لوگ ہیں وہ اس کا اہتمام کرتے ہیں کہ خط کے جواب میں* خیر نہ ہو۔ ا یـ ہی مکتوب الیہ کے* م بعض اوقات ا یـ ہی دن میں دو خط لکھے گئے ہیں ایسی کئی مثالیں مکاتیبِ اقبالؒ میں ملتی ہیں۔ د7 یب خطوط میں ا یـ ہی* ریخ کے چار خط بھی مل جاتے ہیں۔ (۳۱، جولائی 1937ء) میں اکثر دو* یہ متعدد* رتین خط بھی لکھے گئے ہیں۔

ممنون حسن خان کو جنہیں سر راس مسعود نے کہا تھا، بھو* پال میں قیام کے دوران اقبالؒ کے بہت قری$ رہنے کا موقع 5 تھا۔ انہوں نے بھو* پال میں مدھیہ پر دیش اُردو اکیڈمی کے زیرِ اہتمام

کہا تھا:۔

''مجھے علامہ کا کام بطورِ سکریٹری کرۡ ,پ* تھا۔ وہ تمام خطوط اوۡ* ر
مجھے ڈ* یٰ کرتے تھے اور خاص طور سے ہدا$ تھی کہ میں ان کے
جو* ,ت جلد از جلد ان سے لکھوا لوں کچھ تو وہ مجھ کو خود
بول ڈ* یٰ کرتے تھے کہ بھئی اس کا جواب اس طرح سے لکھ دو میں
دستخط کر دونگا لیکن جو خاص لوگوں کے خطوط ہوتے تھے ان کا
جواب وہ خود تحر, یٰ کرتے تھے' ا یٰ دن انہوں نے مجھے خطوط
کی گڈی دی اور کہا کہ ممنون صا # ذرا اس کو دیکھ ی: ان
میں ,., ڈ وکرل کا خط ہے۔اس میں مارگن فاسٹر کا خط ہے'
اوران کے جواب میں چاہتا ہوں کہ آج ہی آپ مجھ سے لکھوالیں
اس سے پتہ چلتا ہے کہ علاّمہ چاہتے تھے کہ خطوط کے جواب
جلد از جلد دئے جا N ۔''

اقبالؔ کے خطوط مختلف مجموعوں کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں جن کی فہر ٭ یوں ہے:۔

۱۔ شاد اقبالؔ: مرتبہ: ڈاکٹر محی الدین قادر زور

۲۔ اقبالؔ* مہ مرتبہ: شیخ » اللہ

۳، خطوطِ اقبالؔ بنام: عطیہ فیضی (انگر, ی میں)

۴۔ اقبال* مہ حصہ دوم مرتبہ: شیخ » اللہ

۵۔ مکاتیبِ اقبالؔ بنام: خان * زالدین خان

٦۔ مکتوبات اقبالؒ بنام: سید نذیر نیازی

۷۔ انوار اقبالؒ مرتبہ: بشیر احمد ڈار

۸۔ مکاتیبِ اقبالؒ بنام گرامی مرتبہ: محمد عبداللہ قریشی

۹۔ نوادرِ اقبالؒ بنام: مہاراجہ کشن پرشاد مرتبہ: محمد عبداللہ قریشی

۱۰۔ خطوطِ اقبالؒ مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی

۱۱۔ جہانِ دیگر مرتبہ: فرید الحق

اس کے علاوہ کچھ اور خطوط رسالوں میں ہیں۔ اقبال کے وہ خط بھی کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں، جو انہوں نے پروفیسر تھامسن کو لکھے تھے یہ خطوط انگریزی میں ہیں۔ ان مجموعوں کے علاوہ محمد عبداللہ قریشی نے اقبال اکیڈمی پاکستان کی جانب سے 1977ء میں روحِ مکاتیب اقبال کے نام سے تقریباً سبھی دستیاب خطوط کو تاریخ وار جمع کر کے اقبالؒ ہی کے الفاظ میں شائع کیا گیا ہے۔

اقبالؒ کا پہلا خط جو دستیاب ہوا ہے وہ 28، فروری 1899ء کا ہے اور احسن رہبری کے نام ہے۔ آخری خط وفات سے ایک روز قبل کا لکھا ہوا ہے اس طرح اقبالؒ کے خطوط کا زمانۂ تحریر انتالیس 39 برسوں کا ہے۔ یہ دور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری دنیا میں رہا ہے۔ سیاسی لحاظ سے یہ نہایت ہی پُر آشوب دور تھا روس کے انقلاب اور پہلی جنگِ عظیم کے نتیجے میں جو دور رس سیاسی سماجی اور اقتصادی تبدیلیاں ہوئی تھیں، وہ انسانی تاریخ میں اتنی کم مدت میں کبھی واقع نہیں ہوئی تھیں۔

علمی میدان میں بھی جو پیش رفت ان چار دہائیوں میں ہوئی وہ بھی بے مثال ہے۔ ان انقلابات سے اقبالؒ کا متاثر ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ شعری اور نثری تحریروں کے مکاتیب میں بھی ان

کے اثرات اور عوامل آتے ہیں۔ خود اقبال کی ذاتی زندگی میں بھی اس عرصے میں جو نشیب و فراز آئے ان کی جھلک بھی خطوط میں آتی ہے۔ یہاں البتہ یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ جہاں تک اقبالؒ کے شخصی حالات کا تعلق ہے اس معاملے میں وہ خطوط میں بھی بہت زیادہ نہیں ملتے۔

بقولِ پروفیسر آل احمد سرور "خطوں میں اپنے آپ کو لئے دیئے رہتے ہیں" تاہم ان کے بعض خط ایسے بھی ہیں، جن میں بین السطور بہت کچھ پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اسی طرح آخری چند برسوں کے وہ خط بھی اس لحاظ سے کافی اہم ہیں جو انہوں نے نیاز کو لکھے ہیں اور جن میں اپنی بیماری اور علاج کے بارے میں خاصی تفصیلات دی ہیں۔ اسی طرح مثلاً ان کا سب سے پہلا خط جواب تک دستیاب ہوا ہے 28، فروری 1899ء کا ہے جو مولانا احسن مارہروی کے نام لکھا گیا ہے۔ اس وقت اقبالؒ طالب علم تھے، اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقبالؒ کو اس وقت بھی ادب سے لگاؤ تھا اور شعر بھی کہتے تھے اور پھر یہ بھی کہ داغ دہلوی کی شاعری سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ ان کی پیروی بھی کرتے تھے اس خط میں اقبالؒ نے لکھا ہے:۔

"دونوں رسالے پہنچے۔ سبحان اللہ۔ نواب صاحب کی غزل کیا مزے کی ہے۔ افسوس ہے کہ اب تک میں نے آپ کے گلدستے کو کوئی غزل نہیں بھیجی۔ انشاء اللہ امتحان کے بعد باقاعدہ ارسال کیا کروں گا۔ ایک تکلیف دیتا ہوں، اگر آپ کے پاس استاذی حضرت مرزا داغ کی تصویر ہو تو ارسال فرمایئے گا، بہت ممنون رہوں گا۔ اگر آپ کے پاس نہ ہو تو مطلع فرمایئے گا کہ کہاں سے مل سکتا ہے۔ میں نے دنیا کے تمام بڑے شاعروں کے فوٹو جمع کرنے شروع کئے ہیں۔ چنانچہ انگریزی، جرمنی اور فرنچ شعراء کے فوٹو کے لئے امریکہ تک لکھا ہے۔

> غالباً کسی نہ کسی استاد بھائی کے* ِس تو حضرت امیر مینائی کے فوٹو کی
> بھی ضرورت ہے۔ والسلام۔''

اس تحر ِیر سے اقبالؔ کی پسند*ٔ پسند کا بھی پتہ چلتا ہے اور اپنے پسند کے شاعر اور استاد نواب مرزا داغؔ کو دیکھنے کے لئے جو بے چینی اس کے# رہے وہ بھی ظاہر ہوتی ہے اور اقبال کو خط لکھتے ہوئے نہ صرف مکتوبِ الیہ کی حیثیت ہی کا# ازہ ہے بلکہ اپنی حیثیت اور: اشناسی بھی ہے اسی L سے اس خط میں ا ِ رکھ رکھاؤ ٹھراؤ اور خودداری کا احساس بھی موجود ہے۔ اقبالؔ کے خطوط کے مطالعہ سے ان کے کلام اور افکار کی تفہیم میں کافی مدد ملتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ِ وفیسر آل احمد سرور انہیں کلامِ اقبال کی . سے اچھی شرح سمجھتے ہیں۔ اقبالؔ نے اپنے افکار وÃ* ِت کے اظہار کے لیے شعری ڈھانچہ اختیار کیا اور شاعری میں چوè* ِٹ* ِ دہ وساغر کے بغیر نہیں$ اور کئی* ِ توں میں تضاد و اختلافات کا احساس ہو* ہے۔ کلامِ اقبال کے اسی ابہام اور تضاد کے L اقبالؔ فہمی میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

ِ وفیسر عز ِیز احمد لکھتے کہ:۔

> ''کوئی انہیں ِ قی پسند کہتا ہے تو کوئی اشترا کی کوئی صوفی کوئی تصوف
> کا دشمن، غرض جتنی منہ اتنی* ِ تیں''۔

اقبالؔ کی ی تحر ِیروں اور خاص کر خطوط کے مطالعہ سے ان کے خیالات وÃ* ِت اور تصورات نہ صرف واضح ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں تضاد اور اختلاف کی بجائے تسلسل اور اتحاد Ã * ہے اور پھر یہ بھی ا ِ حقیقت ہے ان کے خطوط کو ِ ڑھ کر ان کے ذہنی سفر اور ان کے ذہنی ارتقاء کی داستان قلمبند کی جاسکتی ہیں۔ وہ کہاں ہیں۔ کن راستوں سے ہوتے ہوئے کس منزل ِ پہنچے۔ اس طرح کے خطوط میں اقبالؔ نے مختلف علمی* ر**8** ، معاشی اور فلسفیانہ مسائل ِ بحث کی ہے اور

اپنے مکتوب الیہم کے ساتھ قرآن، حدیث، فقہ، تصوف اور دین و شریعت کے مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیال کیا ہے۔ کئی خطوں میں مثال کے طور پر خودی، تصورِ شاہین، تصوف و اجتہاد کی وضاحت کی ہے۔ اس تعلق سے ان کے خطوط کی اہمیت اور افادیت اقبال کے اس بیان کی روشنی میں بڑھ جاتی، جو انہوں نے سید سلیمان ندوی کے نام ایک خط میں لکھا ہے:۔

'' فنِ شاعری سے مجھے کبھی دلچسپی نہیں رہی ہے، ہاں بعض مقاصد خاص ہوں جن کے بیان کے لیے اس ملک کے حالات اور روایات کی رو سے میں نے نظم کا طریقہ اختیار کرلیا ہے۔

ورنہ ے نہ بینی خیر ازاں مرد فرود ست

کہ بر من تہمتِ شعروسخن بست''

افکار و نظریات سے قطع نظر یہ خطوط اقبالؔ کی شخصیت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اور اس وجہ سے ان کے سوانح نگار کے لئے بے حد اہم ہیں، ان کی شخصی زندگی کے علاوہ مکاتیب ان کے مختلف رجحانات اور نفسیاتی باطنی کیفیتوں کے آئینہ دار بھی ہیں۔

خطوطِ اقبالؔ سے یہ چند اقتباسات صرف ان کی دو تصانیف اسرارِ خودی اور رموز بیخودی سے متعلق ہیں۔ انہیں بھی انتہائی قطع و برید اور اختصار سے پیش کیا گیا ہے۔ اس قسم کا مواد جو اقبالؔ کی تصانیف و نظریات کے بارے میں حوالے پیش کرتا ہے، مکاتیب میں جا بجا بکھرا پڑا ہوا ہے جس کا مطالعہ نہ صرف بذاتِ خود دلچسپ ہے بلکہ ان تصانیف کے پس منظر اور اکثر ان تصانیف کے بارے میں خود مصنف کی رائے بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ یہ رائے ممکن ہے کہ ناقدانِ اقبال کے لئے زیادہ وقیع نہ ہو تاہم اس میں شک نہیں کہ اس نوع کے خطوط اقبالؔ کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔

سیرتِ اقبالؔ کا ایک اور روشن پہلوان کی وسیع القلبی ہے یہ خصوصیت انہیں دوسرے بڑے

ادیبوں سے ممتاز کرتی ہے۔ان کے خطوط اپنے ہمعصر علماء اور ادیبوں سے قطعاً# پ ک ہے۔وہ. #
بھی کسی ہمعصر کا ذکر کرتے ہیں تو نہای$ احترام کے ساتھ اس اعتبار سے وہ اپنے کئی ہمعصروں سے
بہت بلند تھے۔ان کے خطوط سید سلیمان+ وی اور دوسرے علماء کی تعریف سے پُر ہیں۔سید سلیمان
+ وی کے ساتھ تو ان کے دوستانہ مراسم تھے لیکن دوسرے علماء کا ذکر بھی احترام اور عزت سے کیا
ہے، جن سے اس طرح کے تعلقات نہیں تھے۔سید سلیمان+ وی کو انہوں نے 'استاذ الکل' اور علومِ
اسلام کی جوئے شیر کا فرہاد کہا ہے اور ان کے علمی کمالات کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔موصوف
کو ای- خط میں لکھتے ہیں:۔

''اَ میری Ā اس قدر وسیع ہوتی جس قدر آپ کی ہے تو مجھے
یقین ہے کہ میں اسلام کی کچھ: مت کر سکتا۔فی الحال آپ
کی مدد سے کچھ نہ کچھ لکھوں گا۔''

ای- دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

''1 میرے لئے آپ کی رائے پ وفیسر نکلسن کی رائے
سے زٌ یدہ قابلِ اعتماد ہے۔''

اقبالؒ ان لوگوں کے* رے میں جو ان کے کلام پ بیجا نکتہ چینی کرتے تھے' صرف ای- آدھ
جگہ لکھا ہے لیکن ان تحر یوں میں بھی ان کا قلم اعتدال سے نہیں ٹ ۔اس طرح کے لوگوں پ وہ غصہ
نہیں ہوتے بلکہ انہیں ہمدردی کا مستحق سمجھتے ہیں۔شملہ کے کوئی صا # اقبالؒ کی غزلوں کی اصلاح
کر کے انہیں بھیجتے تھے، اس خط کا ذکر* بوعبدالمجید کے خط میں کرتے ہیں۔

'' یہ کوئی صا # چھوٹے شملہ سے میری غزل کی اصلاح کرتے
ہیں میری طرف سے اُن کا شکریہ ادا کیجئے اور عرض کیجئے کہ بہتر ہوا اَ

آپ میر اور داغ کی اصلاح کیا کریں، مجھ گمنام کی اصلاح کرنے

سے آپ کو شہرت نہ ہوگی۔ میرے ب ہ اشعار کو جو حضرت نے

تیغِ قلم سے مجروح کیا ہے اس کا صلح انہیں : اسے ملے میں یہ دعا

بھی کر ہوں کہ : اانہیں عقل وفہم » کرے میں نے یہ دو حروف محض

ازراہِ ہمدردی تحری کئے ہیں۔ اُمید ہے وہ بُرا نہ سمجھیں۔ اکثر Ki نوں

کو کنجِ تنہائی میں بیٹھے ہمہ دانی کا دھوکا ہوجا ہے۔ ان کا قصور نہیں۔

فطرت ِ Ki نی ہی اس قسم کی ہے۔''

ابوالکلام آزاد اقبالؒ کے ہمعصر تھے اور اپنے زمانے کے جید عالمِ دین اور عام طور سے یہ خیال کیا جا ہے کہ یہ دونوں ای دوسرے سے اجنبیت ,. تتے تھے۔ اس بے گانگی کے* رے میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے ای جگہ لکھا ہے:۔

'' یہ دونوں ,. رگ (اقبالؒ اور ابوالکلام) ای ہی زمانے میں

ای ہی ملک میں اور ای ہی ماحول میں* + از بے التفاتی

*,. نگِ تغافل ای دوسرے کو دور سے دیکھتے رہے۔۔۔اور

ای دوسرے کے* رے میں دوسروں کی* تیں g رہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ای دوسرے کو جا... تھے ای

دوسرے کو پہچا... بھی تھے* نہیں اس میں مجھے شبہ ہے۔ اس

H از تغافل کو کس چیز ,پ محمول کیا جائے؟ رنگِ* آشنائی؟

معاصرانہ چشمک؟* اختلافِ مزاج و مشرب ومسلک؟ ,. رگوں

کے معا5ت ہیں* موروں کی تیں ہیں ,. ڑوں کے مسائل ہیں ای

خوردا یـ زرّہ حقیر خاک *پ ان جھگڑوں کی وجہ سے بیان کرے تو قصہ
وار درسن نہ سہی ،سنگ خلائق کاK(Cن لازمی ہے۔کیا کہا جائے
اور کیا کیا جائے۔علامہ اقبالؒ م ءمسائل ومشکلات کا ٰ رے میں صدہا
اہلِ علم وفضل سے مشورہ کیا۔اس فہر - سے جا م غا $ ہے وہ
ابوالکلام کا ہے، مجھے معلوم نہیں کبھی دونوں ایـ دوسرے سے ملے
ہوں (ممکن ہے ملے ہوں) خط وکتا $ بھی شا+ ہوئی ہو* یـ نہ
ہوئی ہو۔امام الہند نے+ کرے سے لے کر غبارِ خاطر-- اپنی کو
فارسی اردو کے متعدد شعراء کے شعروں سے مزین کیا ہے لیکن اگر نہیں
کیا ہے تو علامہ اقبالؒ کے شعروں سے نہیں کیا' داغ -- کے اشعار اگر
اقبالؒ کے نہیں یہ رنگِ* آشنائی ہے تو عجیب ر- ہے۔یہ اختلاف
مزاج ہے کہ ایـ شخص دوسرے شخص کے وجود ہی کا انکار کردے۔''

ڈاکٹر سید عبداللہ نے جو کچھ لکھا ہے' یہ صحیح ہے لیکن اس میں پوری صداقت نہیں ۔ ایـ اجنبیت ان دو. رگوں میں ضروری تھی لیکن اس* ت کی شہادت ملتی ہے کہ دونوں نہ صرف ایـ دوسرے کی عزت کرتے تھے بلکہ ایـ دوسرے کے مرتبے سے واقف تھے بلکہ دونوں میں خط و کتا $ بھی تھی ۔ یہ* ت ضرور ہے کہ ابھی-- کوئی ایسا خط د7یـ ب نہیں ہوا ہے جو انہوں نے ایـ دوسرے کو لکھا ہو* ہم دوسرے لوگوں کے* م لکھے گئے خطوط سے ان کی آپسی مراسلت کی شہادت ملتی ہے مثلاً سید سلیمان+ وی کے* م 28 ، اپریل 1918 ء کو لکھے گئے خط میں اقبال لکھتے ہیں:۔

’’آج مولا*٭ ابوالکلام کا خط*آ یا ہے‘ انہوں نے بھی میری اس*٭ چیز کوشش (رموزِ بےخودی) کو بہت پسند فر*ا یا ہے۔‘‘ ۲؎

سید سلیمان+ وی کے*٭ م جس خط میں اجماعِ امت اور نصِ قرآنی کے*ٖ رے میں استفسار کیاHَ یا ہے اور جس کا اقتباس اس سے پہلے*ۃ یا جا چکا اس میں اقبالؔ لکھتے ہیں:۔

’’ میں نے مولوی ابوالکلام کی :مت میں بھی عریضہ لکھا ہے۔‘‘ ۳؎

1919ء میں ابوالکلام کی رہائی کے موقعہ,پ اقبالؔ نے سید سلیمان+ وی کے*٭ م خط لکھا جس میں علاوہ او*ٖ توں کے وہ لکھتے ہیں:۔

’’الحمدللہ کہ مولا*٭ آزاد کو آزادی ملی ۔۔۔مولا*٭ آزاد اب کہاں ہیں؟ پتہ لکھیئے کہ ان کی :مت میں عریضہ لکھوں۔‘‘ ۴؎

ان اقتباسات سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ ان دونوں,.٭رگوں میں نہ صرف شناسائی تھی بلکہ مراسلت بھی تھی۔اب رہا سوال کہ مولا*٭ آزاد نے اپنی تصنیفات میں اقبالؔ کا کوئی شعر استعمال نہیں کیا ہے تو اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا بیان,.ڑی حد- در - ہے۔,.ڑی حد- اس لئے ابوالکلام نے جہاں فارسی اور اردو کے لا تعداد اشعار سے اپنی کو مزین کیا ہے وہاں اقبالؔ کا صرف ا- شعر غبارِ خاطر کے اس خط میں ملتا ہے جس,پ 1، مارچ 1943ء کی*- ریخ درج ہے۔

٭ تو بیدار شوی٭ لہ کشیدم ورنہ
عشق کار . کہ بےآہ وفغاں نیز کنند

یہ شعر زبورِ عجم سے لیاHَ یا ہے۔

لیکن اس کی وجہ نہ معاصرانہ چشمک ہے نہ اختلافِ مزاج اور نہ اقبال کے شاعرانہ وجود سے انکار‘ یہ*ٖ ت ہوتی تو مولا*٭ آزاد ’البلاغ‘ کے پہلے صفحے,پ اقبالؔ کیÄ نہ چھاپتے۔ یہاں یہ

ٖ ت ملحوظ ہے کہ اقبالؔ وہ واحد شاعر ہیں جن کی Ä البلاغ کے پہلے صفحے ,پ شائع ہوئی۔شبلی سے مولأ آزاد کے گہرے تعلقات تھے ان کی متعدد نظمیں ابوالکلام نے الہلال میں شائع کیں لیکن پہلا صفحہ انہیں بھی نہیں 5 اور بقولِ قاضی صرف اقبال کی Ä کو یہ مثتنیٰ مقام حاصل ہوا۔''

مولا*ٔ عبدالرزاق ملیح *ٖ دی جو مولا*ٔ آزاد کے ہم جنس اور رفیق کار تھے اور مولا*ٔ کی نگرانی میں % والے ہفتہ وار اخبار پیغام کے #ٹ یٹر بھی تھے۔انہوں نے ذکرِ آزاد میں ای- واقعہ بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

''اسی زمانے کا ای- واقعہ قابلِ ذکر ہے مصر کے شاعر احمد شوقی
*پ شا کو عرب ملکوں نے امیر الشعراء کا خطاب ڈ*ی تھا اس,پ
مولا*ٔ آزاد کو خیال ہوا کہ ہندوستان میں ڈاکٹر اقبالؔ مرحوم
کو ملک الشعراء بنا ڈ*ی جائے۔ای- دن صبح مولا*ٔ ہاتھ میں کچھ
کاغذ لئے میرے کمرے میں آئے اور اپنا خیال ظاہر کیا۔میں
نے سختی سے مخالفت کی۔تعجب ہو کر فر*ٹی ''کیا ڈاکٹر اقبال اس
خطاب کے اہل نہیں ہیں۔عرض کیا: ڈاکٹر اقبالؔ کے شاعرانہ
کمالات کے مبصر آپ ہیں' مجھے شاعری سے ذوق نہیں لیکن
ڈاکٹر صا # محض شاعر ہی نہیں ہیں سیاسی لیڈر بھی ہیں اور
ہم ان کی سیا -- کے مخالف ہیں۔'ملک الشعرا' بن کر وہ
سیاسی لیڈر بھی ہیں اور جو چاہیں تجوی: پیش کر h ہیں لیکن
. # -- #ٹ یٹر میں ہوں اپنے ضمیر کے خلاف کسی تجوی: کی
حمای$ نہیں کر سکتا' میر*ٔ م#ٹ یٹری سے الگ کر ڈ*ی جائے

اس کے بعد بھی اخبار کی : مت جاری رکھونگا۔'' یہ سن کر

مولا*• نے کاغذ پھاڑ ڈالے اور فر*یا '' آپ ٹھیک کہتے ہیں۔''[1]

عبدالرزاق ملیح *۔ دی کی شد+ی مخالفت کے*۔ (؛ یہ تجو*یز ہندوستانی عوام کے سامنے پیش نہ ہوسکی لیکن اس سے یہ+ ازہ ہو*تا ہے کہ مولا*• آزاد کی Ã میں اقبالؒ کی حیثیت کیا تھی، وہ انہیں بجا طور پر اپنے دور کا ملک الشعراء سمجھتے تھے۔

رہا سوال کہ اقبالؒ اور مولا*• آزاد کبھی ای- دوسرے سے ملے* یا نہیں اس سلسلے میں دور کی دماغ تھے[2] ۔ نہ صرف ای- دوسرے سے واقف تھے بلکہ ای- سے زا+ مرتبہ ان کی 5 قاتیں بھی ہو N پہلی 5 قات اپ یل 1905 ء میں لاہور میں '' انجمنِ حمای$ اسلام'' کے سالانہ جلسے میں ہوئی۔ مولا*• آزاد اس اجلاس میں 'لسان الصدق' کے اڈ+ یٹر کی حیثیت میں مدعو تھے۔ مولا*• عبد الرزاق ملیح *۔ دی، مولا*• کی ژ*۔ نی لکھتے ہیں:۔

''اس زمانے میں ڈاکٹر اقبال کی شاعری کو مخزن نے * ملک
کے سامنے پیش کیا تھا لیکن بہت جلد ہی لوگوں میں غیر معمولی
شہرت ہوگئی تھی۔ انجمن میں ان کی Ä خوانی خاص طور پر شوق
ذوق سے سنی جاتی تھی۔ ان سے بھی پہلی مرتبہ اس سفر میں 5 قات ہوئی۔''

1905 ء کی اس 5 قات کے بعد اقبالؒ اور ابوالکلام کی اور 5 قاتیں بھی ہو N ، یہاں صرف چند ای- کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں 19 فروری 1914 ء کو مولا*• آزاد انجمنِ ہلالِ احمر قسطنطنیہ کے وفد کے ساتھ لاہور آئے اور اقبالؒ سے بھی 5 قات ہوئی۔ یہ وفد مسلما*• نِ ہند کا شکر یہ ادا کرنے کے لیے ہندوستان *یا تھا۔ شام کو بیرون موچی دروازہ میں جلسۂ عام منعقد ہوا۔ اراکینِ وفد اور مولا*• آزاد۔ # جلسہ گاہ میں آئے تو صدرِ جلسہ بنائے جانے کی تجو*یز پیش کی جو

اقبال کی* G سے*۔ اتفاق رائے منظور ہوئی۔مولا* آزاداسی شام وفد کے ہمراہ واپس چلے گئے۔ اقبالؒ اورنواب ذوالفقارعلی خان نے مولا* آزاد پر زور* یہ کہ مز± ا یہ روز لاہور میں قیام فرما N لیکن دوسرے روز چوں کہ دہلی میں بھی جلسہ ہور ہا تھا انہوں نے معذرت کی۔''

''ا یہ اور5 قات کے راوی ڈاکٹر شیر بہادرخان ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

''ا یہ دفعہ مولا* لاہورتشریف لائے اورحسبِ معمول میاں عبدالعز* *رہ$ لا کی کوٹھی پر فروکش ہوئے ان کے ہاں خواص کی ا یہ مجلس عصر کے قری$ منعقد ہوئی۔مجھے* یہ دہے کہ علامہ اقبالؒ بھی وہاں موجود تھے۔ اس محفل میں میں اورمیرا ا یہ دو ~ بھی جا پہنچے۔مولا* نے وقت کے کسی مسئلہ پر (وہ مسئلہ اب ٹھیک* یہ دنہیں) فرش پر بیٹھے بیٹھے تقر یہ کی۔# تقر یہ کر چکے تو مجھے اچھی طرح* یہ دہے کہ آپ علامہ اقبالؒ سے مخاطب ہوئے اور کہا کیوں علامہ صا # کی کیا رائے ہے؟ علامہ مرحوم نے فر* یہ۔مولوی مجھے آپ سے کلّی اتفاق ہے۔''

ا یہ اور5 قات کی تفصیل مولا* غلام رسول مہر نے اپنے ا یہ مکتوب میں دی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

'' ا یہ 5 قات میرے سامنے نواب سر ذوالفقارعلی خان مرحوم کی دعوتِ طعام پر ہوئی تھی' حضرت علامہ نے بطورِخاص فر* یہ تھا کہ ہمیں مولا* آزاد کے* پس بٹھا* یہ جائے** کہ ان سے*۔تیں کرسکیں میں نے اس کا انتظام کیا اور کھانے کے دوران میں دونوں۔ ٠رگ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے ~-*۔تیں کرتے رہے۔''

اقبالؒ کی وفات پر مولا* آزاد نے جو پیغام اخباروں کے لیے جاری کیا اس میں فرماتے ہیں:

'' یہ خیال کرتے ہوئے کس قدر صدمہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبالؒ
اس جہان سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے ۔ ہندوستان
آپ سے بڑا اُردو شاعر پیدا نہیں کر سکا۔ آپ کی وفات سے
نہ صرف ہندوستان میں بلکہ مشرق کو نقصانِ عظیم پہنچا ہے ۔
مجھے ذاتی طور پر اس لئے زیادہ صدمہ ہے کہ مرحوم سے میرے
دوستانہ تعلقات تھے ۔'' ۲؎

ایک خط میں مولوی محی الدین احمد قصوری کو لکھتے ہیں :۔

'' اقبالؒ کی موت سے نہایت قلق ہوا۔ بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں ۔'' ۳؎

غرض جہاں اقبالؒ ابولکلام آزاد کے علمی مرتبے کے معترف تھے وہاں ابولکلام بھی اقبالؒ کی ملک الشعرائی کے قائل تھے۔

اقبالؒ جب اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ چلے گئے تو وہاں انگلستان میں ان کی ملاقات مس عطیہ فیضی سے ہوئی جو نہ صرف بہت ہی روشن خیال اور ذہین تھیں بلکہ اعلیٰ اور ادبی ذوق رکھتی تھیں خود اقبالؒ بھی ان کی ذہانت اور ادبی ذوق کے قائل تھے چنانچہ اس ضمن میں ایک تو عطیہ بیگم فیضی کا اپنا بیان بھی قابلِ توجہ ہے اور پھر ۔۔۔خود اقبال کے خطوط سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عطیہ بیگم لکھتی ہیں۔

'' فلسفیانہ مضامین پر تبادلۂ خیال کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے
خط وکتابت شروع کی اور اکثر مواقع پر انہوں نے چھٹیوں
کے دن گزارنے کے لئے مقام کے تعیّن اور کتابوں کے
انتخاب میں میری امداد طلب کی ۔ جب فلسفے کے متعلقہ کتب

کو میں نے ان ہی دنوں ختم کیا تھا۔'' [1]

اقبالؒ* مہ کے مر$ شیخ » ءاللہ نے لکھا کہ اقبال نے عطیہ کی رائے کی وقعت کو عملاً تسلیم کیا یہاں- کے انہیں اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ اور تاریخ عالم کا مسودہ پورا سنا یا۔'' [2]

ضیاءالدین احمد. نی جنہوں نے عطیہ فیضی کی انگر. ی کتاب اقبالؒ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اس سلسلے میں لکھتے ہیں:۔

''اقبالؒ نہ صرف انہیں (عطیہ فیضی) کو نظمیں بھیجتے تھے اور ان پر تنقید کے طا . ہوتے تھے بلکہ انہوں نے اپنے مقالے بھی یونیورسٹی کو بھیجنے سے پہلے انہیں پڑھ کر سنائے تھے اور ان سے درخوا - کی تھی کہ وہ ان پر تبصرہ کریں چنانچہ بعض حصّوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اقبال ان تبصروں سے ا- حد- مستفید بھی ہوئے۔'' [3]

آگے بڑھنے سے پہلے منا . معلوم ہوتا ہے کہ مس عطیہ بیگم فیضی کا تعارف کرا یا جائے مس فیضی کو بیسویں صدی کے آغاز میں ہی تحصیلِ علم کے لئے انگلستان بھیجا گیا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمان یہ طے بھی نہ کر پائے تھے کہ مغربی تعلیم ملّت کے لئے مفید ہے یا مضر۔ بہر حال خواتین میں یہی وہ شخصیت ہیں جو . سے زیادہ اقبالؒ پر اثر انداز ہوئیں ان کے تعارف کے لئے . سے پہلے رئیس احمد جعفری کی کتاب ''دید وشنید'' کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

''مولانا (عرفان) آگے آگے تھے میں پیچھے پیچھے۔اب ہم ا- کشادہ اور شاندار ہال میں پہنچے استقبال کے لئے سفید لباس میں ملبوس ا- کہن سالہ خاتون آگے بڑھیں بال سفید، چہرہ ضعیفی کا

آئینہ دار، لیکن اداؤں میں شوخی# ازِ گفتگو میں بے*. کی حرکات

و&ٔ ت میں ا یہ خاص قسم کی ا/ ادی$ ۔مولا*ٔ نے ان سے میرا

تعارف کرا* یہ ''یہ ہیں خلافت کے اڈیٹر جعفری صا # ۔''اور پھر

مجھ سے فر*ا یہ ''یہ ہیں عطیہ بیگم فیضی ۔''

''1908ء میں مسلمانوں کی تعلیمی کا/ نس کراچی میں ہو رہی تھی جس

کے صدر اس سال مولا*ٔ حالی تھے سجاد حیدر بھی شر یہ تھے ۔ا یہ روز

.# جلسہ دوپہر کے کھانے کے لیے. خا = ہوا اور میں اپنی قیام گاہ

کی طرف جا رہا تھا کہ سامنے سے سجاد حیدر آتےÃ آئے، مجھے دیکھتے

ہی انہوں نے ا یہ دو چکر لگائے جیسے خوشی سے رقص کر رہے ہوں اور

مجھ سے کہنے لگے، کچھ نہ پوچھئیے، میرا داماغ اس وقت آسمان, پہ ہے اور

میں زمین, پہ کسی سے*. ت کرنے کو تیار نہیں ہوں ۔' میں نے پوچھا کچھ تو

بتایئے، کیا دیکھا ہے جو طبیعت اس طرح زوروں, پہ ہے'' کہنے لگے ا یہ

ایسی عورت سے*. تیں کر کے* یہ ہوں جو آزادی کی حامی اور خود بھی

آزادی, پہ عامل ہے ۔''۲؎

مس عطیہ فیضی نے 1947ء میں اقبالؔ کے نو خط اور یورپ کے قیام کی کچھ تفصیلات اپنی* یہ د

داشتوں کے اقتباسات کے طور, پہ شائع کر دئے ۔ یہ خطوط مکا=Mِ اقبال کے مطالعہ کے سلسلے میں

بے حد اہم ہیں ۔ان سے اقبالؔ کی یورپ میں مصروفیات کی تفصیل کے علاوہ یورپ سے آنے کے

بعد ان کی ذہنی کیفیت کا بھی# ازہ ہو*= ہے ۔

اور اس طرح سے اقبالؔ کی شخصیت کے کچھ ایسے گوشے بھی منور ہو جاتے ہیں جو ان خطوط کی

عدم موجودگی میں غالباً ہمیشہ* ریکی میں ہی رہ جاتے۔ اقبال نے اپنی شخصیت پر بہت سے پردے ڈال رکھے تھے اور ہرا یک کو اپنی صورت دکھاتے بھی نہ تھے۔'' پروفیسر مجیب کا یہ قول* لکل صحیح ہے لیکن اس کے* وجود اس* ت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تیرا سو (۱۳۰۰) خطوط میں کم از کم ۱۰ خط جو عطیہ کے* م ہیں' ضرور ایسے ہیں جن میں اقبال کی ز+ گی کے کچھ ایسے لمحوں کی رو* ئی ہوتی ہے' جن میں* پ سِ/ یباں کے* وجود بھی زورِ جنوں کی کارفرما* ں آتی ہیں۔ ان خطوط میں بین السطور اقبال کی شخصیت کے چند دلچسپ گوشے بھی بے0 ب ہو جاتے ہیں، یہ خطوط اقبالؒ کی ز+ گی کے اس دور کی عکاسی کرتے ہیں جس میں وہ اپنی گھر9 ز+ گی اور چند الجھنوں کے* (ز د ۔ ذہنی پریشانی اور کوفت میں مبتلا تھے۔

اس پریشانی کی شدّت کا+ ازہ اس* ت سے لگا* جا سکتا ہے کہ اس دور میں اقبالؒ وطن سے ہجرت اور خودکشی کی* تیں سوچتے تھے۔ عطیہ بیگم فیضی کے اقبالؒ کے* م خطوط اگرچہ منظرِ عام پر نہیں آسکے1 عطیہ کی ہمدرد* ں اور اس کے مخلصانہ مشورے یقیناً اقبالؒ کے لئے اطمینان اور سکون کا* (ہوئے۔ ان خطوط سے یہ* ت بھی واضح ہوتی ہے کہ اقبالؒ عطیہ فیضی سے اپنے دل کی* ت بھی کہتے تھے اور جو کسی اور سے نہیں کہتے تھے اور اس خصوصیت میں اقبالؒ کا کوئی اور دو ۔ شر یک نہیں اور اس طرح سے عطیہ کے* م خط لکھتے وقت احتیاط کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ جا* تھا۔ پھر بھی لکھتے لکھتے چو* پڑتے اور اپنے قلم پر روک لگاتے تھے۔

'' مجھے ڈر ہے کہ میں وہ* تیں لکھ رہا ہوں جو صرف گفتگو کے لیے
محفوظ رہنی چاہیئے تھیں میں اس میں اس کے متعلق اور کچھ نہیں لکھوں گا۔
اس لئے کہ مجھے* غیب ملتی ہے کہ میں اپنے دل کی ساری* تیں کہہ
ڈالوں اور بہت سی دوسری* تیں بھی کہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ

اسی نوعیت کی ہوں جنہیں میں کاغذ پر لا نہیں چاہتا۔'' میں اسی خیال
سے کانپ اُٹھتا ہوں کہ آپ میری فطرت سے واقف ہیں کاش میں
اپنے دل کو اس سے دکھا سکتا تھا کہ آپ بہتر طر 3 سے میری روح کا
مشاہدہ کر سکیں۔''

ان خطوط میں اقبال اپنے بارے میں ایک مخصوص از کے اظہار اور اپنے غموں پر ایک خاص زاویے سے روشنی ڈالتے ہیں۔ اس میں جہاں بقولِ کسی 'خود آسودگی تھی وہاں مخاط سے داد طلبی اور اس سے وابستہ نفسی محرکات کو از نہیں کیا جا سکتا۔'' یہ بات یقیناً قابل لحاظ ہے کہ اقبال جب یورپ کے تین سالہ قیام کے بعد وطن لوٹے تو انہیں اس شدید تفاوت کا احساس ہوا جو لندن اور ہائیڈل برگ کی زندگی اور لاہور میں اقبالؒ کے گھر کی فضا میں پایا جاتا تھا اور انہیں رہ رہ کر یورپ کی گزری ہوئی صحبتوں کی یاد آتی تھی۔ 7، اپریل 1909ء کے خط میں عطیہ کو لکھتے ہیں۔

''چند روز ہونے دیں گے را کا خط آیا تھا۔ جب اُسے جواب
لکھوں گا تو وہ دن یاد کراؤں گا۔ جب آپ جرمنی میں تھیں افسوس
ہے کہ وہ دن اب ہمیشہ کے لیے گزر گئے۔''

پروفیسر محمد عثمان نے اپنے ایک مضمون حیاتِ اقبالؒ کا ایک جذباتی دور میں اقبال کی ذہنی کشمکش اور جذباتی آسودگی کے احساس کی بڑی معقول اور قابل فہم توجیہ کی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

''جب اقبال وطن واپس آئے تو وہ دوسرے کئی ہندوستانیوں کی
طرح وہاں سے کوئی نئی شادی کر کے کسی کو ساتھ تو نہیں لائے آئے
تھے لیکن وہ ایسا ذہن ضرور لائے تھے جو انہیں نئی شادی، نئی ازدواجی
زندگی پر مجبور کرے۔ یورپ سے واپس آنے والا اقبالؒ یورپ جانے

والے اقبال سے کئی اعتبار سے مختلف تھا۔ اُن کی آرزومندی، ارادوں کی پختگی اور حوصلوں کی بلندی تو وہی تھی، لیکن ان آرزؤں اور ارادوں کے پیچھے کام کرنے والا ذہن اور دوران میں اپنے ارتقاء کی کئی اور منزلیں طے کر چکا تھا۔ وہ وطنیت کے سیاسی تصور کی ہولناکیوں سے آگاہ ہو کر اسلام کے روحانی اور عمرانی %م کے قریب$ آ چکے تھے اور اب واپس آ کر انہیں اپنی شاعری کے لئے ا۔ نئی منزل ملّت اسلامیہ کی بیداری اور اسلامی قدروں کے احیاء کی منزل کا تعین کر* تھا پھر وہ ذاتی ز+ گی کے متعلق اپنے معاش اور معاشرت مستقبل کے متعلق بھی مختلف طر 3 سے سوچ رہے تھے۔ سرکاری 5 زمت کی نسبتاً آسان اور ہموار راہ چھوڑ کر انہیں وکا ۔۔ کا آزادانہ 1 جو پُر خار اور دشوار/ راراستہ اختیار کر* تھا۔ وطن واپس پہنچ کر چند عز ۔ وں اور دوستوں سے ملنے کے بعد انہوں نے پوری سنجیدگی کے ساتھ ان دونوں میدانوں میں اپنی ۔۔ ودوشروع کر دی لیکن جلد معلوم ہH! کہ ان کی سعی وتلاش اور شوق وجستجو کا ۔ گوشہ اور بھی ہے جسے وہÃ+ ازنہیں کر h اور یہ ان کی صنفی محبت اور گھر 9 ں ز+ گی کا گوشہ تھا۔ یورپ میں وہ عورت کے جن ذہنی اور تہذR اوصاف سے آشنا ہوئے تھے ان کو بھول جا* ازدواجی اور .* تی ز+ گی میں ان کی قدر و قیمت سے انکار کر* اب ان کے لئے ممکن نہ تھا انہیں یقیناً رہ رہ کر فراوg شل کی فلسفہ طرازی کی نکتہ آفرینی عطیہ فیضی کی حاضر دماغی

اور گزری ہوئی مصیبتوں اور بیتے ہوئے دنوں کی یاد آتی ہوگی۔ اور

اس کے مقابلے میں جب وہ اپنے گھر کی مالکہ اپنی رفیقہ حیات کو دیکھتے

ہوں گے جو افلاطون کے فلسفے اور حافظ کی شاعری پر گفتگو کرنا تو در کنار

غالباً ان کے نام سے بھی آشنا نہ تھیں تو ان کا دل خون ہو جاتا ہوگا۔

ان کی زندگی پر مایوسی اور اضطراب کے سیاہ بادل چھا جاتے ہوں گے

اور مستقبل پر اُن کے پختہ اعتقاد کی بنیادیں ہل جاتی ہوں گی۔''

اس سلسلے میں آگے بڑھنے سے پہلے علامہ اقبالؒ کی پہلی بیگم کی قرابت دار محترمہ بلقیس عابد علی کے اس مضمون سے درج ِ ذیل اقتباس برمحل ہوگا جو لیڈی اقبالؒ کے عنوان سے ہفت روزہ صادق لاہور بابت ۲۰، اپریل 1956ء کو شائع ہوا تھا۔ اقبالؒ کی پہلی بیگم کے بارے میں وہ لکھتی ہیں:۔

''اماں مرحوم بہت سیدھی اور نیک دل عورت تھیں۔ وہ اپنا نام لکھنے

کے سوا پڑھنا لکھنا بالکل نہ جانتی تھیں۔''

اس پس منظر میں اقبالؒ کے اس خط سے اقتباس دیکھئے جو انہوں نے 19، اپریل 1909ء کو یعنی یورپ سے واپسی کے کوئی آٹھ ماہ بعد عطیہ فیضی کو لکھا:۔

''بلا شبہ چند روز قبل میں نے علی گڑھ کے شعبۂ فلسفہ کی پروفیسری اور

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبۂ تاریخ کی صدارت قبول کرنے سے

انکار کر دیا ہے میں دراصل ملازمت میں پڑنا ہی نہیں چاہتا۔ میری

خواہش تو یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس ملک کو چھوڑ جاؤں۔ اس کی

وجہ آپ کو معلوم ہے مجھے صرف اس*۔ت نے روک رکھا ہے کہ میں اپنے بھائی کے احسا۔ت سے بے حد ز*۔ رہوں، میری ز+ گی نہا$ تلخ ہے۔ یہ لوگ میری بیوی کو ز. دستی میرے سر چپکا۔ چاہتے ہیں۔ میں نے والد ما. کو لکھ ڈ*ی ہے کہ انہیں میری شادی کر دینے کا کوئی حق حاصل نہ تھا خصوصاً. # کہ میں نے اس سے انکار کر ڈ*ی تھا میں بیوی کی کفا ۔ , ہر وقت آمادہ ہوں لیکن اسے* س رکھ کر اپنی ز+ گی کو عذاب بنانے کے لئے ہر/۔ تیار نہیں ہوں۔ ا۔ Ki ن ہونے کی حیثیت سے مجھے بھی مسرت کا حق حاصل ہے۔ اا/ معاشرۃ*ی فطرت میرے حق سے انکار کریں گے تو میں دونوں کے خلاف بغاوت کروں گا میرے لئے ا۔ ہی جاہ درگار ہے کہ میں اس+ بخت ملک کو ہمیشہ کے لئے خیر* د کہہ جاؤں*ی پھر شراب نوشی میں پناہ ڈھو+ وں کہ خودکشی کا مرحلہ آسان ہو جائے کتابوں کے یہ بے جان اور خشک بوسیدہ اوراق میرے لئے وجہ مسّرت نہیں بن h ۔ میری روح کی گہرائیوں میں اس قدر آگ بھری ہے کہ میں ان کتابوں کو اوران کتابوں کے ساتھ سماجی رسم ورڈ*ا ت کو بھی جلا کر خاکستر بنا سکتا ہوں۔''

اتنا ہی نہیں بلکہ اس دور میں : ائے خیر, ان کا ایمان بھی متزلزل ہو H ی تھا۔

'' آپ کہتی ہیں کہ د * کو ا۔ : ائے خیر نے پیدا کیا ہے۔
ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن ز+ گی کے حقائق تو کسی اور ہی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ عقل ِ Ki نی کی رو سے دیکھا جائے تو ۔ دان

کی نسبت ا یـ # ی قا درِ مطلق اہرمن ,پ ایمان لا* *ٔ یـ دہ آ سان Ã

آ* ہے۔''

از دواجی ز# گی کی یۂ آ سوHیں پہلی بیوی سے مستقلاً کنارہ کشی ,پ منتج ہوئی اوراس آ سودگی کے حصول کے لئے اقبالؔ کو دو اور شا*یں کر* ,پڑیں۔ یہ شا*یں 1913 *یـ 1914 ء میں ہو N ۔عبدالمجید سالک نے ان شادیوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے یہ 1913 ء کا واقعہ ہے جبکہ ,پ وفیسر رفیع الدین ہاشمی نے ان کا ذکر 1914 ء کے تحت کیا ہے۔ بہر حال ان شادیوں کے بعد اقبال مرزا جلال الدین سے* .لکل مطمئن تھے اوراپنے آپ کو .A الفردوس میں خیال کرتے تھے یہاں یہ* .ت واضح کر دینی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اقبالؔ کا ذہنی اضطراب محض ازدواجی ز# گی کی* خوشگواری ہی سے نہ تھا۔ایسا کہنا حقائق کی حد سے *یـ دہ سادہ تعبیر ہوگی' حقیقت یہ ہے کہ *لزل ذہنی اور کرب عطیہ فیضی کے* م خطوط میں ملتا ہے' خاص طور ,پ متذکرہ* .لا خط میں اس کے لیے محض ازدواجی تلخی کو ذمہ دار ٹھہرا* صحیح نہیں ہے۔اس کے پیچھے بعض پیچیدہ عناصر اوران کی آو ,ش اورکش مکش کرم فرما تھی۔ یہ کشمکش وقت گز رنے کے ساتھ ساتھ مدھم ,پڑ گئی ۔اس میں اس خوداعتمادی اورتوازن پسندی نے ان کی مدد کی جو اقبالؔ کے مزاج اورشخصیت کی شان تھی۔ان کے مزاج کی اسی توازن پسندی اور خوداعتمادی نے انہیں احساسِ* مرادی اور محرومی کی تلخیوں سے بچا کر ان میں ا یـ طرح کی دلسوزی اور دردمندی پیدا کی جو اپنے سوز وگداز کے* .وجود صحت مند تھی۔اور پھر یہ بھی ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ انہوں نے عشقِ رسول' عشقِ ملّت' عشق Ki M اور عشقِ* .ری تعالیٰ کی تمام ضروری اور حیات بخش منزلیں طے کیں اوران کا قلب ان تمام لطیف اور* زک کیفیات سے آشنا ہوا جنہیں بجا طور ,پ Ki M کی ا یـ معراج قرار *یـ جا سکتا ہے۔''

اقبالؔ اورعطیہ بیگم کی خط وکتا.$ 26 سال کے عرصے ,پ محیط ہے۔ پہلا خط کیمبرج سے

1907ء میں لکھا H ہے اور آ ی خط لاہور سے 1933ء میں ۔تعلقات کی نوعیت کا جو ازہ ان خطوط سے ہو ہے ان کے پیشِ Ã یہ ورکر مشکل ہو ہے کہ اقبالؔ نے صرف یہی دس ۱۰ خط لکھے ہوں گے ۔کہیں ایسا تو نہیں کہ عطیہ بیگم کے م خط مصلحت کی رہ گئے ہوں ۔دوسرے یہ کہ سوائے ا- کے یہ سبھی خط 1911ء ہی لکھے گئے ہیں ۔بہر حال عطیہ فیضی نے اقبال کے یہ چند خطوط شائع کر کے اقبال کے قار پ احسان کیا ہے کہ ان سے بھی ی حد اقبالؔ کی شخصیت کے کچھ اہم گوشوں پ روشنی پڑتی ہے ۔ذیل میں ان خطوط سے چند اقتباسات دیتے جاتے ہیں کہ بقولِ کسے ''شراب جام بلور کے ہر بھی عکسِ ر ہونے لگتے ہے۔

''افسوس ہے مجھے دوسروں کی خاطر آپ کے لطفِ صحبت سے محروم ہو پڑھ رہا ہے۔''

''5مت مہ کے لئے جس سے میں بے حد لذّت وز ہوا سر پ سپاس ہوں ۔ا- دو کی 5مت سے ی دہ لطف کسی دوسری چیز میں نہیں ۔''

''شومیِ قسمت سے میں اپنے تعلقِ خاطر کے اظہار واعلان کا عادی نہیں لیکن اسی عدمِ اظہار کی و میرے تعلقِ خاطر میں ا- گہرائی اور اَم جوشی پ ئی جاتی ہے 1 د یہ سمجھتی ہے کہ میں ا- بے حس K ن ہوں۔''

''مجھے یشہ ہے کہ آپ میری نیّت اور میرے عمل کے متعلق ا- افسوس ک غلط فہمی میں مبتلا ہیں اس کا ارک بلا 5قات ممکن نہیں ۔ میں محسوس کر ہوں کہ ہمارے تعلقات کے پیشِ Ã اب ہماری 5قات لا ہو چکی ہے لہٰذا میں اس کے لئے ضرور وقت نکالوں گا۔''

''ان دنوں کی دمیں جو M چکے ہیں 1 جن کی دمیرے قلب میں

۔ زہ ہے'' آپ جا : ہیں کہ میں آپ سے کوئی۔ت چھپا*۔ نہیں ایسا

کر*H۔ ہ سمجھتا ہوں ۔''

'' آپ کی خواہشات کا احترام میں نے ہمیشہ ملحوظ Ã رکھا ہے۔''

ممنو M کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو*۔' آپ کی مسّرت ہی میرا صلہ ہے۔''

یہ اقتباسات منہ بولتی تصو یں ہیں ۔انہیں پڑھ کر اور کچھ تو نہیں لیکن اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اقبالؒ اور عطیہ فیضی ا۔ دوسرے کے قری$ تھے*۔ ہم چند اقتباسات اور 5 حظہ کیجئے :۔

''غزل کو مجموعہ جلد شائع کرنے کا آرزومند ہوں یہ مجموعہ ہندوستان

میں طبع ہوگا،. منی میں جلد بندھے گی اور ا۔ ''ہندوستانی خاتون

کے*۔م سے فخرِ اO ب حاصل کرے گا۔''

(13،جنوری 1909ء) یہاں اقبالؒ نے خاتون کو Qualify کیا ہے

''لیکن مجھ میں اب شاعری کے لئے کوئی ولولہ*۔قی نہیں رہا۔ایسا محسوس کر*۔ ہوں کسی نے میری شاعری کا گلا گھو$ ۔ یہ ہے اور میں محروم تخیل کر*H ہوں۔''(7 ،اپ یل 1910ء)

یہ کون تھا جس نے اقبالؒ کی شاعری کا گلا گھو$ ۔ یا تھا۔اس کی وضا # میں ا۔ اور خط میں ہے یہاں لگتا ہے کہ اقبالؒ کا قلم ضبط و احتیاط کی*۔ بندیوں کے خلاف کم از کم ا۔*۔ر بغاوت کرH ہے:۔

''ابھی چند روز ہوئے مجھے ا۔ اطالوی شہزادی کا خط*۔ یا تھا

جس میں اس نے میری چند نظمیں معہ انگر۔ ی*۔ جمہ کے طلب

کی تھیں لیکن شاعری کے لئے میرے دل میں کوئی ولولہ موجود نہیں

اور اس کی ذمہ داری آپ پر عاH ہوتی ہے۔''[1]

اس کی بعد اب مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی معاملہ بالکل واضح ہے۔اقبال کے ایک قریبی دوست مولانا گرامی نے ان کے بارے میں کہا ہے

پیغمبری کرد پیمبر نتواں گفت

بھلے ہی اقبالؔ کو پیغمبر نہ کہا جائے ہو لیکن اقبالؔ کی شخصیت کے کچھ ایسے انسانی پہلوؤں پر ایسے دبیز پردے ڈال رکھے ہیں کہ ان کی شخصیت کا مکمل عرفان قریب قریب ناممکن سا بن گیا ہے اور یہ پردے اٹھاتے ہوئے لہجے میں خواہ مخواہ اعتذار کا رنگ اور دلائل میں ایک دفاعی انداز پیدا ہو جاتا ہے۔

جن دنوں اقبالؔ حصولِ تعلیم کے سلسلے میں یورپ میں تھے تو ہائیڈل برگ ، منی میں جہاں کچھ وقت کے لئے انہوں نے اپنے تحقیقی مقالے پر کام کیا ان کا واسطہ کئی اساتذہ سے پڑا۔ان میں سے دو خواتین مس ویگنا سٹ اور مس سینے شل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ان دونوں کے ساتھ اقبالؔ کے خاصے دوستانہ تعلقات تھے' ویسے بھی ہائیڈل برگ کی یونیورسٹی میں اساتذہ اور طلباء میں آپس میں خاصی بے تکلفی ہوا کرتی تھی۔اقبالؔ کا قیام ہائیڈل برگ میں اوائل جولائی 1907ء سے اوائل اکتوبر 1907ء تک یعنی تقریباً تین ماہ کا رہا۔اس دوران میں اقبالؔ جرمن زبان سیکھ رہے تھے اور اس سلسلے میں مس ویگنا سٹ اُن کی استاد تھیں مس ایما ویگنا سٹ کا تذکرہ سب سے پہلے عطیہ فیضی نے اپنی کتاب "Iqbal`s Letters to Attiya Begum" میں کیا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ مس ویگنا سٹ ایک خوبصورت اور جوان خاتون تھیں اور حد درجہ ذہین اور یہ کہ اقبال اس سے خاصے متاثر تھے اور اسے بہت پسند کرتے تھے۔عطیہ بیگم فیضی کے نام ایک خط میں اس کے بارے میں اقبال ایک جگہ لکھتے ہیں ''میرے پاس آپ کی دوست لڑکی ویگنا سٹ کا خط آیا تھا میں اس لڑکی کو بے حد پسند کرتا ہوں وہ کتنی اچھی اور سچی ہے۔ (اقبال از عطیہ بیگم ص 37) اقبالؔ ... اوائل

اکتو. 1909 ء میں . منی سے لندن واپس آئے تو مس ایما ویگنا ۔۔ سے ان کی مراسلت کا آغاز ہوا۔اور یہ سلسلہ 1933ء۔۔ جاری رہا۔ابھی۔۔ مس ویگنا ۔۔ کے* م اقبالؔ کا صرف ا ۔ خط شائع ہوا تھا جو لندن سے 12،نومبر 1907ء کا لکھا ہوا ہے۔یہ خط ا ۔ پو ٹ کارڈ پر لکھا H ا ہے اور بہت ہی مختصر ہے۔اس کا عکس فقیر وحید الدین کی کتاب ''اقبال ان پکچرس'' میں شائع ہوا۔روحِ مکا M ِ اقبال میں بھی یہ خط شامل ہے۔خط کی عبارت اس طرح ہے۔

'' مجھے آپ کا خط مل H ا ہے لیکن میں ابھی ۔۔ جم کر نہیں بیٹھ سکا ہوں' ٹھہر کر لکھوں گا۔''

''دلی نیک تمنا N ۔اقبالؔ''

اس خط سے بھی اس* ت کی شہادت ملتی ہے کہ ان دونوں کے درمیان مراسلت اور مکا M کا سلسلہ تھا لیکن ابھی ۔۔ متذکرہ* لا خط کے علاوہ اور کوئی خط د7 ب نہیں ہو سکا تھا لیکن اب مس ویگنا ۔۔ کے* م اقبال کے مز ی 26 خط مل چکے ہیں اور اس طرح سے ان مکا M کی تعداد 27 ہو جاتی ہے۔ان میں سے کچھ خطوط . من* ن میں لکھے گئے ہیں اور* قی انگر ی میں یہ خطوط اردو ت جمے کی صورت میں پہلی* ر مئی 1983 ء کے ماہنامۂ افکار کراچی میں شائع ہوئے ہیں۔

ان خطوط کے* رے میں ڈاکٹر سعید اختر درّانی جنہوں نے ان خطوط کا ت جمہ کر* ی اور انہیں ''افکار'' میں شائع کرانے کا اہتمام کیا پس منظر کے طور پر ا ۔ تعارفی نوٹ بھی لکھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ان خطوط کو جناب ممتاز حسن مرحوم اور جناب امان اللہ ہو بو ہم نے 1959 ء کے دوران کھوج نکالا تھا۔اس دورے میں اگر چہ ان حضرات کی 5 قات مس ویگنا ۔۔ سے نہیں ہو سکی تھی* ہم ممتاز حسن مرحوم نے مس ویگنا ۔۔ کے ساتھ خط و کتا $ کی جس کے نتیجے میں خاتون موصوفہ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل یعنی 1960ء کی دہائی کے اوائل میں اپنے* م اقبالؔ کے

سارے خطوط* پ کستان . من فورم کے حوالے کر دئے لیکن کسی وجہ سے یہ خطوط ابھی -- شائع نہیں ہو سکے ۔ ممتاز حسن مرحوم نے اس مجموعہ خطوط کی ا ۔ مکمل فوٹو کا پی امان اللہ ہو بوہم کے سپرد کر دی تھی ۔ چنانچہ موجود دہ" جمہ اسی > سے کیاHا ہے ۔ امان اللہ ہو بوہم نے یہ: شہ ظاہر کیا ہے کہ پچھلے بیس ۲۰. س کے دوران میں ممکن ہے کچھ خطوط کی فوٹو کا پیاں گُم ہوگئی ہوں کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ خطوط کی کل تعداد تقریباً چالیس ۴۰ تھی اور اس کے علاوہ کچھ تصاو یہ بھی تھیں ۔ ان خطوط کی اطلاع ڈاکٹر سعید اختر دُرّانی کو 1968ء میں ہوئی چناں چہ اس* . رے میں وہ لکھتے ہیں: ۔

''ان خطوط کی موجودگی کی اطلاع مجھے پہلے پہل 1968ء میں ہوئی . # میرے ا ۔ /. ن کیپٹن کرنل اسد دُرّانی نے جو. منی میں اُن دنوں ا ۔ اسٹاف کورس کر رہے تھے، . مگھم میں ا ۔ 5 قات کے دوان مجھے بتا* یہ کہ . منی میں وہ ا ۔ نومسلم جناب ہر. ٹ جناب امان اللہ ہو بوہم سے کئی دفعہ مل چکے ہیں اس سے پہلے* پ کستان . من فورم کے ساتھ وابستہ تھے اور اب . منی میں آنے والے* پ کستانی فوج کے افسروں کے ساتھ کسی سرکاری ادارے (غالبًا . من ز* . ن کی تعلیم کے لئے) سے وابستہ تھے ۔ ۔ ۔ کرنل اسد دُرّنی نے مجھے بتا* یہ کہ جناب ہو بوہم کے* پ س علاّمہ اقبالؔ کے چند خطوط موجود ہیں انہیں نے اپنی . من استانی کے* . م لکھے تھے ۔''ا

امان اللہ ہو بوہم سے یہ خطوط ڈاکٹر سعید اختر دُرّنی 1986ء میں لندن میں ملے اور انہوں نے اپنی بیٹی کی مدد سے ان کی تہذ $ وتصحیح کی اور اردو میں" جمہ کیا ۔

اقبالؔ کی . من دانی* . لکل واجبی تھی ۔ انہوں نے صرف چار* پ نچ مہینے اس ز* . ن کے سیکھنے

میں صرف کیئے تھے اور جیسا کہ خطوط سے بھی ظاہر ہے . من *ٔ. ن میں اُن کی استعداد بہت مبتدٔ* یہ نہ تھی اور اس *ٔ. ت کا خود انہیں بھی شدّت سے احساس تھا اور اس *ٔ. ت کا اظہار اقبالؔ نے *ٔ. *ٔ. ر اپنے ان خطوط میں کیا ہے جو انہوں نے . من *ٔ. ن میں مس ویگنا ے کو لکھے ہیں۔ اپنے پہلے ہی خط میں جو انہوں نے . منی سے 16، اکتو. 1907ء کو لکھا اس *ٔ. ت کا افسوس کرتے ہیں کہ *ٔ. ن کی محدو واقفیت کے *. ؔ وہ اپنے خیالات اور . *. ت کا کما حقہ اظہار نہیں کر *پ ئے ہیں ۔ لکھتے ہیں:۔

''اگر میرے خطوط مختصر ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ میرے *ٔ پ س لکھنے کو کچھ نہیں ہے بلکہ یہ میرا ذریعہ اظہار *ٔ قص ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اپنی ٹوٹی پھوٹی . من سے آپ کی طبیعت ٔ اب کروں لیکن یہ رکاوٹ آپ کے لئے موجود نہیں۔ جنانچہ مجھے آپ سے مکمل اظہار کی امید ہے۔''[1]

ا- دوسرے خط میں بھی (مورخہ 2، دسمبر 1907ء) . من *ٔ. ن میں اپنی عجز بیانی پہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔

''یہ. ڑے افسوس کی *ٔ. ت ہے کہ میں اپنی . من بھول H گیا ہوں۔ میں بہت مصروف تھا۔ اور *ٔ ی دہ نہ سیکھ سکا۔ آپ انگر. ی ی کیوں نہیں سیکھ لیتیں۔ میرے لئے آپ کو لکھنا اور اپنے دل کی *. ت کہنا بہت آسان ہو جائے گا۔''[2]

اسی طرح سے انہوں نے تقریباً ہر اس خط میں جو انہوں نے . من *ٔ. ن میں لکھا ہے اس *ٔ. ن میں اپنے عجز اظہار کا ذکر کیا ہے اور مس ویگنا ے کو انگر. ی ی *ٔ. ن سیکھنے کی *ٔ غیب دی ہے بہر حال ۴، جولائی 1912ء-- اقبالؔ نے انہیں . من *ٔ. ن میں ہی خط لکھے اور اس کے بعد *ٔ. قی

سارے خط انگر,یزی میں لکھے گئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان خطوط میں عجز بیانی اب*.قی نہیں رہی
ہے جس کے اقبالؒ شا کی تھے۔ چنانچہ یہ خطوط نسبتاً تفصیلی ہیں۔

اقبالؒ کے مکاتیM کے مطالعہ سے جوانہوں نے عطیہ بیگم اور مس ویگنا -- کے*. م لکھے
ہیں، یہ*.ت*. لکل واضح ہو جاتی ہے کہ اقبال ان دو خواتین سے اس قدر متا؛ تھے کہ انہیں اپنا
دو -- اور رفیق شمار کرتے تھے۔ اور اُن کی موجودگی میں اقبالؒ کی شگفتگی طبع؛+ لہÉ کا بھرپور اظہار
ہو+ تھا۔ عطیہ بیگم فیضی نے ایسے کئی واقعات > کئے ہیں جن سے اس*.ت میں کسی قسم شک وشبہ
*.قی نہیں رہتا۔

مس ویگنا -- کے*. م خطوط کے مطالعے سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ اقبال
ویگنا -- سے بے حد متا؛ تھے اور تین چار ماہ کے مختصر عرصے میں ہی دونوں میں ا ی- خاص طرح
کی ذہنی رفاقت پیدا ہو چکی تھی۔ اقبال .# . منی سے واپس لندن آتے ہیں تو انہیں مس ویگنا --
کی . ائی بُری طرح کھلتی ہے اور اپنے ۲، دسمبر 1907ء کے خط میں لکھتے ہیں:، (اذکار، کراچی
مئی 1983ء ص۲۳)

''میں ز*یدہ لکھا کہہ نہیں سکتا۔ آپ تصور کر سکتی ہیں کہ میری روح
میں کیا ہے۔ میری بہت,ڑی خواہش یہ ہے کہ میں د*و.رہ آپ سے
*.ت کر سکوں اور آپ کو دیکھ سکوں لیکن میں نہیں جا, کہ کیا کروں جو
شخص آپ سے دوستی کر چکا ہو اس کے لیے ممکن نہیں کہ آپ کے بغیر وہ
جی سکے،. اِ کرم میں نے جو لکھا ہے اس کے لئے مجھے معاف فرمایئے
میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس قسم کے اظہارِ.*.ت کو پسند نہیں کرتیں۔''

اس خط کا آ ی جملہ بھی خاصا معنی خیز ہے اور شکا$ کا یہ+ از بھی تعلقات کی گہرائی,پ ہے

''. اِہ کرم جلد لکھئے اور . کچھ یہ اچھا نہیں ہے کہ کسی کا کچھ بگاڑا جائے

جو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ* ۔''

مس ویگنا - نے اپنی دو تصو یریں اقبال کو بھیجیں تو اقبالؔ نے ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا:۔

''میں آپ کی تصاو یر کے لئے ہزار گونہ شکریہ ادا کر* ہوں، جو کل

شام مجھے موصول ہو N ۔ یہ آپ کی بڑی کرم فرمائی ہے ۔

دونوں تصو یریں بڑی خوبصورت ہیں اور وہ ہمیشہ میرے

مطالعے کے کمرے میں میری میز پر رہیں گی لیکن یہ مت* ور کیجئے

کہ وہ صرف کاغذ ہی پر نقش ہیں بلکہ وہ میرے دل میں بھی محفوظ ہیں

اور* حیات وہیں پر رہیں گی ۔''

ان خطوط کے مطالعہ سے خاص طور پر ابتدائی دور کے خطوط سے یہ* ت* لکل صاف ہو جاتی ہے کہ مسو یگنا - کے تئیں اقبالؔ کے .* ت خاصے شد± تھے اور ان کا دل ہمہ وقت مس ویگنا - کے خوبصورت خیالات اور ہائیڈل . گ میں اس کی قر.$ میں گذرے ہوئے لمحات کی* دسے معمور رہتا تھا ۔ چنا چہ ان مکا"M میں اقبالؔ کے متفرق خطوط سے یہ اقتباسات اس* ت کا ثبوت ہیں:۔

''میں ہمیشہ آپ کے* رے میں سوچتا رہتا ہوں اور میرا

دل ہمیشہ بڑے خوبصورت خیالوں سے معمور رہتا ہے ۔۔

ا- شرارے سے ا- شعلہ اٹھتا ہے اور ا- شعلے سے بڑا

الاؤ روشن ہو جا* ہے لیکن آپ تغافل کیش ہیں غفلت شعار

ہیں آپ جو جی میں آئے کیجئے میں* لکل کچھ نہ کہوں گا اور ہمیشہ

صاہ وشا کر رہوں گا۔''۲؎

یہ جملے اوران جملوں کا ۔ ولہجہ ہمیں مانوس سا لگتا ہے۔اس لئے کہ یہ غزل کی *ۃ ن ہے اورغزل کے عاشق کا لہجہ معلوم ہوٹ ہے۔آ گے کا اقتباس دیکھئے:۔

''آپ کی تصو یہ میزپہ رکھی ہے اور ہمیشہ مجھے ان سہانے دنوں کی *یہ دد لاتی ہے جو میں نے آپ کے ساتھ اَ ارے تھے۔''

''۔ اہِ کرم جلد لکھئے اور مجھے بتائیے کہ آپ کیا کر رہی اور سوچ رہی ہیں۔آپ میرے خط کا انتظار کیوں کرتی ہیں۔۔۔یہ میری بہت ,ڑی تمنّا ہے کہ میں ہندوستان لوٹنے سے پہلے آپ سے5 قات کر سکوں' بے رحم نہ W۔پلیز جلد خط لکھئے اور تمام احوال بتائیے، میرا جسم یہاں ہے میرے خیالات . منی میں ہیں۔آج کل بہار کا موسم ہے۔سورج مسکرا رہا ہے لیکن میرا دل غمگین ہے۔میرے دلِ غمگین میں آپ کے لئے,ڑی خوبصورت سوچیں ہیں۔اور یہ خاموشی سے ایہ کے بعد ایہ آپ کی طرف روانہ ہوتی ہیں۔''۲؎

اقبالؒ کسی وجہ سے ہندوستان آنے سے پہلے مس ویگنا ۔ سے نہ مل سکے۔وہ پیرس ہوتے ہوئے ہندوستان چلے آئے اوراس سلسلے میں ایہ خط میں جوانہوں نے سیالکوٹ سے ۳، ستمبر 1908ء کو لکھا افسوس کا اظہار کیا۔خط و کتا$ کا سلسلہ ہندوستان آ کر بھی جاری رہا۔ چنانچہ 11، جنوری 1908ء کو اقبال نے لاہور سے مس ویگنا ۔ کو جو خط لکھا اس میں علاوہ اور *۔ توں کے یہ بھی لکھا کہ:۔

''۔ اہِ کرم اپنے دو ۔ کو مت بھولیئے جو آپ کو ہمیشہ اپنے دل

میں رr ہے اور جو آپ کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ ہائیڈل,. گ
میں میرا قیام ا یـ خوبصورت خواب سا لگتا ہے اور میں اس
خواب کو دہر* چاہتا ہوں۔کیا یہ ممکن ہے؟ آپ خوب جا : ہیں۔‘‘

اقبالؒ نے بیشتر خطوط میں . منی اور خاص طور,پ ہائیڈل,. گ آنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ان دنوں بھی . # وہ لندن میں تھے اور پھر ہندوستان واپس آ کر بھی۔ پہلی . # عظیم کے دوران خطوط کے تبادلہ کا سلسلہ منقطع ہH ۔یہی وجہ ہے کہ 1914ء کے بعد اقبالؒ کا جو خط ویگنا ۔ کے م ملتا وہ 1919ء کا ہے یہاں یہ . ت ملحوظِÃ رہے کہ . # ا/ 1918ء میں ہی ختم ہوئی* ہم انگلستان اور . منی میں صلح . مے,پ دستخط 28، جون 1919ء کو ہوئے۔اس کے بعد اگلا خط 1931ء کا ہے اور یہ لندن سے لکھاH ہے۔اقبال . # دوسری گول میز کا / نس میں شمولیت کے لئے لندن گئے تو انہیں ویگنا ۔ کا پتہ معلوم ہوا اور انہوں نے ویگنا ۔ کے م خط لکھا جس میں اس* . ت کا ذکر کیا کہ وہ واپسی,پ . منی آ کر ان سے مل لیں گے لیکن کچھ دنوں کے بعد انہیں ویگنا ۔ سے معذرت کر* ,پڑی کہ اب کی* . روہ . منی نہ آسکیں گے۔اسی طرح . # اقبالؒ 1932ء کے اوا " میں تیسری گول میز کا / نس کے سلسلے میں ا یـ* . ر پھر لندن گئے تو وہاں سے انہوں نے پھر ویگنا ۔ کو لکھا وہ . منی آ کر ان سے مل لیں گے لیکن اس دفعہ بھی حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ وہ* . وجود خواہش کے نہ جا سکے اس دفعہ انہوں نے ٹکٹ بھی + ے تھے جو انہیں منسوخ کرانے,پڑے۔

’’میں جنوبی ہسپا 5 کے دورے کے بعد آج میڈرڈ واپس
پہنچا ہوں۔افسوس کہ میرے لئے اس مرتبہ ہائیڈل,. گ*
*. ممکن ہوگا۔ مجھے وہ سارے ٹکٹ منسوخ کرنے,پڑے جو میں

نے لندن میں ٖ + ے تھے۔ا

یہ اقبالؔ کا آ ٰ ی یورپ کا سفر تھا۔اس کے بعد اَ چہ انہیں لارڈ لوتھین کی طرف سے آکسفورڈ یونیورسٹی میں Lecture دینے کی دعوت ملی تھی جو اقبالؔ نے قبول کی تھی بلکہ اس سلسلے میں لیکچر کے لئے مواد وغیرہ بھی اکٹھا کیا تھا لیکن صحت کی مسلسل ٖ ابی کے* (وہ یہ لیکچر نہ دے سکے اور اس طرح سے اکتو 1907ء کے بعد وہ ز د - خواہش کے* وجود ؤ رہ منی جا کر مس ویگنا - سے نہ مل سکے۔

ان خطوط میں نہ علمی مبا # ہیں اور نہ فلسفیانہ مسائل، نہ مذہبی فکر ہے یہ سیدھے سادے خط ہیں جن کے ا- ا- لفظ سے محبت اور خلوص ٹپکتا ہے۔ یہ ایسی ہستی کے م لکھے گئے ہیں جسے اقبالؔ اپنا دو - اور مخلص ہمنوا سمجھتے تھے جس کے ساتھ اَ ارے ہوئے کچھ وقت کی خوبصورت * دیں وہ آخیر- اپنے g سے لگائے رہے۔ویگنا - کی ذات میں اقبال نے وہ رفیق، ہم خیال اور مخلص دو - دیکھا جس کی تمنّا ہرK ن کو عموماً اور فن کار کو خصوصاً رہتی ہے۔اس کو وہ ہمنوا سمجھتے تھے۔اقبالؔ W لمحوں کا # ذکر کرتے ہیں تو ان کے لہجے میں کس قدر حسرت ہوتی ہے۔

''مجھے وہ وقت بخوبی* دہے۔# میں نے گوئٹے کی شاعری
آپ کے ساتھ پڑھی اور مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی وہ اچھے
دن* دہوں گے۔# ہم روحانی طور سے ا- دوسرے کے
اس قدر قری$ تھے اور میں محسوس کر* ہوں کہ اب ہم بھی ا-
دوسرے کے قری$ ہیں۔''

''اگلے روز میں ہا I کا مطالعہ کر رہا تھا اور مجھے وہ پر مسرت دن* د
آ گئے۔# ہائیڈل گ میں محترمہ پر وفیسر صاحبہ کے یہاں ہم

دونوں اس کو ا یـ ساتھ پڑھا کرتے تھے۔''

یہ اقتباس 1913ء کے خط سے تھا 1931ء میں بھی یہ* یـ دیں ان کے دل میں* زہ تھیں اور ان* یـ دوں کو* زہ کرنے کے وہ 3/4 خواہش مند تھے۔ 20، اکتو. 1931ء کے خط میں لکھتے ہیں:۔

''مجھے اب۔ دز* یـ ئے نیکر* یـ د ہے جس کے کنارے پر ہم
دونوں ایـ ساتھ گھوما کرتے تھے۔۔ مجھے یہ کہنے کی* . لکل
ضرورت نہیں کہ میری بی. ڑی آرزو ہے کہ میں پھر آپ سے
ملوں اور ان پُرمسرت دنوں کی* یـ دیں* زہ کروں جو افسوس
کہ اب ہمیشہ کے لئے/. رچکے ہیں۔''۳۳

ان مکا M کے کچھ حصے ایسے ہیں جن سے افسردگی، حرماں اور احساس تنہائی کا اظہار ہو* ہے اور اس معاملے میں مجموعی طور پر ان مکا M کی کیفیت* . لکل ویسی ہی ہے جیسی کہ عطیہ بیگم فیضی کے* . م خطوط کی ہے۔ دونوں میں بڑی مماثلت ہے اور دونوں مکتوب الیہم کے* . م خطوط کی بیشتر تعداد تقریباً ایـ ہی دور سے تعلق رb ہے۔ اور دونوں کے* . م خطوط میں پُر جوش احساس اور تنہائی کا اظہار ہوا ہے، مس ویگنا ۔ کے* . م خط کا یہ اقتباس 5 حظہ کیجئے جس کے ایـ ایـ لفظ سے حرمان و تنہائی کا احساس .) ہے۔

''میرے یہ کہنے کی شا+ ضرورت نہیں ہے کہ ان تمام. سوں
میں نے آپ کو کبھی فراموش نہیں کیا اور میرے دل میں ہمیشہ یہ
تمنّا+ ہ رہی ہے کہ میں دو*. رہ آپ سے ملوں گا لیکن جیسا کہ بخت
تیرہ کو منظور تھا اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ان دنوں کی* یـ د . # ہم

گوئٹے کا ’فاو ٹ ‘ ای- ساتھ ,پ ڑھا کرتے تھے ہمیشہ ای- غم انگیز
مسرت کیساتھ میرے دل میں آتی رہتی ہے۔ آپ چاہتی ہیں کہ
میں آپ کو بتاؤں کہ کہ ان تمام ,. سوں کے دوران میں کیا کر* اور
سوچتا ہوں تو ģ ۔ میں نے بہت کچھ لکھا ہے اور وہ تمام چیزیں
جو میں نے بطورِ شاعری اور فلسفے کے لکھی ہیں، وہ میں نے شائع کر دی
ہیں* ہم میرے ذہن نے ہمیشہ ای- کمی سی محسوس کی ہے اور خود کو
اپنے ان ہندی/ دونواح میں تنہا سا* ی ہے۔ جوں جوں میری عمر
,. ڈھ رہی ہے اس تنہائی کا احساس بھی فزوں ` ہو* جا* ہے لیکن
سوائے تسلیم ورضا کے ہمارے لئے اور کوئی چارہ نہیں اور میں نے
بھی پوری تسکین دل کے ساتھ اپنی قسمت کو قبول کیا ہے۔‘‘ [۱]

یہ خط اس دور کا نہیں ہے . # اقبالؔ ذہنی طور ,پ ای- جوش بھرے دور سے/ ۰ رر ہے تھے اور جو دور تعلیم سے فرا ۰ (*پ نے کے بعد یورپ سے واپسی ,پ شروع ہو* ہے اور تقریباً 1012ء -- جاری رہتا ہے جس دور میں کبھی وہ خودکشی کی سوچتے ہیں، کبھی ہجرت کی اور کبھی شراب سے رجوع کرنے کی۔ یہ خط جنوری 1932ء کا ہے۔ . # اقبالؔ شاعر اور مفکر کی حیثیت سے برِ صغیر میں . سے ز* دہ قد آور شخصیت کے طور ,پ مصروف تھے اور . # ان کی بیشتر کتابیں Ä و کی شائع ہو چکی تھیں اور بحیثیت مجموعی ای- آسودہ حال ز+ گی/ ۰ ار رہے تھے۔ اقبالؔ نے اس خط کے لکھنے سے بہت پہلے اپنے احساس حرماں کا # ازہ کر لیا تھا، گو تنہائی کا نہ صرف احساس ساری ز+ گی* . قی رہا بلکہ فزوں ` ہو* رہا* ہم اس طرح کے احساسات کی انہوں نے شعوری طور ,پ تہذ $ کی تھی اور اس طرح سے اپنے احساس حرماں اور احساسِ تنہائی میں بھی ای- خاص کیفیت پیدا کی تھی، جسے K طِ

غم انگیز کا* م* جا سکتا ہے اس کیفیت میں کسک، تپش، سوز و ساز اور تسکین واضطراب ای ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ غا " نے اسی کیفیت کے* رے میں کہا ہے:۔

مرد آں کہ در ہجوم تمنّا شود ہلاک!

از رشک فتنۂ کہ بہ دز* شود ہلاک

اس کیفیت کے حامل اشعار کی تلاش کلامِ اقبال میں ای دلچسپ موضوع ہوسکتا ہے اور اس طرح کے اشعار اقبالؒ کی شاعری میں جا بجا Ã آ N گے جہاں* کا می ہی کو محبت کا معیار قرار * یہ ہے۔

شروع میں اس* ت کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے کہ اقبالؒ ہندوستان کی سیا ت اور خاص طور مسلمانوں کی سیا ت سے دلچسپی ر p تھے بلکہ بعد میں عملاً بھی اس سے وابستہ تھے۔ ابتدا میں اقبالؒ سیا ت سے بیزار تھے۔

یہ عقدہ ہائے سیا ت تجھے مبارک ہو

کہ فیضِ عشق سے* خن مرا ہے سینہ اش

لیکن بعد میں دوستوں اور عقیدت مندوں کے اصرار اپنے فیصلہ Ã* نی کی اور سیاسی مسائل اور معا5ت میں دلچسپی ": شروع کی، چنانچہ انہوں نے پنجاب لی جسلیٹیو کو ± کے انتخا ت میں حصّہ لیا اور منتخب ہو گئے۔ اصل میں 1923ء سے ہی بلکہ اس سے پہلے بھی اقبال زور ڈالا جا رہا تھا کہ وہ عملی سیا ت کے میدان میں آ N، چنانچہ اسلسلے میں 25، مئی 1923ء کو اقبال نے خان محمد * زالدین خان کو لکھا:۔

''مجھ سے بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ لاہور کی کو± میں رہوں

لیکن اور امیدوار بھی ہیں اور میں یہ* ت خلافِ ا« ف تصّور

کرتا ہوں کہ ان سے کہوں کہ تم میری خاطر امیدواری سے کنارہ

کش ہو جاؤ۔ وعدہ امداد کے لئے شکر گزار رہوں، غالباً میں کھڑا

نہ ہوں گا۔ ہاں اگر لاہور کے لوگوں نے مجبور کیا تو یہ بوجھ سر پر اُٹھانا ہو گا۔''[۱]

ایک مہینے کے بعد انہیں پھر لکھتے ہیں:۔

''شاید آپ نے کسی گذشتہ خط میں مجھ سے کونسل کی اُمیدواری کے

متعلق دریافت کیا تھا' سو عرض ہے کہ لاہور کے مسلمانوں نے مجھ

سے بہت کہا، میں نے انکار کر دیا لیکن اب تک ان کا اصرار جاری

ہے، قریباً ہر روز ان کا ایک نہ ایک دفد آجاتا ہے''[۲]

اقبالؒ سیاست میں بھی اعلیٰ اخلاقی معیار کے قائل تھے' چنانچہ وہ محض اس وجہ سے الیکشن کے جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتے تھے کہ ان کے ایک دیرینہ شناسا مقابلے میں تھے اور اس چیز کو خلافِ مروت سمجھتے تھے' چنانچہ 20، جولائی 1923 کو خان محمد نیاز الدین خان ہی کو لکھتے ہیں:۔

''غالباً میں الیکشن کے ہنگامے میں نہ پڑوں گا۔ لاہور کے لوگ

مجبور کرتے ہیں اور بہت سیڈ یپوٹیشن ان کے آچکے ہیں، میاں

عبدالعزیز سے مقابلہ کرنا میں نہیں چاہتا' ان سے دیرینہ تعلقات ہیں۔

اگرچہ مقابلہ کے بعد انتخاب ہو جانا یقینی ہے تاہم یہ بات میرے

نزدیک مروت کے خلاف ہے کہ ایک موہومی دینوی فائدے کی خاطر

دیرینہ تعلقات کو نظر انداز کر دو۔''[۳]

آخر کار میاں عبدالعزیز نے انتخاب سے دستبرداری کا اعلان کیا جس کے بعد 20، جولائی 1926ء کو اقبالؒ نے اپنی امیدواری کا باقاعدہ اعلان کیا اور اس سلسلے میں ایک بیان بھی دیا اور جو

اس روزاخباروں میں شائع ہوا جس میں انہوں نے میاں عبدالعز ی کاشکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی اپنا نقطۂ Ã بھی واضح کر ۔ ۶، دسمبر 1926ء کو اقبال نے اس انتخاب میں کامیابی حاصل کی ۔ یہ انتخاب تین سال کے لئے ہوا تھا اور اس طرح سے اقبال کی عملی سیا کا آغاز ہوا۔

ہماری وجہدِ آزادی میں 1930ء سے 1935ء کا زمانہ کئی وجوہات کی بنا پر اہم رہا ہے۔اسی زمانے میں کانگریس نے سول* فرمانی اور ستیہ/ ہ کی تحریکیں شروع کیں۔اسی زمانے میں صوبۂ سرحد میں : ائی : مت گاروں کی تنظیم اور پنجاب میں مجلس احرار اسلام کی شروعات ہو N ۔گول میز کا /نس کا انعقاد بھی اسی زمانے میں ہوا اور* پ ریلمنٹ نے اسی زمانے میں گورنمنٹ آف#*ِ ا & بھی منظور کیا۔غرض یہ زمانہ سیاسی طور پر اس لئے بھی اہم ہے کہ اسی زمانے میں جو واقعات در پیش آئے' وہ بہت ہی دوررس ئج کے حامل تھے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ 2، دسمبر 193ء میں اقبالؔ نے اپنا ریخ ساز خطبہ پڑھا۔اس خطبے کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ عام طور پر اسے تقسیمِ ہند اور قیام* پ کستان کا پیش خیمہ بھی سمجھا جا ہے۔ اقبالؔ نے اس خطبے میں دو قوموں کے Ã یئے اور ہندوستان کے سیاسی =ق کا تجزیہ یوں کیا ہے:۔

''تجزیہ بتلا ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب اور مختلف مذاہبوں میں اس قسم کا کوئی رجحان موجود نہیں کہ وہ اپنی ا/ ادی حیثیت کو ک کر کے ای وسیع جما (کی صورت اختیار کرلیں' ہر/ وہ اور ہر مجموعہ مضطرب ہے کہ اس کی ہیئت اجتماعیہ قائم رہے'لہذ اا س قسم کا اخلاقی شعور جو کسی قوم کی تخلق کے لئے*/ ' یہ ہے' ای ایسی عظیم قر* بنی کا طا ہے جس کے لیے ہندوستان کی کوئی جما (تیار نہیں' قومیتِ ہند کا اتحاد ان تمام جماعتوں کی < میں نہیں بلکہ ان کے تعاون واشتراک اور

ہم آہنگی پ* ہے، صحیح+ .. کا تقاضہ ہے کہ ہم حقائق کا اعتراف کریں

حصولِ مقاصد کی عملی راہ یہ نہیں ہے کہ ایسی حا - کو فرض کرلیا جائے جو

واقعتاً موجود نہ ہو،ہمارا طریقۂ کار یہ ہ* چاہیئے کہ ہم واقعات کی تکذ$

کی بجائے ان سے جہاں -- ہو سکے فا+ ہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔

میری رائے میں ہندوستان اور ایشاء کی قسمت صرف اس* ت پ*

ہے کہ ہم قومیتِ ہند کا اتحاد اسی اصول پ قائم کریں''۔

''جہان -- مسلمانوں کا تعلق ہے، مجھے یہ اعلان کرنے میں مطلق

* مل نہیں کہ اَ/ فرقہ وارانہ امور کے ا- مستقل او* پ Gار تصفیے

کے اس C دی اصول کو تسلیم کرلیا جائے کہ مسلما* نِ ہندوستان کو اپنی

رو* یت و تمدن تحت اس ملک میں آزادانہ نشوú کا حق حاصل ہے

تو وہ اپنے وطن کی آزادی کے لئے .ٹی سے .ٹی قر* نی سے بھی

دریغ نہ کریں گے، یہ اصول کہ ہر فرد وجما (اس کی مجاز ہے کہ

وہ اپنے عقا+ کے مطابق آزادانہ - قی کرے کسی تنگ Ã فرقہ واری پ* نہیں۔''

آگے چل کر اسی C دپ اقبال نے وہ تجوی: پیش کی جس سے کہ Ã یۂ* پ کستان ا: کیا H ہے:۔

''مغربی جمہور $ کا اصول ہندوستان پ فرقہ واری/ وہوں کی اہمیت تسلیم کئے

بغیر منطخب کیا جا سکتا' اسلیئے مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ ہندوستان کے+ ر

ا- اسلامی ہندوستان قائم کیا جائے* لکل حق بجا$ ہے۔''

اس کی توضیح کرتے ہوئے اقبالؒ نے کہا:۔

''میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبۂ سندھ اور بلوچستان کو ا-

ہی ژ* یـ ۔ میں 5 ڑ* یـ جائے خواہ سلطنتِ,. طا 5 کے+H رحکومت
خود اختیاری حاصل کرے خواہ اس کے* ہر۔۔۔ مجھے تو ایسا Ã
*آ ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آ ٰ ا یـ
منظّم ژ* یـ ۔ قائم کرٰ*,پڑے گی۔ اسلام اس ملک میں بحیثیت ا یـ
تمدّنی قوت کے. # ہی ز+ ہ رہ سکتا ہے کہ وہ ا یـ مخصوص علاقے
میں مرٰ/ $ قائم کرلے۔''

مختصر یہ کہ اقبال ہندوستان کے مسئلے کو قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی مسئلہ سمجھتے تھے اور ان کا
خیال تھا کہ ہندوستان میں چوè بہت سی ملّتیں * د ہیں اس لئے ان میں سے دو,بڑی قوموں ہندو
اور مسلمان کے لئے . ا گانہ حقِ خوددار $ ضروری ہے محمد علی جناح کے* م جو خط اقبالؒ نے
وقتاً فوقتاً لکھے انہیں شائع کراتے ہوئے جناؒح نے جو دیباچہ لکھا اسے انہوں نے ان الفاظ,پ
ختم کیا ہے:۔

''ان کے (اقبالؒ کے) خیالات حقیقی طور,پ میرے اپنے خیالات سے
ہم آہنگی ر p تھے اور* لآ ٰ میں بھی,بڑی احتیاط تجزیئے اور ہندوستان
کے دستوری مسائل کے مطالعے کے بعد اسی نتیجے,پ پہنچا' یہ نتیجہ مسلم
ہندوستان کے اس اجتماعی ارادے میں وقت,پ ظاہری ہوا جو آل+H* یـ
مسلم لیگ کے لاہور,ریٰ رو c* یـ جیسا کہ وہ عام طور,پ مشہور ہے* پ کستان
,ریٰ رو c میں موجود ہے اور جو23, مارچ 1940ء کو* پ س کیاH یـ۔''

آ ٰ ی چار,. س اقبالؒ بیمار رہے۔ اس علا ۔ کی تفصیلات کے لیے وہ خطوط قابل لحاظ ہیں
جو انہوں نے سید+ , یـ * زی کو لکھے ہیں اور جو مکتو* بِ اقبالؒ نے اپنے مختلف عوارض اور علاج کے

. رے میں,۔ ڈ ی تفصیل سے لکھا ہے ان خطوط میں یہ تفصیل اس لئے دی گئی ہے کہ اقبالؒ حکیم. Ç
کے زیرِ علاج تھے' اور چوè حکیم صا # موصوف دہلی میں رہتے تھے اور سید+ , ی * زی ان دنوں
جامعہ ¯ اسلامیہ دہلی میں بحیثیت استاد کام کرتے تھے' لہذا ان کی وساطت سے اقبال اپنی بیماری کا
حال حکیم صا # -- پہنچا دیتے تھے۔ بیماری کے اس طویل اور تکلیف دہ دور میں بھی اقبالؒ,. ا.
اپنے احباب سے سلسلۂ مراسلت جاری رکھے ہوئے تھے۔ گو خط کے جو* ت میں اب پہلی جیسی
مستعدی* قی نہیں رہی تھی۔ اسی زمانے میں ایـ اور افتاد ان, پ آ ڈ ی کہ ان کی آ ? میں* پ نی ا, ** ی
۔ ایـ آ ? بچپن ہی سے ' اب تھی چنانچہ اب ان کے لئے ز* ی دہ لکھنا, پ ڑھنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اس
معذوری کا ذکر کئی خطوط میں ملتا ہے۔ مثلاً 8، نومبر 1935ء کے خط میں لکھتے ہیں: ۔

''آپ کا خط مل H ی ۔ اس سے پہلے بھی ایـ خط موصول ہوا تھا 1 افسوس
کہ علا -- کی وجہ سے خطوط کا جواب لکھنے میں بہت سست ہو H ی ہوں۔''

(انوارِ اقبالؒ ص ۱۶)

ایـ اور خط میں لکھتے ہیں: ۔

''افسوس ضعفِ بصارت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے لکھنے,پ ڑھنے
سے ا کر* ی ہے اس لئے یہ خط میں اپنے ہاتھ سے نہیں لکھ سکا۔
اپنے لڑکے جاو+ ی سے لکھو* ی ۔ معاف کیجئے گا۔''

آ ' میں وہ دوسروں سے بھی خطوط لکھواتے تھے اور انہیں سن کر ان, پ دستخط کر دیتے تھے ان
تمام خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہو* ہے کہ اقبالؒ نے اپنی بیماری کو انتہائی صبر سے ساتھ,. دا ث --
کیا ہے۔

یہ مکاMیب ان کی پہلو دار اور ہمہ گیر شخصیت کا عکس ہیں ۔ان مکاMیب سے جس طرح اقبال کی شخصیت کا کھرا پن ظاہر ہو* ہے وہ اتنی صفائی کے ساتھ ان کے کلام میں بھی Ãنہیں آ* ۔اور صرف یہی* بت ان کے خطوط کی مستقبل اہمیت اور افادیت $ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب چہارم

﴾۔۔۔اقبالؒ کے چند مخصوص مکتوب ِالیہم کا تعارف۔۔﴿

اس* ب میں اقبال کی کن لوگوں کے ساتھ مراسلت اور مکا M ہوئی ہے ÷ کرہ ہے۔اقبال کے احباب کا دا ہ بہت وسیع تھا۔ان کے سوانح نگاروں کے بقول ان کے* پس کوئی شخص کسی بھی وقت آ جاسکتا تھا،ان کے* پس کسی قسم کی* پبندی نہیں تھی *۔ ہمہ خط وکتا$ کا حلقہ کافی وسیع تھا۔اقبال کے د7 یب خطوط کی تعداد تقریبا 1300 ا یک ہزار تین سو- پہنچتی ہے،اس طرح ان کے مکتوب الیہم کی تعداد بھی تقریبا ڈیڑھ سو ہے۔جس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔مثال کے طور پ ادنیٰ اعلیٰ اد$ وشاعر اور زمیندار، جاگیردار اور اسا÷ ہ طا علم ہیں اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔جن میں مسلمان اور ہندو سکھ اور عیسائی بھی تھے۔غرض ہر طرح کے لوگوں سے اقبال کی مراسلت اور مکاتیبت ہوئی ہے۔اس* ب میں صرف ان کے مکتوب الیہم کے* م لکھے گئے خطوط کا جا ہ لیا جائیگا۔

مکتوب الیہم :مولا÷ غلام قادر گرامی،سید سلیمان + وی،خان محمد * ز الدین خان اور سید÷ * ذی وغیرہ شامل ہیں۔ان کے* م لکھے گئے مکا M میں جہاں اقبال کے مافی الضمیر اور فکر کے علاوہ اور ان کے ہنر سے فیض اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔

مکا M بنام سیّد سلیمان+ وی: ۔ مو لا* سیّد سلیمان+ وی کو اقبالؒ نے علوم اسلام کی جوئے شیر کا فرہاد کہا تھا۔ ۲۲۔ نومبر ۱۸۸۴ء کو دیسنہ ضلع پٹنہ بہار میں پیدا ہوئے ۔ ان کے دادا اپنے وقت کے مشہور اطبا میں سے تھے اور طِب میں کئی کتابوں کے مصنّف تھے مولا* کے والد سیّد ابوالحسن بھی اپنے دَور کے ماہرِ طبیب تھے ۔ سیّد سلیمان+ وی نے ابتدائی تعلیم خلیفہ انور علی اور پھر مولوی مقصود علی سے حاصل کی ۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں ختم کر ! کے بعد عربی میں میزان ومشعب اپنے بڑے بھائی مولوی ابوحبیب سے پڑھیں ۔ مولا* اسماعیل شہید کی مشہور کتاب ' تقو@ الایمان ' بھی اپنے بڑے بھائی سے سُنی تھی ۔ چنانچہ مولا* نے اِس کتاب کے متعلق اپنے* ,ٔ کو قلمبند کرتے ہوئے لکھا کہ ' یہ پہلی کتاب تھی جس نے مجھے دینِ حق کی* تیں سکھا N ' ۱۸۹۹ء میں آپ پھلواری شریف پٹنہ آئے وہاں ای سال خا0 ہِ میں رہ کر مولا* محیٰ الدین سجادہ نشین پھلواری شریف سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں ۔ پھلواری سے آپ دربھنگہ آئے جہاں مدرسہ امدادیہ میں بھی چند مہینے تعلیم* ئی ۔ ۱۹۰۱ء میں آپ دارالعلوم+ وۃ العلماٗ میں داخل ہوئے ، ,پ انہوں نے اپنے علم کی تکمیل کی ۔ # ۱۹۰۵ء میں مولا* شبلی+ وۃ ا لعلماٗ میں آئے تو انہوں نے سید سلیمان کی قابلیت کو پہچان لیا اور غیر معمولی شفقت سے ان کی ,- M کی ۔ # ۱۹۰۷ ء میں سید سلیمان + وۃ ا لعلماٗ کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو مولا* شبلی نے انہیں رسالہ الندوہ کا ۔ #ٹ یٹر مقرر کر3 ۔
مولا* شبلی نے ۱۹۱۲ء کے اجلاس میں سید سلیمان+ وی کے* رے میں کہا۔

'' + وہ نے کیا کیا کچھ نہیں کیا صرف ای سلیمان کو پیدا کیا یہی کافی ہے ۔''

۱۹۱۱ء میں ۔ # مولا* شبلی نے سیرت النبیؐ کی+ وین و- M کا شعبہ قائیم کیا تو مولا* سید سلیمان+ وی کو اس کا لٹریری اسسٹنٹ مقرر کیا ۔ ۱۹۱۲ء میں مولا* ابوالکلام آزاد کی دعوت ,پ آپ ' الہلال ' کے اسٹاف میں شامل ہو گئے لیکن ای سال کے بعد ' الہلال ' کی اِدارتی اسٹاف

سے سبکدوش ہو گئے۔

مو لا* شبلی کی وفات کے بعد شبلی نے انہیں سیّد الطا A کا لقب دے کر علامہ شبلی کا جانشین بنا‡ ی۔ چنانچہ آپ پونہ سے اعظم گڈھ آ گئے۔ ۱۹۱۶ء میں انہوں نے معارف کا ا. ا کیا جسے پڑ ھنے والوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اِس رسالے کے* رے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اقبالؒ نے مولا* سید سلیمان کے* م ا ی خط میں لکھا ہے:۔

''یہی ا ی ایسا رسالہ ہے جس کے پڑ ھنے سے حرارتِ ایمانی میں ت قی ہوئی ہے''۔

مولا* ابوالکلام آزاد نے اپنے ا ی خط میں معارف پ تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

''معارف کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں' صرف یہی ا ی پ چہ ہے جس کا ہر طرف سنّا ٹ ہے بحمد اللہ کہ مولا* شبلی مرحوم کی تمنا N رائیگاں نہ گئیں اور صرف آپ کی+ و ت ا ی جگہ ایسی بن گئی جو صرف: متِ علم اور تصنیف و* لیف کے لیے وقف ہے۔

معارف میں قابل قدر مضامین اور شذرات کے علاوہ مولا* نے کئی مستقل کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں سیرت النبی کی* نچویں اور چھٹی جلد . سے اہم ہے کہ اِس طرح سے انہوں نے اپنے اُستاد مولا* شبلی کے ا ی معرã الآرا کا‡ مے کو تکمیل ت پہنچا ی۔ اراض القرآن اور سیرت النبیؐ کے علاوہ مولا* کی تصانیف میں سیرتِ عائشہ'' عمر خیام' خطباتِ مدراس' عروب ہند کے تعلقات' عربوں کی جہاز رانی قابلِ ذکر ہیں۔ ''سیرتِ عائشہ'' کے* رے میں اقبالؒ نے انہیں ا ی خط میں لکھا:۔

''سیرتِ عائشہ کے لیے سرا* پ سپاس ہوں۔ یہ ہدیۂ سلیمانی نہیں

سرمۂ سلیمانی ہے اِس کتاب کے پڑھنے سے میرے علم میں
بہت مُفید اضافہ ہوا۔''

اسی طرح . # خیامؒ شائع ہوئی تو اقبالؒ نے اِس پر ان الفاظ میں مولا*· کومبارک* باد دی۔

''عمر خیام پر آپ نے جو کچھ لکھ*یا ہے اس پر اب کوئی مشرقی* یا
مغربی عالم اضافہ نہ کر سکے گا۔ الحمدللہ کہ اِس بحث کا خاتمہ آپ
کی تصنیف پر ہوا۔''

مولا*· سید سلیمان+ ندوی خود ا- شمعِ انجمن تھے جن سے* لیف وتصنیف کے علاوہ مختلف تحر r ں جو اس زمانے میں پیدا ہو N' پراغ جلتے تھے وہ ہر اس تحر- کی آبیاری کی جس کو وہ مسلمانوں کے لیے مفید سمجھتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں انہوں نے جلسہ علمائے بنگال کی صدارت کی۔ ۱۹۱۹ء میں وہ تحر- خِلافت کے رُکن تھے اور ۱۹۲۰ء میں . # خلافت کا ا- وفد ترُکی کے معاملے میں ا« ف چاہنے کے لیے یورپ H تو وہ بھی اس وفد میں شامل تھے۔ اور سات ماہ کے دورۂ یورپ سے واپس* یا تھا۔ ترکِ ساتھ* ہمی اتحاد کے سلسلے میں بھی انہوں نے دوسرے علماً کے ساتھ ہندوستان کے دَورے کئے۔ سیا - میں انہو نے مسلم لیگ کا ساتھ* یا۔ اور بعد میں *پکستان کے قیام کے بعد ۱۹۵۰ء میں ہجرت کی اور* پکستان میں ہی مقیم ہو گئے جہاں انہوں نے اپنے علم وفضل سے بہتوں کو مستفید کیا۔ آ کار ۲۲ر نومبر ۱۹۵۳ء کو انہوں نے اِنتقال فر*یا۔

مولا*· سید سلیمان+ ندوی نے سیرت* ریخ اور ادب کو ا- نئے طر 3 سے پروان پڑھا*یا۔ اپنے اُستاد علامہ شبلی کے نقشِ قدم پر چل کر انہوں نے اپنے ادب میں جو ا* ات چھوڑے ہیں۔ اِن کی تحر یں اعتدال، شکوۂ توازن، متا $ اور سنجیدگی کی آئینہ دار ہیں۔ اپنے دائیرے میں وہ منفرد اور ممتاز شخصیت کے مالک ہیں۔ مولا*· شاہ معین الدین نے ان کے کمالات

کی فہر ۔۔ کوا یہ جگہ ہوتے ہوئے لکھا کہ:۔

''ان کے علمی و دینی : مات کا دا, ہ نہا $ وسیع ہے 1 ان کی غرض و غا $ تقریباً ا یہ ہے یعنی اِسلامی تعلیمات واحکام کی صحیح اور دلِ نشین ۔ جمانی اور اسلامی علوم وفنون اسلامی* ریخ اور اسلامی تہذ $ وثقافت اور مسلمانوں کے علمی اور تمدنی کا* موں کی مختصفانہ موقع نگاری' یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس میں پوُری اسلامی '* ریخ آ جاتی ہے اور اُن کی بیشتر بلکہ کُل تصانیف اور مضامین کا محور و مرا یہی نقطہ ہے۔ گواُن کی بیشتر بلکہ کُل تصانیف اور مضامین کا محور و مرا یہی نقطہ ہے۔ گواُن کے ہمہ گیر علم وقلم کی عناں کبھی کبھی خالص علم وادب کی جا $ مُڑ جاتی تھی ۔1 بہت کم مضامین ایسے نکلیں گے جو کسی نہ کسی حیثیت سے اصل مرا ی مقصد سے تعلق نہ ر p ہوں۔''[1]

سیدصا # کی پر مولا* عبدلما . در* دی نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کے:

''سیدصا # کی پر قلم اُٹھایئے تو د ہ دِل حیران کہ شروع کہاں سے کیجئے......شستگی متا $ ،شرافت یہ تو اُن کے اسلوبِ تحر کے جواہرِ اصلی ہیں اور اس پر جا بجا شوخی وظرافت کی گلکا* یں اور حسن صنّا کی سحر طرا* یں جیسے خاتم تسلیمانی میں نگین''۔

سید صا # شاعری کا ذوق ر p تھے اور خود بھی شعر کہتے تھے۔ غزلیں، قطعات، * عیات وغیرہ لکھی ہیں، کبھی کبھی فارسی بھی شعر کہتے تھے۔ سید صا # کی شاعری بہت ہی اعلیٰ درجہ

رb ہے، اور یوُں بھی یہ اُن کے لیے وجہ شہرت نہیں بہت کم لوگ ان کی اس حیثیت سے واقف ہیں۔انھوں نے اپنی ا یـ غزل اقبالؔ کو بھجوائی تھی، اقبالؔ نے انہیں لکھا:۔

’’آپ کی غزل لا جواب ہے* بالخصوص یہ شعر مجھے ب اپسند* یـ ہے۔

ہزار* رمجھے HL ہے مقتل میں

وہ ا یـ قطرۂ خون جو رگِ گلو میں ہے

مولا* شبلی نے* ر8 واقعات کوÄ کر* شروع کیا تھا اور جو چند نظمیں انہوں نے لکھی تھیں وہ نہا$ مقبول ہو N غزل کے ساتھ وہ بھی جاری ر p‘‘۔

مولا* کو شاعری سے صرف اسی حد- لگاؤ رہا کہ # ان پر کوئی خاص کیفیت طاری ہوتی تو کوئیÄ* یـ کوئی غزل کہہ دیتے ورنہ ان کا* یـ دہ- وقت تصنیف و* لیف میں ہی/ رتھا۔

سید سلیمان+ وی اور اقبالؔ ۱۹۲۷ء میں ا یـ دوسرے سے ملے لیکن خط و کتا$ بہت پہلے سے تھی، معارف کے مئی ۱۹۲۷ء کے شمارے میں مولا* نے لاہور میں اقبال سے اپنی 5 قات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’ڈاکٹر اقبالؔ سے یہ میری پہلی ظاہری 5 قات تھی اور مراسلت کی

* طنی 5 قات تو ۱۹۱۴ء سے قائم ہے۔‘‘

مولا* کے اِس بیان کے مطابق مراسلت کی ابتدا ۱۹۱۴ء میں ہوئی ہے جبکہ د7 یـ ب خطوط میں پہلا خط اکیم نومبر ۱۹۱۶ء کا ہے مولا* کے* م اقبالؔ کے (۷۰) خط اقبالؔ* مے میں شائع ہوئے ہیں ۔ یہ خطوط ’معارف‘ میں ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۵ء کے مختلف شماروں میں بھی شائع ہوتے رہے۔۱۹۷۷ء میں طاہر تو * ی نے ان خطوط کو ا یـ الگ مجموعے کے صوُرت میں اقبالؔ اور سید سلیمانؔ+ وی‘‘ کے* م سے شائع کیا۔ اِس کتاب کا ہندوستانی+ C ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔

ان . میں خطوط کی تعداد وہی (۷۰) ستر ہے ان میں پہلا خط یکم نومبر ۱۹۱۶ء کا اور آ ی خط ۷ اگست ۱۹۳۶ء کا ہے ۔مجلّہ اقبالؔ ٗلاہور کے اکتو. ۱۹۷۶ء کے شمارے میں ا ی- اور خط بھی شائع ہوا ہے (ص ۵۱ ۔۵۲)اس خط کی تلخیص محمد عبؑداللہ قریشی نے روح مکا M اقبالؔ میں بھی دی ہے،(ص ۶۹۸) مولا . کے خطوط جو انہوں نے اقبالؔ کو لکھے تھے اور جنہیں اقبالؔ محفوظ ر p تھے، آج -- د7 یب نہیں ہو سکے ۔ اقبالؔ نے ان خطوط کو حفاظت سے ر p کے* رے میں خود ۷ اپ یل ۱۹۲۶ء کو لکھا ہے:۔

''آپ کے بعض خطوط میرے* پ س محفوظ ہیں اور یہ آ ی خط بھی کو نہا $ معنی خیز ہے اور جس کے مضمون سے مجھے بحیثیت مجموعی پورا اتفاق ہے ٗمحفوظ رہے گا۔''

طاہرتو * ی لکھتے ہیں کہ انہوں نے ان خطوط کی تلاش کی تھی ، چنانچہ اس سلسلے میں انہوں نے پ وفیسر مرزا محمد منوّر کے ذریعہ سے ڈاکٹر جا+ اقبالؔ سے بھی رابطہ قائم کیا تھا لیکن ڈاکٹر جا+ اقبالؔ نے ان خطوط کے* رے میں قطعی لاعلمی ظاہر کی ۔ اسی طرح سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن جنہوں نے اقبالؔ اور سلیمانؔ+ وی ٗ تعریف میں ہے اِس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:۔

''عرصہ سے اِس کی تلاش ہے کہ حضرت سَید صا # نے علامہ محمد اقبالؔ کو جو خطوط لکھے وہ کہیں مِل جا N لیکن ابھی -- کامیابی نہ ہوسکی ٗان خطوط کی نقلیں دارالمصنفین میں بھی نہیں ہیں۔ لاہور آ کر معلوم ہوا کہ علامہ اقبالؔ کے علمی ذخائیر میں بھی یہ خطوط نہیں ہیں ۔ وہ اگر مل جاتے تو علمی ۰ انے کی دو -- میں شمار ہوتے۔''

یہ خطوط اگر مل جاتے تو یقیناً سید سلیمان ندوی اور اقبالؔ کے تعلقات پر مزید روشنی پڑتی اور زیادہ اہم بات یہ ہوتی کہ اقبالؔ نے اس سے جو خطوط میں مختلف سوالات پوچھے ہیں یا مسائل کی توضیح چاہی ہے، تو مولانا کے جوابات کی روشنی میں یہ معلوم ہوسکتا تھا کہ اقبالؔ نے کس حد تک ان سے اِستفادہ کیا ہے۔ پھر بھی اقبالؔ نے جن خیالات کا اظہار مکاتیب میں مولانا کے بارے میں ظاہر کئے ہیں ان سے ایک بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا کو وہ کس درجہ احترام وعزّت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور یہ کہ وہ کس حد تک مولانا کے علم وفضل سے متاثر تھے۔

مولانا کے نام ان کا پہلا خط یکم نومبر ۱۹۱۶ء کا ہے۔ اس خط میں بین السطور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلا خط نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی خط وکتابت کا سِلسلہ رہا ہے۔ خط مختصر ہے۔

''مخدومی، السّلام علیکم۔

''اورنیٹل کالج لاہور میں ہیڈ پرشین ٹیچر کی جگہ خالی ہوئی ہے۔ اس کی تنخواہ ۱۲۰، ایک سوبیس روپے ماہوار ہے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اِس جگہ کو اپنے لئے پسند فرماتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو آپ کے لیے سعی کی جائے۔ آپ کا لاہور میں رہنا پنجاب والوں کے لیے بے حد مفید ہوگا'

والسّلام! آپ کا خادم

محمد اقبالؔ بیرسٹر لاہور''

اِس خط میں بھی اور دوسرے خطوط میں بھی اقبالؔ نے مولانا کو مخدومی کے لفظ سے خطاب کیا ہے' جو اس بات کی دلیل ہے کہ اقبالؔ مولانا کا بہت ہی احترام کرتے تھے۔ علاوہ ازیں خط کے آخری جملے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مولانا کی پنجاب میں موجودگی اہلِ پنجاب کے لیے فائدہ مند سمجھتے تھے۔ مولانا اِس منصب کے لیے نہ آسکے۔ اقبالؔ کو اس کا افسوس ہوا۔ اور ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۶ء کو اپنے

دوسرے خط میں اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

''مجھے یہ معلوم تھا کہ آپ 5زمت قبول نہ کریں گے لیکن سنڈ یکیٹ
کے بعض ممبروں کی تعمیل ارشاد میں آپ کولکھنا ضرور تھا کسی قدر خود
غرضی کا شاBبھی میرے خط میں تھا اور وہ یہ کہ میں چاہتا تھا کہ
جس طرح پنجاب کوصوبہ متحدہ کے علما وفضلا سے فا+ ہ
پہنچائے اب بھی وہ سِلسلہ آپ کے یہاں رہنے سے+ ستور
جاری رہے۔''

اِس کے بعد تیسرا خط پورے ا- سال کے بعد کا ہے یعنی ۱۳۔نومبر ۱۹۱۷ء کا یہ خط مو لا*٠ کے خط کے جواب میں لکھا کیاHِ ہے۔اس خط میں اقبالؔ نے سید سلیمانؔ+ وی کے کام کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ جو کام آپ کررہے ہیں وہِ فی سبیل اللہ ہے۔'' اِس کے علاوہ اِس میں اقبالؔ نے تصوف کو'سرزمین اِسلام میں ا- اجنبی پودا کہا ہے۔اِس*۔ت کا انکشاف بھی اسی خط سے ہو٭ ہے کہ اقبالؔ سلسلۂ قادریہ میں سعیت ر p تھے۔'رموزِ بےخودی' کے*۔رے میں لکھا ہے کہ'قر$ الاختتام' ہے تیسرا خط جو ۲۸۔اِ٭یل ۱۹۱۸ء کولکھاHِ ہے۔اس میں 'رموزِ بےخودی'٭ مولا*٠ کے ریویو کے لیے ان کا شکریہ ادَا کیاHِ ہے۔اسی خط میں یہ*۔ت بھی کھُلتی ہے کہ مولا*٠ آزاد اور اقبالؔ کی بھی آپس میں خطوکتا$ کا سلسلہ جاری تھا۔چنانچہ لکھتے ہیں:۔

''آج مولا*٠ ابوالکلام کا خط*ِ ہے انہوں نے بھی میری*٠ چیز
کوشش کو بہت پسند فر*ِ ہے۔''

مولا*٠ سید سلیمانؔ+ وی کوز. د ۔ ۔ اج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں سارے جہاں کا استاذ' کہا ہے' ۱۰ مئی ۱۹۱۸ء کے خطوط میں 'معارف' میں چھپے ہوئے 'رموزِ بےخودی' کے ریویو

کے لیے مولا*٭ کا شکریہ اَدا کیا تھا اور ساتھ ہی یہ درخوا ـ بھی کی ہے کہ انہیں *. ن کی لغزشوں سے بھی آگاہ کریں جن کی جا$ مولا*٭ نے اپنے ریویو میں اشارہ کیا تھا۔ اس میں کسی قسم کے اختلاف کا اظہار نہیں کیا ہے بلکہ فراغدلی اور بُلندĀی کی بنا,پ یہ درخوا ـ کی ہے۔ اس خط کی ا۔ سطر سے اقبالؔ کی خاکساری ظاہر ہوتی ہے۔ # مولا*٭ بہت دنوں ـ۔ ان کی K)+ ہی کرنے سے/ ,۔ کرتے رہے تو اقبالؔ بہت ,پ اصرار کے ساتھ انہیں لکھا کہ وہ ان کے غلطیوں کی K)+ ہی کریں' افسوس تو یہ ہے کہ مولا*٭ کے خطوط ہمارے سامنے نہیں ہیں، لیکن اقبالؔ کے ان خطوط کے مطالعے سے یہ*. ت ظاہر ہوتی ہے کہ مولا*٭ نے جن*. توں کی طرف توجہ دلائی تھی' ان میں سے اکثر و بیشتر اقبالؔ کو اختلاف تھا۔ اور انہوں نے اسا+ ہ کی اسناد پیش کر کے مولا*٭ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور غالباً مولا*٭ مطمئن ہو بھی گئے۔ اقبالؔ اپنی فروتنی اور عالی ظرفی سے انہیں,. ا, لکھتے رہے کہ 'میرے خامیوں سے ضرور آگاہ کیجئے آپ کو زحمت تو ہو گی لیکن مجھے فا+ ہ ہوگا (۳/اپ یل ۱۹۱۹ء) اور پھر شاعری کے*. رے میں وضا # کرتے ہوئے انہوں نے ۱۰/اکتو,. ۱۹۱۹ء کے خط میں لکھا:۔

> ''شاعری میں لٹرZ بحیثیت لٹرZ کے کبھی میرا مطمحِ Āنہیں رہا کہ فن کے*. ریکیوں کی طرف توجہ کرنے کے لیے وقت نہیں' مقصود صرف یہ ہے کہ خیالات میں انقلاب پیدا ہوا اور بس۔ اِس*. ت کو مدِĀ رکھ کر جن خیالات کو مفید سمجھتا ہوں ان کو ظاہر کرنے کی کوشش کر*ـ ہوں۔ کیا عجیب کہ آئندہ نسلیں مجھے شاعر تصور نہ کریں''۔

یہ بحث کئی خطوط,پ محیط ہے جن خطوط میں اس کا ذکر*۔ ہے وہ ۱۰/مئی ۱۹۱۸ء، ۱۳/اکتو,. ۱۹۱۸ء، ۲۳/اکتو,. ۱۹۱۸ء' ۳۰/اکتو,. ۱۹۱۸ء، ۲۰/نومبر ۱۹۱۸ئ

ور۳۰/اپریل ۱۹۱۹ءکو لکھے گئے ہیں۔یعنی کم وپیش ای- سال-- یہ سِلسلہ جاری رہا۔مولا* کےٌ م اقبالؒ کے خطوط کی ۔ سے,ؕ ی اہمیت یہ ہے کہ ان میں مذہبی معا5 ت خاص طور,پ فقہ کے مسائل اور اسلامی' بعد الطبیعاتی مسائل کا ذکر* ی ہے۔اقبالؒ عموماً ان خطوط میں اپنے شکوک وشبہات کو دُور کرنے کے لیے ان سے استفسارات کرتے رہتے ہیں ۔اقبالؒ میں ای- سچّی عالمیت تھی۔وہ اپنے علم کی بُلندی اور گہرائی کا اظہار پسند نہیں کرتے تھے ۔ سے,ؕ ی ٌ.ت یہ تھی کہ انہیں اپنے محدودات کا علم تھا اور جو* .ت انہیں معلوم نہیں ہوتی تھی' اس کے معلوم کرنے میں وہ کسی قسم کا تکلف نہیں,. تے تھے اور نہ اسے اپنی شہرت اور عظمت کے منافی سمجھتے تھے،اس ضمن میں مولا* سید سلیمانؒ+ وی کےٌ م خطوط ژ ی دہ اہم ہیں کہ ان کا ژ* ی دہ" حصّہ اسی طرح کے سوالات سے پُر ہے' ہم اسی غرض سے ان استفسارات کو اقبالؒ کے الفاظ میں ہی," .M زمانی کے ساتھ درج کرتے ہیں:۔

۱۔ ''در* ی فت طلب امر یہ ہے کہ موکلین کے* پ س. # مقدمات کی پیشی کے لیے آتے ہیں تو ان میں سے بعض پھوُل* ی مٹھائی کی صورت میں ہدیہ لے آتے ہیں۔یہ ہد* ی فیس مقررہ کے علاوہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ خوشی سے لاتے ہیں کیا یہ مال مسلمان کے لیے حلال ہے۔''۔۔۔۱۰/نومبر ۱۹۱۹ء

۲۔ ''یہ معلوم کرکے تعجب ہوا کہ حمیرا ولی ۔ احاد$ موضوعات میں ہیں۔ کیا کلمینی* ی حمیرا بھی موضوع ہے۔''۔۔۔۔۲۳/دسمبر ۱۹۲۰ء

۳۔ د* .تیں در* ی فت طلب ہیں (ا) متکلمین میں سے بعض نے

علم مناظرہ مر*ی کی رو سے یہ*. $ کرنے کی کوشش کی ہے کہ
: ائے تعالیٰ کی روا$ ممکن ہے۔ یہ بحث کہاں ملے گی۔ میں اِس
مضمون کو دیکھنا چاہتا ہوں، (۲) مرزا غا ". کے اس شعر کا مفہوم
آپ کے ۔ د ی۔ کیا ہے۔

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود   رحمتہً للعالمینؐ ہم بود

''حال کے ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں K ن*ی K نوں سے
اعلیٰ مخلوق کی *. دی ممکن ہے۔ اَ ایسا ہو تو رحمتہً للعالمینؐ کا C رو ہاں بھی
ضروری ہے۔ اس صورت میں کم از کم مُحمد $ کے لیے تناسخ ی.. دز لازم
* ہے۔ شیخِ اشراق تناسخ کے ای شکل میں قائل تھے، ان کے اس عقیدے
کی وجہ یہی تو نہ تھی۔'' ۔۔۔۔۲۰ / اپ یل۱۹۲۲ء

۵۔ ''مردانِ : ا : ا $ شند   لیکن ز : اجُدا نہ*. شند
کس کا شعر ہے۔'' ۔۔۔۔۳ / اگست۱۹۲۲ء

۶۔ مو لا*. حکیم.. کات احمد صا # بہاری ثم ٹو D کا رسالہ تحقیق
زمان مطبوعہ ہے*ی قلمی؟ اَ قلمی ہے تو کہاں سے عارتیاً ملے گا۔
علی ہذا القیاس مو لا*. شاہ اسمٰعیل کی عبقات قاضی محبّ اللہ کی
جواہر الفرد اور حافظ امان اللہ بنارسی کی تمام تصانیف کہاں سے

د7ِ ب ہوں گی.....

جن کتابوں کا آپ نے اپنے والا* مے میں ذ کرفر ما ِ ہے، کیا آپ کے کتب خانہ دارالمصنفین میں موجود ہیں؟ اگر ہوں تو میں چندروز کے لیے وہیں حاضر ہو جاؤں اور آپ کی مدد سے ان میں سے بعض کو دیکھ سکوں... حضرتِ ابن عربی کی بحث زماں کا تلخص اگر » ہو جائے تو بہت عنا$ ہو گی۔''........۲۲؍اگست ۱۹۲۲ء

۷۔ '' آپ حضرتِ اُویسؓ اور ان تمام صوفی رو* ِ ت کے متعلق جو ان سے منسوب ہیں' کیا خیال ر p ہیں۔ اگر امام مالک کی تحقیق ز ِ Ã ہو تو ازراہِ عنا$ حوالے سے آگاہ کیجئے۔''........۲۳؍جنوری ۱۹۲۴ء

۸۔ '' مسلمانوں منطقِ استقرائی پ جو کچھ لکھا ہے اور جو اضافہ انہوں نے ی ٖ نیوں کی منطق پ کئے ہیں اس کے متعلق میں کچھ تحقیق کر رہا ہوں۔ میں آپ کا نہا$ شکر گذار رہوں گا۔ اگر ازراہِ عنا$ اپنی وسیع معلومات سے مجھے مستفیض فرما N کم از کم ان مقالوں کے* م تحر ِ فرمائیے جن کو پڑھنا ضروری ہے۔''....یکم؍فروری ۱۹۲۴ء

۹۔ '' کیا روسی مسلمانوں میں بھی ابنِ تمیمہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے حالات کی اشا (ہوئی تھی، اس کے متعلق آگاہی کی ضرورت

ہے۔مفتی عالم جان جن کا حال میں انتقال ہHَا ہے ان کی تحر یـ کی اصل غا یـ$ کیا تھی، کیا یہ محض تعلیمی تحر یـ تھی* یـ اس کا مقصود ا یـ مذہبی انقلاب بھی تھا۔‘‘.....یکم رمئی ۱۹۲۴ء

۱۰۔ ’’حال میں امریکہ کی مشہور یونیورسٹی کولمبیا نے ا یـ کتاب شائع کی ہے جس کا* م مُسلمانوں نے Ā یہ متعلقہ مالیات ہے۔اس کتاب میں لکھا ہے، اجماع اُمّت نص قرآنی کو منسوخ کرسکتا ہے اب یہ امر د* یـ فت طلب ہے کہ* یـ مُسلمانوں کے فقہی لٹر Z میں کوئی ایسا حوالہ موجود ہے۔‘‘..........۸راگست ۱۹۲۴ء

۱۱۔ ’’آپ نے ارشاد فر* یـ ہے کہ اجماع سے نص کی تخصیص جا,ٔ رکھی ہے۔ایسی تخصیص* یـ تعمیم کی مثال ا/ کوئی ہے تو اِس سے آگاہ فرمایئے۔اِس کے علاوہ یہ بھی معلوم کر* ضروری ہے کہ ایسی تخصیص * یـ تعمیم صرف اجماع صحابہ ہی کرسکتا ہے* یـ علمائے مجتہدین اُمت بھی کرا h ہیں۔کوئی حکیم ایسا بھی ہے جو صحابہ نے نصِ قرآن کے خلاف *. فذ کیا ہو اور وہ کون سا حکم ہے۔؟‘‘.....۲۷راگست ۱۹۲۴ء

۱۲۔ ’’آپ نے کسی /. شتہ خط میں مجھے لکھا تھا کہ حضور سرورِ کائناتؐ سے کوئی مسئلہ د* یـ فت کیا جا* تو آپ بعض دفعہ وحی کا انتظار فرماتے‘

اگر وحی نازل ہوتی تو اس کے مطابق جواب دیتے اور اگر وحی کا نزول نہ ہوتا تو قرآن شریف کی کسی آیت سے استدلال فرماتے.....اس کا حوالہ کون سی کتاب میں ملے گا؟ کیا یہ قاضی شوکانی کی کتاب ارشاد الفحول سے آپ نے لیا ہے۔''......١٦/اکتوبر ١٩٢٤ء

١٣۔ ''آیۂ توریت میں حصص بھی ازلی و ابدی ہیں یا قاعدۂ توریث میں جو اصول مضمر ہے صرف وہی قابل تبدیل ہے اور حصص میں حالات کے مطابق تبدل ہو سکتی ہے۔ آیۂ وصیت پر بھی جو ارشادات ہیں میری سمجھ میں نہیں آئے۔ اس زحمت کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ فرصت ملے تو جزئیات سے بھی آگاہ فرمائیے۔ اِس احسان کے لیے ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔''......١٨مارچ ١٩٢٦ء

١٤۔ ''اِمام ایک شخص واحد ہے یا جماعت بھی امام کے قائم مقام ہو سکتی ہے۔ ہر اسلامی ملک کا اپنا امام ہو یا تمام اِسلامی دنیا کے لیے ایک واحد امام ہو۔ مؤخر الذکر صورت موجودہ فرق اسلامیہ کی موجودگی میں کیونکر بروئے کار آ سکتی ہے؟.........٧/اپریل ١٩٢٦ء

١٥۔ ''اجتہاد کی بنا محض بشری اور تجربہ و مشاہدہ ہے یا یہ بھی وحی میں داخل ہے۔ اس پر آپ کیا دلیل قائم کرتے ہیں.....وحی غیر متلو کی

تعریف نفسیاتی اعتبار سے کیا ہے؟ کیا وحی متلو اور غیر متلو کے امتیاز کا پتہ رسُولؐ کے عہد مبارک میں چلتا ہے* یہ اصطلاحات بعد میں وضع کی گئیں۔

۱۶۔ ''حضور نے اذان کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ کیا۔کیا یہ مشورہEت کے تحت میں آئے گا* یا امامت کے تحت ہیں۔''

۱۸۔ ''شمس* بزعہ* یہ صدرا میں جہاں زمان کی حقیقت کے متعلق بہت سے اقوال> کئے ہیں، ان میں ا یہ قول یہ ہے کہ زمان: ا ہے۔بُخاری میں ا یہ حد$ بھی اسی مضمون کی ہے.....کیا حکمائے اسلام میں سے کسی نے یہ مذہب اختیار کیا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ بحث کہاں ملے گی؟ ۷/مارچ ۱۹۲۸ء

۱۹۔ ''کیا یہ ممکن ہے کہ آپ زمان کے متعلق امام رازی کے خیالات کا خلاصہ قلمبند فرما کر مجھے ارسال فرما N ۔میں اس کا تر جمہ نہیں چاہتا صرف خلاصہ چاہتا ہوں، جس کے لکھنے میں غالباً آپ کا بہت سا وقت ضائع نہ ہوگا۔''.......۱۸/مارچ ۱۹۲۸ء

۲۰۔ ''مہر* بانی کر کے یہ فرمائیے کہ لفظ شعور سے کیا مُراد ہے اور اس کے تحت میں کون کون سے مراسم* یہ دستور آتے ہیں، اس لفظ کی مفصل

تشریح مطلوب ہے، جواب کا سخت انتظار رہے گا۔'' ....۲۲ر ستمبر ۱۹۲۹ء

۲۱۔ ''حضرت محی الدین ابن عربی کے فتوحات* یکسی اور کتاب میں حقیقتِ زمان کی بحث کس جگہ ہے؟ حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی اِس مضمون پر بحث کی ہو تو اس کے حوالے سے بھی آگاہ فرمایئے۔ متکلمین کے نقطۂ خیال سے حقیقتِ زمان *یا آنِ سیال پر مختصر اور مدلّل بحث کون سی کتاب میں ملے گی؟''
.........۷راگست ۱۹۳۳ء

۲۲۔ ''نور الاسلام کا عربی رسالہ* $ مکان جو رامپور میں ہے کس زبان میں ہے، قلمی ہے* یا مطبوعہ نور الاسلام کا زمانہ کون سا ہے؟...۴ر ستمبر ۱۹۳۳ء

۲۳۔ ''مسلا محبّ اللہ بہاری کی کتاب جواہر الفرد کہاں ملے گی؟...۱۰ر ستمبر ۱۹۳۳ء

۲۴۔ 'اگر وہر ممتد اور مستمر ہے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مکان کیا چیز ہے؟ جس طرح زمان وہر کا ایک طرح سے عکس ہونا چاہئے* یوں کہیئے کہ زمان و مکان دونوں کی حقیقت اصلیہ دہر ہی ہے کیا یہ خیال محی الدین ابنِ عربی کے نقطۂ خیال سے صحیح ہے؟ اس کا جواب شایدٗ فتوحات میں یہی ملے۔ مہربانی کر کے تھوڑی سی تکلیف اور گوارا فرمایئے

اور دیکھئے کہ کیا انہوں نے مکان پر بھی کچھ بحث کی ہے اور اگر کی ہے تو مکان اور دہر کا تعلق ان کے نزدیک کیا ہے؟''...۱۵ر ستمبر ۱۹۳۳ء

۲۵۔ ''د * اس وقت عجیب کش مکش میں ہے ...% م عالم ایک نئی تشکیل کا محتاج ہے۔ان حالات میں آپ کے خیال میں اسلام اِس . +یتشکیل کا کہاں ممد ہوسکتا ہے۔اس بحث پر اپنے خیالات سے مستفیض فرمائیے۔''

۲۶۔ ''کیا یہ صحیح ہے کہ متعہ (نکاح موقت) حضرتِ عمرؓ سے پہلے مسلمانوں میں رائج تھا اور حضرت عمرؓ نے اسے منسوخ کر*یا نیز زمانۂ حال کا کوئی امیر بھی کسی امر کی نسبت ایسا فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔ ...۲۴ر جنوری ۱۹۳۴ء

۲۷۔ ''اِن معا5ت کی ایک فہرست چاہتا ہوں جن کے متعلق رائے قائیم کر* امام کے سُپرد ہے. ائیم میں ایسے . م ہیں جن کی تعزیر غالباً قرآن شریف میں مقرر ہے' ان کے متعلق امام کیونکر رائے دے سکتا ہے؟''

۲۹۔ ''احکام مقصوصہ میں توسیعِ اختیاراتِ امام کے کیا اُصول ہیں؟

اَ امام توسیع کرسکتا ہے تو کیا ان کے عمل کو محدود بھی کرسکتا ہے۔''

۳۰۔ ''زمین کا مالک قرآن کے نزدیک کون ہے؟ اسلامی فقہا کا مذہب اِس بارے میں کیا ہے؟ قاضی مُبارک میں شاید اس کے متعلق کوئی فتویٰ ہے۔ وہ فتویٰ کیا ہے؟''

۳۱۔ ''صدقات کی کتنی قسمیں اسلام میں ہیں؟ صدقہ اور خیرات میں کیا فرق ہے؟'' یکم فروری ۱۹۳۴ء

۳۲۔ ''قرآن شریف میں جن انبیاء کا ذکر ہے ان میں سے نبی بالہمزہ ہیں اور کون سے بغیر ہمزہ؟

۳۳۔ ''لفظ نر کا روٹ عربی زبان میں کیا ہے؟''

۳۴۔ ''لفظ ت کا روٹ کیا ہے؟ اور روٹ کی رُو سے اس کے معنی کیا ہیں؟ ۲رستمبر ۱۹۳۴ء

۳۵۔ ''کیا فقہٗ اسلامی کی رُو سے توہینِ رسولؐ قابلِ تعزیر م ہے اَ ہے اس کی تعزیر کیا ہے؟''

۳۶۔ ''اگر کوئی شخص جو اسلام کا مدعی ہے یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی حضور رسالت مآب پر بڑی فضیلت حاصل ہے اس واسطے کہ مرزا قادیانی ایک زیادہ متمدّن زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں تو کیا ایسا شخص توہین رسولؐ کے جُرم کا مرتکب ہے؟ بالفاظ دیگر اگر توہینِ رسُولؐ جرم قابلِ تعزیر ہے تو عقیدۂ مذکور توہینِ رسولؐ کی حد میں آتا ہے یا نہیں''

۳۷۔ ''اگر توہین رسولؐ کی مثالیں کتب فقہ میں مذکور ہوں تو مہربانی فرما کر ان میں سے چند تحریر فرمائیے۔''......۱۹/جولائی ۱۹۳۵ء

۳۹۔ ''حج الکرامہ صفحہ ۴۲۷۔۴۳۱ میں حضرتِ مسیحؑ کے دوبارہ آنے کے متعلق ارشاد ہے۔''من قال بسبب بنو ته کفر حقا'اس قول کی آپ کے نزدیک کیا حقیقت کیا ہے؟''

۴۱۔ ''بخاری کی حدیث وامامكم منكم میں واوٗ حالیہ ہے کیا؟''

۴۲۔ ''ختم نبوتؐ کے متعلق اور بھی اگر کوئی بات آپ کے ذہن میں ہو تو اس سے آگاہ فرمائیے۔''.........یکم اگست ۱۹۳۵ء

۴۳۔ ''کیا علمائے اسلام میں کوئی ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں جو حیات و نزولِ مسیح

ابنِ مریم کے + ہوں؟ اگر حیات کے قائل ہوں تو• ول کے + ہوں؟ معتزلہ کا عام طور پر اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے۔'' ......۲۳ر اگست ۱۹۳۵ء

۴۴۔ ''لفظ• وز کے متعلق اگر کوئی نکتہ آپ کے ذہن میں ہو• یا کہیں صوفیہ کی کتابوں میں اس پر بحث ہو تو اس کا پتہ دیجئے۔'' ....۷ر اگست ۱۹۳۵ء

ان استفسارات کے جو• ت مولا• ا• دیتے رہے۔ افسوس ہے کہ مولا• کے جو• ت محفوظ نہیں ہیں۔ محفوظ ہوتے تو یقیناً بہت سے مفید مذہبی، فقہی• ر 8 اور علمی معلومات حاصل ہو جاتے۔ اقبالؒ کے خطوط سے• ازہ ہو• ہے کہ مولا• کے جو• ت سے انہیں مکمل طور پر تشفی ہو جاتی تھی۔ اس سلسلے میں ان کے متفرق خطوط سے مندرجہ ذیل اقتباسات اس اطمینان کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں۔

''آپ کا نوازش• مہ روح اور اطمینانِ قلب کا• • ہے۔'
(۱۳ر نومبر ۱۹۱۷ء)

نوازش• مہ ابھی 5 ہے جس کے لیے بہت شکر• ار ہوں، جتنی آگاہی آپ نے دے دی ہے، وہ اگر زمانہ فرصت دے تو• قی عمر کے لیے کافی ہے۔'' .....(۲۲ر اگست ۱۹۲۲ء)

''آپ اپنے نوازش• مہ کی طوا• کے عذر خواہی کرتے ہیں 1 میرے لئے یہ طویل خط• • خیر و• ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو• ائے خیر دے۔ میں نے اسے کئی دفعہ پڑھا ہے اور• شتہ رات چودھری غلام رسول سے بھی پڑھا کر سُنا اور احباب بھی اِس مجلس میں شر• تھے۔ اگر میری Ā اِس قدر وسیع ہوتی جس قدر آپ کی ہے تو مجھے یقین

ہے کہ میں اسلام کی کچھ: مت کرسکتا'' .....(۲۴/اپریل ۱۹۲۶ء)

علاوہ اِس کے کہ ان خطوط کے اقتباسات سے اقبالؔ کے اطمینان کا اظہار ہو* ہے، ان میں ان کا عجز وانکسار ان کی شرافتِ اخلاق ان کی طبعیت کا . سے،. ا جوہر تھا۔ا/ چہ سیّد صا # کے خطوط $ م اقبالؔ د7 ب نہیں ہو h ہیں، جن سے یہ معلوم ہو جا* کہ سیّد صا # کے دِل میں اقبالؔ کے لیے کس طرح کے .* ت تھے* ہم ~محفلوں میں اقبالؔ سے متعلق* ات اور معارف کے شذرات اس* ت کے گواہ ہیں کہ انہیں بھی اقبالؔ سے ز. د - عقیدت ومحبت تھی۔ سید صباح الدّین عبدالرحمٰن معارف کے سلیمانؔ نمبر میں اپنے مضمون میں اقبالؔ سے ان کی عقیدت ومحبت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

> ''اپنے معاصرین اہلِ علم میں ڈاکٹر اقبالؔ سے. اگہرا لگاؤ ر p ~ مجلسوں میں کہا کرتے کہ عالم اِسلام میں ا۔ عرصے کے بعد ڈاکٹر اقبالؔ جیسا مفکر اعظم پیدا ہوا ہے، ان کو موحد خالصِ رسولؐ کا شیدائی، دینِ کاملِ کا علمبردار فلسفہ اسلام کا ,- جمان اور تجدیدِ ملت کا طلب گار کہا کرتے تھے۔''

اقبالؔ کے انتقال, پ سید سلیمانؔ+ وی نے معارف کے شذرے میں,. ادر* ک ماتم کیا، چند ٹکڑے 5 خطہ ہوں۔

> ''صفر کی انیسویں اور اپریل کی اکیسویں کی صبح کو عمر کی اکسٹھ ۶۱ بہاریں دیکھ کر اور شاعر کی دُ * میں چالیس ۴۰ ,. س چہچہا کر یہ بلبل ہزار داستان اب ہمیشہ کے لیے خاموش H ہ، وہ ہندوستان کی آ. و، مشرق کی قوت اور اسلام کا

فخر تھا۔آج دُ * ان ساری غزلوں سے محروم ہوگئی اور ایسا
عارف فلسفی عاشق رسولؐ فلسفہ اسلام کا, ترجمان اور کاروانِ
ملّت کا حدی خوان صدیوں کے بعد پیدا ہوا،جس کے ذہن
کا ہر ترانہ* بانگِ درا،اس کی جان میں کی ہر آواز زبورِ عجم
اس کے دِل کی ہر فر* د پیامِ مشرق،اس کے شعر کا ہر پر واز
* بالِ جبر F تھا۔اس کی فانی عمر گوختم ہوگئی لیکن اس کی زندگی
کا ہر کارنامہ جاوید* نامہ بن کر انشاءاللہ* باقی رہے گا،اُمید کی
ملّت کا یہ غم خوار شاعر عرش ا الٰہی کے سائے میں ہوگا اور قبول
ومغفرت کے پھول اُس پر سائے جارہے ہوں گے۔: اے ا!
اس کے دِل شکستہ کو جو ملّت کے غم سے رنجور تھا،غم خواری فرما
اور اپنی ر* بانی نوازشوں سے اس کے قلب میں کو مسرور کر۔''

اقبالؒ کی وفات کے سا G سے وہ اس قدر متا ثر تھے کہ سید صباح الدین عبدالرحمٰن کی
روا $ کے مطابق:۔

''کئی روز- ''نہا $ رنج وغم میں اُٹھا اٹھ کر , تے تھے،ان کو* د
کرتے اوران کی آنکھیں ا& رہو جاتیں جیسے ان کے کسی عزیز خاص
کی المناک موت ہوگئی ہو۔پھر آتی ہوئی آواز سے ان کی زندگی کے
مختلف واقعات سناتے اور اپنے رفقائے کار سے کئی روز- ان ہی کا
ذکر کر* 7 پسند فرماتے۔''

اقبالؒ کوبھی سیدصا # سے محبت وعقیدت تھی۔وہ سیدصا # جوملتِ اسلامیہ کی" وتیج وبقاکے لیے بہت" استون/ دا... تھے چانچہ ۱۹۳۵ء میں ان کی بیماری اورعلا ~ کی وجہ سے خودبھی خاصے متردد رہے۔نہ صرف سیّدصا # بلکہ سیدصا # کے رفقاکوبھی ان کی خیر$ معلوم کرنے کے لیے خطوط لکھے۔۲۸رنومبر۱۹۳۵ءکومولوی مسعود عالم+ وی کولکھا:۔

''مولا* سیدسلیمان+ وی کی علامت کی خبریں بہت متردد کررہی ہیں۔
: انعالیٰ ان کوصحتِ عاجل مرحمت فرمائے۔میرے طرف سے ان کی
: مت میں حاضرہوکراستفارحالات کیجیے۔اس وقت علمائے ہند میں
وہ نہا$ قابل احترام ہستی ہیں۔: ائے تعالیٰ ان کود ی- ز+ ہ رکھے۔''

.# سیّدصا # صحت* ی ب ہو گئے تو مولوی مسعود عالم+ وی کے* م ا ی- اورخط میں اپنا اظہار خیال کیا:۔

''اخبارو میں میں مولا* سیدسلیمان+ وی کی صحت کی خبریں پڑھ کر
بہت خوشی ہوئی، : ائے تعالیٰ ان کود ی- سلامت رکھے ان کا وجود
اس ملک میں غنیمت ہے۔''

اکتو. ۱۹۳۳ء میں افغا آ- ن کی حکومت کی طرف سے اقبالؒ،سیدسلیمان+ وی اورسرراس مسعودکو وہاں کے تعلیمی % م سے متعلق صلاح ومشورہ کے لیے کابل آنے کی دعوت دی گئی۔ سیدسلیمان+ وی کو . سے پہلے اس کی اطلاع خوداقبالؒ نے ہی دی۔۱۰رستمبر۱۹۳۳ءکواقبالؒ سیدصا # کولکھتے ہیں:۔

''شاہ افغا آ- ن آپ سے تعلیم مذہبی کے* . رے میں مشورہ چاہتے
ہیں۔شایدٔ اسی ماہ ستمبر میں آپ کوکابل سے دعوت آئے۔میں یہ

معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جانے کے لیے تیار ہوں گے ممکن ہے
کہ سر اس مسعود اور اقبالؒ بھی آپ کے ہمراہ ہوں۔''

بھروسے کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا لیکن خط کے تیور بتاتے ہیں کہ غالباً سید سلیمان ندوی کے نام دعوت نامہ بھجوانے میں اقبالؒ کی تحریک ہی رہی ہے۔ اس سفر کے سلسلے میں اقبالؒ نے سید سلیمان ندوی سے پیغام طے کیا اور مختلف خطوں میں اس کی تفصیلات آ گئی ہیں۔ جن خطوط میں یہ تفصیلات طے ہوئی ہیں۔ اُن کی تعداد آٹھ ہے اور ۱۰ر ستمبر ۱۹۳۳ء سے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۳ء کے عرصے میں لکھے گئے ہیں۔

سید سلیمان ندوی کے نام خطوط میں کچھ خط ایسے بھی ہیں جن کی ادبی اہمیت ہے، جن میں اقبالؒ نے 'رموزِ بے خودی' سیّد صاحب کے کچھ اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ سید سلیمانؒ ندوی معارف کے ایڈیٹر تھے اور اقبالؒ اِس رسالے کے بڑے مدّاح تھے۔ چنانچہ اقبالؒ کبھی کبھی اپنے اشعار اشاعت کی غرض سے سیّد صاحب کو بھیجتے تھے' خود سید صاحب بھی اشعار کے لئے تقاضا کرتے تھے۔ رسالہ صوفی میں اقبالؒ کی کوئی نظم شائع ہوئی، تو سیّد صاحب نے اقبالؒ سے شکایت کی کہ 'معارف' پر 'صوفی' کو ترجیح کیوں دی گئی۔ اقبالؒ نے اس کی تردید کی اور لکھا:۔

''رسالہ 'صوفی' میں' میں نے کوئی نظم شائع نہیں کی۔ کوئی پرانی
مطبوعہ نظم انہوں نے شائع کر دی ہوگی ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ
میں وصوفی، کو معارف، پر ترجیح دوں۔ مُعارف ایک ایسا رسالہ
ہے جس کے پڑھنے سے حرارتِ ایمانی میں ترقی ہوتی ہے۔ میں
اِنشآءاللہ ضرور آپ کے لیے کچھ لکھوں گا۔''

اور یہ وعدہ اقبالؒ نے جلد ہی پورا کیا اور ۲۳رمئی ۱۹۱۸ء کے خط میں سات اشعار کی ا ۔ Ä بِلا عنوان اشا ؤ کے لیے بھیج دی۔ یہÄ بعد میں 'میں اور تو' کے عنوان کے تحت ٭ نگِ درا میں شامِل ہوئی ٭۔ ۔ درا میں اس Ä کے اشعار کی تعداد نو ۹ ہے جو دو۲ ا شعا٭ نگِ درا میں ٭ے دہ ہیں وہ یہ ہیں:۔

ے دم ز+ گی رم ز+ گی ،غم ز+ گی سم ز+ گی
غم رم نہ کر سم غم نہ کھا کہ یہی ہے شانِ قلندری

ے نہ ٭ ہ گاہ جہاں نئی نہ حریف پنجہ فگن نئے
وہی فطرت اسد الہٰی وہی مرحبی وہی عنتری ۲

اِس کے علاو٭ ۔ درا والی Ä میں ا ۔ مصرع میں ا ۔ لفظ کو+ ل٭ ے ہے۔

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر

خط میں خاک کی جگہ را کھ کا لفظ ہے جو ظاہر ہے بعد میں اقبالؒ نے+ ل٭ ے ہے۔ اِسی طرح ۲۷رستمبر ۱۹۱۹ء کے خط میں وہ اشعار اشا ؤ کے لیے بھیج دیئے تھے جو بعد میں ٭ نگِ درا میں 'دریوزۂ خلافت' کے عنوان سے شائع ہو گئے۔ خط میں اس Ä کا پہلا شعر یوں ہے:۔

ے بہت آ ز٭ ے ہے غیروں کو تو نے
آج ہے وقت خویش آزمائی 1

بعد میں یہ شعر اقبالؒ ٭ لکل+ ل٭ ۔ درا میں یہ Ä اس شعر سے شروع ہوتی ہے:۔

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے

تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی

اقبالؔ کے خطوط سید سلیمان ندوی کے نام پہلی بار شیخ عطاءاللہ نے ''اقبالؔ نامہ'' میں شائع کئے۔ یہ خطوط بعد میں طاہر تونسوی نے اقبالؔ اور سید سلیمان ندوی کے نام، سے ایک الگ مجموعے کی صورت دوبارہ شائع کیے۔ محمد عبداللہ قریشی نے اقبال کے تمام مطبوعہ خطوط کی تلخیص ''روحِ مکاتیب اقبالؔ'' کے نام سے ۱۹۷۷ء میں شائع کی۔ طاہر تونسوی اور محمد عبداللہ قریشی نے سید سلیمان ندوی کے نام خطوط اقبالؔ نامے، ہی سے لئے گئے۔ اگر اقبالؔ نامے میں کہیں کوئی غلطی در آئی ہے، وہ ان کے یہاں بھی موجود ہے۔ چنانچہ جو خط اقبالؔ نامہ، اقبالؔ اور سید سلیمان ندوی، اور 'روحِ مکاتیبِ اقبالؔ میں ۲۲/اگست ۱۹۲۲ء کی تاریخ کا درج ہوا ہے۔ وہ ۱۹۲۲ء کا نہین ہوسکتا۔ اس خط میں دو باتیں ایسی ہیں، جن کی بناء پر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ خط ۱۹۳۳ء کا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس خط میں اقبالؔ سید صاحب کو اپنے لیکچروں کی آکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے طباعت کی اطلاع دیتے ہیں۔:۔

''میرے لیکچر آکسفورڈ یونیورسٹی چھاپ رہی ہے۔ اُردو ترجمہ

نذیر نیازی صاحب نے ختم کرلیا ہے اس کی طباعت بھی عنقریب شروع ہوگی''۔

دوسری بات محی الدّین ابنِ عربی کے بحثِ زمان کی تلخیص کے بارے میں ہے، اس سلسلے میں اقبالؔ لکھتے ہیں:۔

''حضرتِ ابنِ عربی کے بحث زمان کا ملّخص اگر ہو جائے تو

بہت عنایت ہوگی۔ آپ کے ملخص کی روشنی میں کتاب میں خود پڑھوں گا۔''

اقبالؔ کے لیکچرز جو انہوں نے مدراس وغیرہ میں ۱۹۲۷ء میں دیئے تھے پہلی مرتبہ ۱۹۳۰ء

میں چھپے اورآ کسفورڈ یو نیورسٹی پریس سے ۱۹۳۴ء میں دوبارہ شائع ہوئے ۔لہٰذا ۱۹۲۲ء کے خط میں لیکچروں کا ذکر ناممکن ہے جہاں تک ابنِ عربی کی بحث کی تلخیص کا تعلق ہے ۔ ۱۷/نومبر ۱۹۳۳ء کے خط میں ان لیکچروں کا ذکر ناممکن ہے۔ جہاں تک ابن عربی کی بحث کی تلخیص کا تعلق ہے ۔ ۱۸/ نومبر ۱۹۳۳ء کے خط میں اقبالؒ دوبارہ اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''یہ عریضہ حضرت محیِ الدین ابنِ عربی کے مسئلہ زماں
ومکاں کی تلخیص کی کا دد ہانی کے لیے لکھتا ہوں' مجھے چند
روز تک اس کی ضرورت پڑے گی۔''

پھر ۱۵/دسمبر ۱۹۳۳ء کے خط میں تلخیص ملنے پر شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ظاہر ہے کہ یاد دہانی اور شکر یئے کے خطوط میں ۱۰دس سال کا وقفہ نہیں ہوسکتا ، اِن شواہد کی بنا پر ۵ رخط ۲۲ اگست ۱۹۳۳ء کا ہے۔تعجب ہے کہ طاہر تونسوی صاحب کا ذہن اِس طرح نہیں گیا حالانکہ انہوں نے خطوط کہ سنہ وار ترتیب ٹھیک کرنے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔اسی طرح اقبال نامہ میں سید صاحب کے نام ایک خط ۸/ دسمبر ۱۹۱۸ء کی تاریخ کا درج ہوا ہے، یہی تاریخ طاہر تونسوی اور محمد عبداللہ قریشی نے بھی دی ہے۔ یہ خط لاہور سے بھیجا گیا ہے ۔ جو سیّد صاحب نے اقبالؒ سے مانگے تھے۔ان حوالوں کے سِلسلے میں اقبالؒ لکھتے ہیں:۔

''دساتیر کے حوالوں کے متعلق آپ نے لکھا تھا،اس وقت اورنیٹل
کالج لاہور کا کتب خانہ بند تھا اور اب بھی بند ہے۔اکتوبر میں کھلے
گا۔اگر کچھ حوالے دستیاب ہو گئے تو عرض کروں گا۔''

کُتب خانہ''اکتوبر میں کھلے گا''۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ خط اکتوبر سے پہلے کا ہے خط نقل کرتے وقت عبداللہ صاحب سے غالباً فروگذاشت ہوئی ہے،اورستمبر کو دسمبر لکھ دیا۔اس طرح کی

فروگذا ؂ ۔ کچھ ایسی غیر معمولی بھی نہیں ہے اس لحاظ سے ۸ستمبر۱۹۱۷ء ہو ؂ چاہیئے ۔لیکن اِس میں ا ۔ اور مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ ۸ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو اقبالؔ لاہور میں نہیں تھے' بلکہ سیالکوٹ میں تھے' ۲۶ر جولائی ۱۹۱۸ء کو خان محمد * زالدین خاںؔ کو لکھتے ہیں :۔

''میں چندروز ۔ سیالکوٹ جانے والا ہوں، وہاں کچھ

عرصہ قیام کروں گا ستمبر کے آ میں شایدٔ یہاں ؂ ہوگا۔

سیالکوٹ سے اقبالؔ ۹ر ستمبر کو واپس لاہور آ گئے تھے،اس کی اطلاع اکبرالہ ؂ دی کو ۱۴ر ستمبر ۱۹۱۸ء کے خط میں دیتے ہیں :۔

''میں ۹ر ستمبر کو لاہور واپس آH تھا''۔

یہ خط ۱۸ر ستمبر ۱۹۱۸ء کا ہے ۔اب چوè اصل خط ؂ اس کی فوٹو کاپی میرے پیشÃ نہیں ہے، لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ ؂ ریخ لکھنے میں غلطی اقبالؔ سے سرزد ہوئی ہے ؂ قل سے ۔ بہر حال یہ خط نہ ۸ر دسمبر کا ہو سکتا ہے اور نہ ۸ستمبر کا ۔۱۸ر ستمبر قرین صحت ہے۔

مولا ؂ شیخ غلام قادر ا امی :۔ کے ؂ م کے اقبالؔ کے نو (۹) خط شائع ہوتے ہی ۔انہیں محمد عبداللہ قریشی نے مکا M اقبالؔ بنا ا امی کے ؂ م سے ا ۔ مجموعے کی صورت میں ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔ان میں سے متعدد خطوط 'اقبال ؂ مہ' اور 1 ش میں شائع ہو چکے تھے ۔یہ خطوط شاعر اقبالؔ کو سمجھنے کے لیے بے حد اہم اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے الگ ہی مقام ر p ہیں ۔ یہ مکا M مولا ؂ ا امی اور اقبالؔ کے تعلقات ،ان دونوں کی ز ؂ گی ،اور ذہنی صلاحیتوں کے ایسے گوشوں پر روشنی ڈالتے ہیں' جو ان خطوط کی اشا ؂ سے پہلے پُوری طرح واضح نہیں تھے۔

شیخ غلام قادر ا امی کی ؂ ریخ ولادت میں اختلاف ہے ۔بعض ؂ کرہ نگار ۱۹۵۶ء سالِ ولادت کے ا ۔ خط میں کسی غزل کی داد دیتے ہوئے اقبالؔ کو لکھتے ہیں :۔

''نظیری نے آپ کو اپنا جانشین انتخاب کیا ہے۔اَ امی ہفتاد سالہ

ہHاِ ہے، یہ دو ۔ نہ ملی۔''

اِس اعتبار سے وفات کے وقت ان کی عمر ۵ ۷ ,. س ہوتی ہے، لیکن وفات سے پہلے وہ اپنی عمر اَسّی سے بھی اُوپ بتاتے تھے، لگتا ہے وہ اپنی عمر کچھ ژ یِ دہ ہی بتاتے تھے ۔ کرہ سخن ورانِ چشم دیِ ہ جو ۱۹۱۴ء میں لکھاHاِ ہے ۔ کی نے اَ امی کے ذکر میں لکھا ہے۔

''عمر شریفش از پنجاہ سال تجاوز کردہ۔''

اوّل الذاکر اس اِعتبار سے قابل قبول نہیں ہوسکتا کہ ژ یِ دہ لکھنے والوں کی رائےاَ امی ۱۸۵۶ ۔ ء میں پیدا ہوئے ۔ بہرحال یہ*۔ ت تو طے ہے کہ اَ امی کی ولادت غدر سے پہلے ہوئی ہے۔

,ک محبوبیہ میں ان کا*۔ م عبدالقادر اور وطن بلگرام لکھاHاِ ہے1 یہ دونوں*۔ تیں صحیح نہیں ہیں۔خوداَ امی اپنے*۔ م اور تخلص کے*۔ رے میں اِ ی منقبت میں کہتے ہیں:۔

غلامِ قا دم فرخندہ*۔ مم ؎

اَ امی غوث الاعظم را غلامم

اَ امی کے والد کا*۔ م شیخ سکندر بخش تھا جو نیل کی رنگائی کا کام کرتے تھے۔اَ امی کی تعلیم اس وقت کے رواج کے مُطابق محلے کی مسجد سے شروع ہوئی۔اس کے بعد خلیفہ اِ۔ اہیم کے کتب میں داخل کیاHاِ ۔ جہاں انہوں نے فارسی کی درسی کتابیں پڑھیں۔خلیفہ اِ۔ اہیم اِ ی : اِ پ ,. رگ تھے۔انہوں نے اَ امی کا ذوق وشوق دیکھ کر یہ اندازہ کرلیا تھا کہ آگے چل کر یہ ۷ ۸ سال کا لڑکا جو گفتگو میں موزون فقرے کہہ جا تا ہے، اِ ی*۔ می اَ امی شاعر بن جائے گا چنانچہ وہ انہیں ملک الشعراء کے*۔ م سے پکارا کرتے تھے۔اَ امی خود کہتے ہیں:۔

''خلیفہ ا۔ اہیم از اولیائ اللہ واہل راز بودہ اَ امی را کہ ہشت

سال بیشتر عمر+ ا ث ۔ بہ لقب 'ملک الشعراء' خطاب کردہ میل

این کہ در ہماں ابتداء کار انتہائے مقامِ اَ امی مشاہدہ می کرد''۲۔

تعلیم کے سلسلے میں اَ امی لاہور آئے اور چودہ ۱۴ ا۔ س کی عمر میں لاہور میں فارسی کے امتحا۔ ت منشی اور منشی فاضل* پ س کئے اور پھر وکا ۔ کا امتحان ۃ یا اور اِس میں بھی کامیاب ہوگئے۔

انہیں شاعری کا بچپن سے بہت شوق تھا۔ فارسی کے مطالعہ نے اسے اور ۃ یا دہ مضبوط بنا ۃ یا تھا۔ اَ امی کی ۔ M. کے* ۔ رے میں ۔ ک علی شاہ قلندر کا* م لیا جا ۔ ہے۔ اِن کا اصلی* م غلام محمد تھا۔ اور ابتداء میں غلامی تخلص کرتے تھے۔ غوث شاہ قلندر* پ نی پتی کے مُر+ ید ہوگئے تو ۔ ک علی شاہ* م رکھ لیا، اور ۔ کی تخلص کرنے لگے تقریباً ۳۵ ۔ س حیدر * ۔ د میں اَ ۔ ار کر ۱۹۱۹ء امیں اِنتقال کیا۔ حیدر * ۔ د میں ۔ ڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ مہاراجہ کرشن ۔ پ شاد سے بھی گہرے تعلقات تھے۔ ان کے کلام Ä و بیشتر ان کی ز+ گی میں ہی شائع ہو H ا تھا۔

تعلیم سے فرصت کے بعد اَ امی نے معلّمی کا پیشہ اختیار کیا۔ اور امرتسر اور کپورتھلہ میں مدّرسی کی۔ تلاش معاش میں کبھی لاہور، کبھی C ۔ یلہ، کبھی رامپور، پھرتے پھرتے رہے۔ آ ۔ C ۔ یلہ کے وز ۔ یا اعظم خلیفہ محمد حُسین نے آپ کو حیدر * ۔ د جانے کا مشورہ ۃ یا۔ میجر سید حسن بلگرامی جو اِن دنوں امرتسر میں تھے اور جو نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی* لیق % م کے چھوٹے بھائی تھے، اَ امی کے حیدر * ۔ د جانے کا ذریعہ بن گئے میجر سید حسن بلگرامی نے سفارش کرنے سے پہلے مولوی محمد حسین آزاد سے اَ امی کی استعداد کے* ۔ رے میں رائے پوچھی، محمد حسین آزاد نے یکم دسمبر ۱۹۸۸ء کو اپنے مکتوب میں میجر سید حسن بلگرامی کو لکھا:۔

''اَ امی کو میں خوب جا و اہوں، یونیورسٹی پنجاب میں ۔ پڑھتا رہا'

وہاں سے نکل کر بھی کئی سال مجھ سے مِلتا رہا۔ رہ. س کا مسلسل
مشتاق ہے اور جس رنگ میں وہ لکھتا ہے اس میں آج وہ اوّل
درجہ کا شاعر ہے۔ اس کی طبعیت خیال پسند ہے۔ جلالؔ اسیرؔ
،قاسم مشہدیؔ C رؔمی، وغیرہ ہند میں اسی طرز میں کہتے تھے۔
افسوس کہ سخندانِ فارس مشتہر نہیں ہو جو میرے اِس مختصر فقرے
کا مفصّل مزا آ جائے۔''

. #/ امیؔ حیدر آباد پہنچے تو ان کو وہاں بہت سرفرازی کی گئی۔ چند دنوں کے بعد ملک الشعرا کے خطاب سے نوازا گیا۔ امیؔ نے میر محبوب علی خان اور میر عثمان علی خان دونوں کا دور دیکھا، اور ہر دَور میں محبوب مقبول رہے۔ اسی دوران انہوں نے شادی بھی کر لی۔ ان کی بیوی اقبال بیگم بھی شاعرہ تھیں اور ۔۔ک تخلص کرتی تھیں۔ امیؔ دکن سے لوٹے اور ہوشیار پور میں مکان بنوا کر وہیں رہنے لگے اور تقریباً دس ۱۰ سال رہ کر ۱۹۲۷ء میں انتقال کر گئے۔

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ امیؔ اور اقبالؔ میں دوستی کا آغاز . ہوا۔ لیکن یہ پتہ چلتا ہے کہ دونوں انجمن حمایت اسلام، لاہور کے جلسوں میں ملے۔ اقبالؔ کے یہاں . سے پہلے مولانا امیؔ کا ذکر مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی کے نام ایک خط درجِ ذیل ہے۔

''مولانا امیؔ میرے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ پوچھتے ہیں
کس کو خط لکھ رہے ہو۔ میں کہتا ہوں حبیب کو تو آپ فرماتے
ہیں میرا بھی سلام لکھ دو، آپ شاعر ہیں۔''

یہ خط ۱۹۰۳ء کا ہے، گو اس پر تاریخ درج نہیں ہے لیکن ۱۹۰۳ء کے بعد اقبالؔ کا کوئی بھی خط مولانا شروانی کے نام دستیاب نہیں ہوا ہے اور پھر یہ کہ مولانا شروانی کے نام جو تین خط ملتے ہیں

ان میں سے دوخطوں پر* ریخ درج ہے اور یہ خط ۱۹۰۳ء میں ہی لکھے گئے ہیں۔لہٰذا یہ تیسرا خط بھی ۱۹۰۳ء کا ہی ہوسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اقبالؒ اور/ امی ۱۹۰۳ء سے پہلے ہی ا یـ دوسرے کو جا... تھے اور دونوں میں خاصی بے تکلفی تھی۔ مکاتیبت کی ابتداء . ہوئی، اس کے *. رے میں کہنا مشکل ہے۔1مطبوعہ میں* ر8 اعتبار سے جو خط . سے پہلا ہے وہ ۱۱/ مارچ ۱۹۱۰ء کا ہے لیکن اس سے پہلے بھی اقبالؒ اور/ امی میں مکا M رہی ہے۔خود اس خط میں بھی اقبالؒ نے اپنے پچھلے مکتوب کا حوالہ ڈ یـ ہے اور پھر خط کا اسلوب بھی اس*. ت کو ظاہر کر* ہے کہ خط وکتا$ کا سلسلہ ۱۹۱۰ء سے بہت پہلے شروع ہوا تھا۔

''حیدر امی صا # کے متعلق استفار کیا تھا؟ جواب+ ارد۔
آپ کس عالمِ غفلت میں میرے ٭ د یـ اصناف سخن میں ان
کو غزل کے ساتھ خاص شغف تھا۔ فارسی لٹر Z میں جو* زہ
گوئی، کا شوق اکبر کے عہد سے شروع ہوا تھا، مولا*/ امی کو
اس دَور کا آ ی شاعر سمجھنا چاہیئے۔ان کا کلام بہ حیثیت مجموعی
*. لخصوس غزل میں تظیر ی کے کلام سے ا یـ خاص منا L ر
ہے۔شعر سے ان کی طبعیت کو قطری منا L تھی۔اِس قطری
منا L کے ساتھ ز+ گی کے عام حالات نے ان کو فنا فی الشعر
کر ڈ یـ تھا۔گفتگو اور عام روش میں نہا$ ہی سیدھے سادے
آدمی تھے لیکن حقیقت میں نہا$ ذہین آدمی تھے اور شعر کے
علاوہ ز+ گی کے دV امور میں عام طور پر دلچسپی نہیں !- تھے۔''

''وہ کلا یـ فارسی ہی میں لکھتے تھے۔فارسی ز*. ن کے ساتھ ان کو طبعی منا L تھی اور - ا کیب

وضع کرنے میں تو ان کا# از مجتہدانہ تھا۔‘‘

’’ان کے .*. ت گہرے اور افکار بلند ہوتے تھے۔‘‘

’’حافظہ نہا$ قوی تھا۔ فارسی کے ہزاروں اشعار ان
کو از. تھے۔ اپنا کلام بھی سارے کا سار* ی دتھا۔ میرا عقیدہ
ہے کہ وہ ہر پہلو سے اپنے زمانے کے ا ی- بے نظیر آدمی تھے۔
سادگی، پ وائی اور بلند، پ وازی کے ایسے مجموعے کی مثال اِس
زمانے میں مشکل سے ملے گی۔‘‘

’’/ امی کو خان خا* ن کے زمانے میں پیدا ہو* چاہیئے تھا۔ قدرت کی
ہم ستم ظریفی نے انہیں اس زمانے میں پیدا کر3 ی، 1 یہ*. ت*. (
اطمینان ہے، کہ میر محبوب علی خان آشیانی نے ا ی- ایسے زمانے میں
ان کی قدر افزائی کی . # کہ فارسی شعر کا پ اغ ہندوستان میں گُل
ہو چکا تھا۔ پنجاب کی ادبی رو* یت جن کا سلسلہ مسعو* د سلمان سے
شروع ہو* ہے، اصل میں فارسی ہی سے وابستہ تھیں، مولا* / امی
" ان رو* یت کے بہترین حامل تھے‘‘۔

اقبالؒ مولا* / امی کی وفات پ ان اشعار میں اپنے درَد و غم کا اظہار کیا۔

ے آہ مولا* / امی از جہان. اسف ر #
آ è ز د فکر بلندش آسمان را پشت* پ ئی
ے معنئ مستو را و در نفط نگینش نگر
مثل حوری بے حجاب # ر بہشت دلکشائی

ے از نوای جان فزای او عجم راز+ گی
جام جمشید از شراب*. ب او گیتی ú ئی

ے *۔ د*۔ ے کہ*. او گفتگو ہا داشتیم
اے خوشا حرفے کہ گو+ آشنا. آشنائی

ے .. مزارش پست+ کن.. دہ ہائی سازرا
*. نہ/ دخواب او آشفتہ از شور نوائی !

مو*. / امی کے شا/ دوں میں حفیظؔ جالندھری اور مولوی عز۔ الدّین ﷺ می مشہور ہیں۔ » می فارسی کے شاعر تھے۔ کچھ نے عبدالمجید سالکؔ اور اقبالؔ کو بھی/ امی کا شا/ د بتا۔ ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ سالکؔ تو رسا/ رامپوری سے تعلق ر p تھے،/ امی سے نسبتِ تھی۔ ۱۹۲۵ء میں رسالہ 'شمع' آ/ ہ میں/ امی کی ا۔ غزل شائع ہوئی۔ اور تعارفی نوٹ میں رسالے کے# یٹر حسن "عا+ جعفری نے یہ لکھا کہ اقبالؔ کو/ امی سے نسبتِ تلمیذ حاصل ہے۔ اقبالؔ نے# یٹر کے*. م ا۔ خط میں لکھا کہ وہ/ امی کے شا/ دنہیں ہیں۔ اصل میں/ امی اور اقبالؔ میں اُستادی شا/ دی کے تعلقات نہیں تھے بلکہ یہ تعلقات صرف دوستانہ تھے۔ ان تعلقات کی* دگار وہ خطوط ہیں، جو اقبالؔ نے کبھی کبھی/ امی کو اور/ امی نے اقبالؔ کو خط لکھے۔ اس سے قبل بھی ذکر آH ہے، اقبالؔ کے خطوط جواب-- د7۔ ب ہو گئے ہیں۔ اِن میں/ امی کے*. م نوے ۹۰ خط ہیں۔ بقولِ محمد عبداللہ قریشی اکثر خطوط ضائع ہو گئے ہیں۔ پہلا خط ۱۱؍ مارچ ۱۹۱۰ء کا اور آ ی خط ۳۱؍ جنوری ۱۹۲۷ء کا ہے۔ اس طرح سے خط وکتا$ سولہ سترہ سال-- سلسلہ چلتا رہا۔ . سے* دہ خط ۱۹۱۷ء کے ہیں، اس سال اقبالؔ رموزِ بے خودی لکھ رہے تھے اور اکثر/ امی سے مشورہ کرتے تھے، چنانچہ رموزِ 6 دی کے پہلے# c کے دیباچے میں مو*. / امی کا شکریہ ادا کیاH ہے۔

''استاذی علامہ میر حسن صا # اور مولا* شیخ غلام قادر/ امی
شاعر خاص حضور% م دکن خلد اللہ ملکہ، اجلالہ میرے شکریئے کے
خاص طور پر مستحق ہیں کہ ان دونوں سے بعض اشعار اور طرز بیان
کے متعلق قابل قدر مشورہ 5۔''

اسی طرح پیام مشرق' کی تصنیف کے دوران یعنی ۱۹۲۲ء میں پھر خطوں کی تعداد* دہ ہے، اور اسی سال اقبالؔ/ امی' کے سامنے خواہش ظاہر کر کے بُلاتے ہیں اور یہاں-- لکھتے ہیں کہ یہ صحبتیں کسی زمانے میں* ریخ کے ورق بن جا N گی۔ ۱۹۱۱ء، ۱۹۱۳ء، اور ۱۹۲۵ء میں کسی خط کا نہ ملنا اور بعض سوں یعنی ۔۱۹۱۰ء، ۱۹۱۲ء، ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۶ء ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۶ء میں صرف ا- ۲ دو خطوں کا د7 ب ہو* صحیح نہیں لگتا۔ خط ضرور لکھے گئے ہوں گے اور خاصی تعداد میں لکھے گئے ہوں گے لیکن شا# کسی وجہ سے یہ سارے خط محفوظ نہیں رہ سکے ہیں بہر حال اس مجموعے میں ہر طرح کے خط ہیں، ~ بھی ہیں اور ادبی بھی کبھی اقبالؔ اپنا کلام/ امی کو بھیجتے ہیں اور کبھی/ امی کا* زہ کلام دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، کبھی اپنے اشعار کے تعلق سے ان کی رائے د* فت کرتے ہیں، کہ اس رائے کے پیشÃ اپنے اشعار کو د* رہ دیکھ سکیں، ا- خط میں لکھتے ہیں۔

''حلمیہ کی روا$ آپ نے لکھی اور شعر نے تو مجھ پر ایسا
ا* کیا کہ قریباً بے ہوش ہH۔ کئی دن سے طبیعت پر فیض تھی۔
اس شعر نے ایسی کشایش کی کہ دِل کا رسیّال بن کر آنکھوں
کی راہ سے نکلH الحمد للہ علیٰ ذالک۔ آپ اس کشایش کے
محرک ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو . ائے خیر دے اور کلام کی
* ثیر میں اضافہ کرے۔ کل رات ا- اُستاد کا شعر سر* خوش

کےٹ کرہ میںÃ*ی۔''

کشیدہ ام زجنوں ساغرے کہ ہوشú+

دا معاملہ*ی پیرے فروش ú+

''گزشتہ رات سینکڑوں دفعہ یہ شعر پڑھا، اس اُمید میں کہ اس کی* ثیر سے دِل کی فیض رفع ہو1 کشاایش نہ ہوئی، : بلکہ عام*ی وہ دو+ رونے تیر بہ ہدف کا کام کیا۔''[1]

مو+۔ امیؒ کے م خطوط سے یہ*. ت واضح ہو جاتی ہے کہ اقبالؒ نے امیؒ کی تنقیدوں سے فا+ ہ اُٹھا*ی۔ اس کی وجہ تھی کہ دونوں کا رویہّ مختلف تھا۔ امیؒ کلا ی شاعری میں سَند کی حیثیت ر p تھے۔ محاورے اور ز. ن پر انہیں ز. د قدرت حاصل تھی اور کلام میں ز*ی دہ " ز. ن کی صفائی، محاورے اور الفاظ کی بندش کا خاص طور پر خیال ر p تھے۔ اس کے. عکس اقبالؒ کا+ ازمختلف اور پیام کی سطح بلند تھی۔ یہ*. ت نہیں کہ وہ ز. ن کی طرف سے. لکل بے پر وائی ,. تتے تھے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس معاملے میں وہ احتیاط ر p تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی سید سلیمان+ ویؒ اور کبھی امیؒ کی طرف رجوع کرتے اور تنقید کی دعوت دیتے تھے* کہ ز. ن اور اسلوب میں کوئی قسم کی غلطی رہ گئی ہو تو اسے دُور کیا جا سکے۔ ای خط میں امیؒ کو لکھتے ہیں:۔

''غزل تنقید کے لیے ہی تو آ پکی : مت میں ارسال کی تھی۔ اس پر خوب تنقید کیجئے اور مفصل تحریر فرمائیے۔ پھر میں K) ءاللہ Ã* نی کروں گا۔''[2]

دوسرے خط میں یوں لکھتے ہیں:۔

''غزل کے تمام اشعار پر اعتراض ل لکھے* کہ میں پورے طور

پر مستفید ہوسکوں ۔آپ نے صرف ای شعر کی تعریف کردی اور
* قی اشعار چھوڑ گئے ۔ میں چاہتا ہوں کہ ان پر اعتراض کیجئے ۔
آپ کے کسی شعر میں اگر کوئی* ت مجھے کھٹکے تو میں بلا تکلف عرض
کرد* ی کر* ہوں ۔آپ کیوں ایسا نہیں کرتے ؟ مجھے تعریف سے
اِس قدر خوش نہیں ہوتی جس قدر اعتراض کی تنقید سے علم میں اضافہ
ہو* ہے ۔''[۱]

اگر چہ سید سلیمان+ وامی مُولوی میر حسین ،مولا* حبیب الرحمٰن خان شروانی کی راویوں کو بھی اقبالؔ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے* ہم گرامی کی رائے . پر ضروری تھی ۔یہی وجہ ہے کہ اقبالؔ نے اپنی فارسی غزلوں کے* رے میں* پابندی کے ساتھ گرامی سے مشورے کئے اور گرامی کے اکثر مشوروں کو قبول کیا ہے ۔خطوط کے مطالعہ سے یہ* ت ظاہر ہو جاتی ہے کہ اقبالؔ نے گرامی کے مشورے سے اپنے کئی اشعار میں ترمیم کی ۔اسرارِ خودی' میں یو* نی حکیم افلاطون کے ''فلسفہ اشراف'' پر بحث کی گئی ہے ۔اس کی ابتداء یہ شعر کے ساتھ ہوئی تھی ۔

راہب اوّل فلاطون حکیم
از گروہ گوسفندان قدیم

یہ شعر پہلے اور دوسرے ا* C میں یونہی چھپتا رہا ،لیکن کسی نے اس پر تنقید نہیں کی ،۱۹۲۱ء میں گرامی نے اقبالؔ کی توجہ اس شعر کی طرف مبذول کرائی ۔

" مثنوی'اسرار بےخودی' میں 'فلاطون حکیم' کی اضافت غلط ہے ،یوُں کیجئے :۔

راہب دیرینہ افلاطون حکیم''[۲]

اقبالؔ نے بعد کے ا* یشنوں میں گرامی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے مصرعہ یونہی

کرڈ یـ ۔ یہاں اِس* ۔ت کو د ہر*ٔ منا ۔ نہیں ہوگا کہ بعض اوقات اقبالؒ/ امی کے مشوروں سے اِختلاف بھی کرتے تھے اور خطوط میں اس اختلاف کے اظہار کی کئی مثالیں موجود ہیں، پیام مشرق میں ا یـ Ä ’جہان عمل‘‘ کے عنوان سے ہے۔۲۰ رنومبر ۱۹۱۸ء کو اِس غزل کے چند اشعار اقبالؒ نے / امی کو بھیج دیئے۔ان میں ا یـ شعر یُوں تھا:۔

حرف راز ے کہ۔ ون از حد صوت ا ۔۔ ہنوز ے

از ۔ جام چکید ۔۔ و کلام ا ۔۔ این جا

اِس شعر کا پہلا مصرعہ اقبالؒ کو کھٹکتا تھا۔اس لئے/ امی نے اسے یُوں تبدیل کرنے کا مشورہ ڈ یـ:۔

حرف آں راز کہ بیگانہ ز صوت ا ۔۔ ہنوز ے

اور لکھا کہ ’’راز کو حرف اور صوت کا لباس پہنا دو تو وہ کلام ہو جا*۔ ہے اور کلام کی تعریف بھی یہ ہے 1 اقبالؒ اِس سے مطمئن نہیں تھے، اس لئے انہوں نے جواب میں لکھا:۔

’’بیگانۂ صوت ا ۔۔ ہنوز خوب ہے۔ا/ افسوس ہے
کہ بے گانۂ صوت راز واقع ہوا ہے۔۔حرف کی صفت
میں واقع ہو*ٔ چاہیئے تھا۔مجھے اپنا مصرعہ ابھی ۔۔ کھٹکتا ہے۔
طبعیت حاضر ہو تو غور کروں گا۔‘‘[۱]

ایسی کئی مثالیں مکا ۔M میں مِل جاتی ہیں ۔ یہاں صرف ا یـ اور مثال میں سمجھ میں آ جا*۔ ہے کہ پیام مشرق میں اقبالؒ نے ’بوئے گل‘‘ پ چند اشعار لکھے تھے ۔ان کا مطلب یہ تھا کہ .A کی ا یـ حور دُ * کا % رہ کرنے کے لیے پھُول کی صورت میں نمودار ہوئی اور آ ٭ میں مُردہ ہوگئی جس کو لوگ خوشبوں کہتے ہیں، وہ دراصل اسی حُور کی آہ ہے جس کو اس نے د * میں اپنی* یـ دگار چھوڑا ہے ۔ان میں سے آ ٭ ی شعر اس طرح تھا۔

ے زٍ ائی کہ بندرٍ پیش گشا دہ اٍ
آ ہے/ ا ث ا بہ م دادہ اٍ

مولوی اسلم جیراجپوری نے اعتراض کیا کہ ' ا ث ا ' ذوق سلیم کو کھٹکتا ہے۔ اقبالؔ کو بھی ان کے رے میں کچھ نہ کچھ صداقت معلوم ہوئی۔ انہوں نے / امی کو لکھا:۔ اِس شعر پ تنقیدی Ã ڈالئے اور نتیجہ سے آگاہ کیجئے۔ اِس شعر کا مطلع ہو ضرور ہے کہ بند کا آ ی شعر ہے۔ یُوں بھی ہوسکتا ہے:۔

ا ے زان ز H کہ بندرٍ پیش کشادہ اٍ
آ ہے یـ دگار کہ بہ م دادہ اٍ '' ۲

مولا / امی نے انہیں کوئی تجویز کی جس پ اقبالؔ نے انہیں پھر لکھا:۔

'' آپ کی ترمیم سے ز ن کے اعتبار سے شعر بہت ستھرا ہو گیا ہے1 افسوس ہے کہ اس سے مطلب ظاہر نہیں، ہو جو میں اَدا کر چاہتا ہوں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ ز H خود تو رخصت ہوگئی ہے1 دُ میں اپنی آہ چھوڑ گئی ہے جسکو لوگ خوشبو کہتے ہی۔ آپ کے شعر سے مترشح ہو ہے۔ وقت مند کشادن آ ہے سردار' لہٰذا معانی کے اعتبار سے میں اپنے ہی مطلع کو ترجیح دیتا ہوں، جس کو آپ نے 5 خطہ فرما یـ ہے لیکن، سردادن آہ، کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔'' ا

اقبالؒ کی مشہورÄ ''خضرِ راہ'' کےٓ*ٍ رے میں .# خان * زالدّ ین خان نے اقبالؒ کولکھا کہÄ خضرراہ مولا*٠ ⁄ امی کو پسند نہیں اوران کی رائے میں اس کے تمام اشعار بے لُطف ہیں اور بعض غلط اقبالؒ ظاہر ہے کہ بہت حیران ہوئے کہ اِس قسم کا اعتراض ⁄ امی سے 5 ہو۔انہوں نے اِسÄ کی بعض*ٍ توں کی توضیح کرتے ہوئے ⁄ امی کو لکھا:۔

''آپ کے اعتراض کا پہلا حصّہ صحیح ہے1 یہ اعتراض ⁄ امی کے شا*ِ نِ شان نہیں ۔ا⁄ کوئی اور آدمی یہ اعتراض کر*: تو مضا I نہ تھا۔اعتراض شبلی کے لیے منصور کا پھول ہے۔ مجھے یقین ہے کہ * زالدّ ین خان صا # نے آپ کا اعتراض سمجھنے میں مز± غلطی کی ہے۔''۲

بعد میں یہ*ٍ ت معلوم ہوگئی کہ یہ اعتراض ⁄ امی کا نہیں تھا۔ g والے نے ہی غلط سمجھا تھا۔ غرض اس قسم کی بہت ساری مثالیں ان خطوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہیں جو اقبالؒ نے ⁄ امی کو لکھے اور پھر یہ*ٍ ت بھی یہاں قابل ذکر ہے کہ یہ سارا معاملہ ا ی طرفہ نہیں تھا۔ بلکہ ⁄ امی بھی اقبالؒ کی تنقیدوں سے مستفید ہوتے تھے،اس کی شہادت بھی ان ہی خطوط سے ملتی ہے۔ا ی دفعہ مولا*٠ ⁄ امی نے ا ی غزل اقبالؒ کو بھیج دی کہ وہ اسے رسالہ ہُمایوں' میں شائع کرانے کے لیے بھیج دیں۔اقبالؒ نے بعض*ٍ توں کی طرف توجہ دلا کر غزل ⁄ امی کو واپس بھیج دی کہ:۔

''مہر*ٍ نی کر کے بعد ازÃ*: نی جلد بھیج دیجئے۔ä کی غزل اس زمین میں مشہور ہے جسے قوال عام طور*ِ گاتے ہیں،میں نے نہ چاہا کہ شائع ہونے کے بعد کوئی اِس*ِ اعتراض کرے،اس واسطے بعض*ٍ توں کی طرف آپ کی توجہ دلائی۔ا⁄ آپ کو مجھ سے اتفاق

نہ ہوتو اسی طرح رہنے دیجئے کیوè آپ کا مذاق ہی ژ*ی دہ معتبر ہے۔'' ۱

مو لا*٠ اَ امی نے جواب میں لکھا کہ غزل واپس بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی ،خود ہی اصلاح کی ہوئی اسی طرح. #اَ امی نے خواجہ حافظ کی غزل پ ای- غزل لکھی اور اِس کے کچھ اشعار خان *زالدّین خان کے ذریعہ سے اقبالؔ- پہنچے تو اقبالؔ نے اس شعر:۔

عصیانِ ما و رحمتِ پ وردگارِ ما ؎

این رانہایتےا نہ آن راہنایتے

اس شعر کی تعریف یوں کی ہے۔

''سبحان اللہ! اَ امی کے اِس شعر پ ای- لاکھ دفعہ اللہ اکبر پڑھنا چاہئے۔خواجہ حافظ ای- طرف مجھے یقین ہے کہ فارسی لٹرZ میں اس* پ ئے کا شعر کم نکلے گا۔Ki ن کیپے نہایتی کا ثبوت ژ*ی ہے1 اِس# از سے کہ مو. کی روح فدا ہوجائے'' ۲

اور آگے اِسی خط میں اس شعر:۔

عنوان آں نگاہ کہ خوں ز،ی عالمی ؎

تمہید J خندتو مرگِ و لا یتی

اسکی نسبت سے اپنا اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

''۔اَ یہ شعر مطلع ہو* تو خواجہ کی پوری غزل کا جواب ہو* اور اَ تمہید J خندتو مرگ ولا یتی خواجہ کو سوجھتا تو وہ اس پ فخر کرتے ،البتہ پہلے مصرعہ میں جو لفظ آں ،*ی ہے اس کو کسی نہ کسی طرح نکالنا چاہیئے ۔(عنوان آن نگاہ) اِس مشورے

کومولا* ی کی : مت میں پیش کیجئے ۔۳؎

* زلدّ ین خان کے ذریعہ سے یہ مشورہ .# مولا*· اَ امی کو5۔تو انہوں نے * زالدّ ین
خان کولکھا:۔

''جناب ڈاکٹر صا # کی* . لغ Ã ی، عالمی دماغی کی دلیل
ہے کہ انہوں نے اَ امی کے شعر کو پسند کیا اور کہا وہ فلاسفر ہیں،
اَ امی ا ی- وقیانوسی جہل کا مریض ہے۔آپ اَ امی
کی طرف سے ان کی مدمت میں شکریہ اَدا کیجئے۔

عنوان ی- نگاہ تو آشوبِ عالمی ے

تمہید J خندتو مرگِ ولا یتی

''ڈاکٹر صا # کی : مت میں میری طرف سے لکھ دیجئے کہ اِس
شعر کو مطلع بنا دیں گے تو وہ مطلع آفتاب ہوگا۔''۱؎

اس کے* . رے میں خان * زالدّ ین خان کے*· م اَ امی کے خط کا یہ اقتباس بھی مُلا حظہ ہو:۔

''حضرتِ ڈاکٹر صا # کا لاجواب شعر ہےاور سنگلاخ زمین
میں ہے۔اَ امی کا فکر سال خوردہ اِس زمین میں ٹھوکریں کھا
رہا ہے۔ڈاکٹر صا # مجدد ہیں،فلاسفر ہیں ادب آموزِ ہند
ہیں۔اَ امی اُن کا سا دماغ کہاں سے لائے دو۲ تین شعر لکھتا
ہوں،ڈاکٹر صا # کی : مت عالمی میں بھیج دیجئے،اُن کی داد
سنیئے۔دوسروں کی داد عین بے داد۔''۲؎

جیسا کہ مکا M سے ظاہر ہے، اقبال اور مولا* / امی دونوں ای دوسرے کا ادب واحترام کرتے تھے۔ اِس کے* وجود اقبالؒ کے کئی خط/ امی کے* م ایسے بھی ہیں، جن میں اقبالؒ ان سے چھیڑ چھاڑ اور نوک جھوک بھی مل جاتی ہے۔ اس کے* رے میں خطوط سے چند اقتباس 5 حظہ ہوں:۔

''آپ کا تخلص/ امی کی جگہ نومی' ہو* چاہیئے کیوè آپ سوتے بہت ہیں۔ معلوم ہو* ہے کہ راون / کے* دشاہ کی طرح آپ چھ ٦ ماہ سوتے ہیں اور چھ ماہ جاگتے ہیں۔ حیدر* د کی شاہی میں تبد # ہوئی، وزارت+ ل گئی 1 ابھی آپ اK رہے ہیں۔ ,. ائے: ابھی اپنی خیر $ سے مطلع کیا کرو۔ آپ کے بہت سے لاہوری دو اِستفسارِ حاصل کرتے ہیں تو مجھے یہی جواب دینا,پ* ہے کہ مولا* / امی آرام میں ہیں۔ اکثر تو یہ کہتے ہیں کہ ان کو خط لِکھ کے جگائیے گا 1 اس کے لیے شورمحشر کی ضرورت ہے خطوں سے کیا ہو* ہے۔ ہم تمام اقبال سلام قبول کریں نیز ان سے درخوا ہے کہ مولوی/ امی یعنی شیخ* می، سے جس طرح بن ,پڑے خط لکھوا N ۔''.......(۳رستمبر۱۹۱۲ء)۔

''آپ کہاں ہیں، حیدر* دمیں* یعدم* دمیں؟ا/ عدم* دمیں ہیں تو مجھے مطلع کیجئے کہ میں آپ کو تعز $* مہ لکھوں۔ صد* ں/ رگئیں، کہیں آپ کا کلام دیکھنے میں نہیں* کبھی کبھی چند اشعار بھیج * کرو تو

کون سی بڑی بات ہے اُمید ہے گرامی اچھا ہوگا اور نئے نکاح کی فکر میں اپنے آپ کو نہ گھلا رہا ہوگا۔''......(۱۳/جنوری ۱۹۱۴ء)

''حیدر آباد سے جو مفصل خط آپ کو آیا ہے اس کے مضمون سے مجھے بھی آگاہ کیجئے آپ لکھتے ہیں، لاہور میں آن کر عرض کروں گا۔ اس پیش گوئی کے لیے کہ گرامی لاہور کبھی نہ آئے گا، کسی پیغمبر کی ضرورت نہیں۔ جالندھر اور ہوشیار پور کا ہر شیر خوار بچّہ بلا تامل ایسی پیش گوئی کر سکتا ہے۔''........(۲/ستمبر ۱۹۱۷ء)۔

''گرامی سال خوردہ ہے یعنی سالوں اور برسوں کو کھا جاتا ہے۔ پھر بوڑھا کیونکر ہوسکتا ہے، بوڑھا تو وہ ہے جس کو سال اور برس کھا جائیں۔''.......(۴/نومبر ۱۹۱۸ء)۔

مولانا گرامی کے نام اقبالؒ کے خطوط اس وجہ سے بھی اہم ہیں کہ ان میں اقبالؒ کی طبعیت کی شگفتگی اور مزاح کی شادابی جو عام طور پر ان کے خطوط میں نہیں پائی جاتی۔ اقبالؒ کے خطوط کے اسلوب ایک علاحدہ مقام رکھتا ہے۔

ان خطوط سے اقبالؒ کا بڑا پن اور اُن کے حوصلوں کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے یہ عزائیم اسلام کے بارے میں ہیں، اقبال نے ''اسرارِ خودی' اور ''رموزِ بےخودی' کے نام سے ۲ دو مثنویاں لکھیں جن کا مرکزی نقطۂ قوم کا استحکام تھا۔ اقبالؒ نے قرآن کریم کے گہرے مطالعہ کے بعد جو روشنی حاصل کی تھی، اس کی بناء پر وہ قوم کو ایک پیغام دینا چاہتے تھے۔ مولانا گرامی کے نام ایک خط میں یوں لکھتے ہیں:۔

''مثنوی کا دوسرا حصہ قریب الاختتام ہے اب تیسرا حصّہ

ذ ہن میں آ رہا ہے اور مضامین دڑ* ی کی طرح اُمدے آ رہے
ہیں اور حیران ہو رہا ہوں کہ کس کس کو نوٹ کروں ۔ اِس
حصے کو مضمون ہوگا۔''حیات مستقبلۂ اسلامیہ''یعنی قرآن شریف
سے مسلمانوں کی آئندہ* ریخ پ کیا روشنی پڑ تی ہے اور جما (
اِسلامیہ جس کی* سیس دعوت ا. اہیم سے شروع ہوئی کیا کیا
واقعات وحوادث آئندہ صدیوں میں دیکھنے والی ہے اور
*. لآ ان . واقعات کا مقصود وغا $ کیا ہے۔ مضمون ، ڑا
*. زک ہے اور اس کا لکھنا آسان نہیں بہرحال میں نے یہ قصد
کرلیا ہے کہ اس کو ا یہ دفعہ لکھ ڈالوں گا اور اس کی اشا (
میری ز+ گی کے بعد ہو جائے گی* . # اس کا وقت آئے گا،
اشا (ہو جائے گی۔''ا

لیکن اقبالؔ کا ارادہ کسی وجہ سے پوُرا نہ ہوا اور مثنو* یت کا یہ حصّہ نہیں لکھا جا سکا۔

خان * زالدّین خان بستی دانشمندان (جالندھر) کے رK اور علم وادب سے دلچسپی ر p
والے . رگوں میں سے تھے۔ اور اقبالؔ کے مکتوب الیہم میں اِس وجہ سے بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں
کہ ان کے* م خطوط کی تعداد سید+ " ی * زی اور مولا* / امی کے بعد . سے ز* یدہ ہے۔ ۷۹
خطوط کا یہ مجموعہ . م اقبالؔ لاہور نے جسٹس ایس۔ اے رحمان کی مدد اور ان ہی کے پیش لفظ کے
ساتھ ۱۹۵۴ء میں شائع کیا ۔ اس سے قبل اِس مجموعے کے صرف ۲ دو خط اقبالؔ * مہ مرتبہ
شیخ » ءاللہ میں شائع ہوئے تھے۔

اقبالؔ اور خان محمد * ز الدّ ین خانؔ کے@ میں خط و کتا$ کا سلسلہ 'اسرارِخودی' کی اشا (کے بعد ۱۹۱۲ء سے شروع ہو؛ ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ سلسلہ اِس سے پہلے بھی رہا ہو1 د7 ب خطوط میں ۔ سے پہلا خط ۱۹/ جنوری ۱۹۱۶ء کا ہے اور آ ی خط ۱۵/ جون ۱۹۲۷ء کا ہے ۔ ۔ سے ز دہ خط (یعنی ۱۷) ۱۹۱۹ء میں لکھے گئے ہیں جبکہ ۱۹۲۶ء کا کوئی بھی خط نہیں مِلتا ۔ ۱۹۲۷ء میں صرف ا ۔ خط اور ۱۹۲۷ء میں دو ۲ خط لکھے گئے ہیں ۔ میرا یہ # ازہ ہے کہ بہت سے خط ضائع ہو گئے ہو نگے ۔ سبھی خطوط لاہور سے لکھے گئے ہیں سوائے ا ۔ خط کے جو لُدھیانہ سے لکھا H ہے ۔ یہ خط ۲۲/ اپ یل ۱۹۲۴ء کو لکھا H ہے ۔ لاہور میں پلیگ کی بیماری پھیل گئی تھی ۔ اِس وجہ سے اقبالؔ کچھ دنوں کے لیے لدھیانہ چلے گئے تھے، جہاں ان کی سُسرال تھی ۔

یہاں ان کے خطوط کا تفصیلی جائیزہ ہے، یہاں اس کا اعتراف کر: ضروری معلوم ہو؛ ہے کہ خان محمد * ز الدّ ین خان اقبالؔ کے اہم مکتوب الیہم میں سے ہیں مجھے ان کے حالات کہیں سے بھی د7 ب نہ ہو سکے ۔ اِس کے * رے میں نے بہت سے کتابوں کو پڑھنے کی کوشش کی 1 موصوف جالندھر کے رہنے والے تھے' ر K تھے اور علم دو ۔ تھے اور کبو * پ لنے کا شوق تھا جوان میں اور اقبالؔ میں ا ۔ جیسی تھی کچھ اور معلوم نہ ہو سکا ۔ نہ ریخ پیدائیش معلوم ہے اور * ریخ وفات، اور * یہ معلوم ہے کہ ان کا مشغلہ کیا تھا ۔ اقبالؔ کے خطوط سے بھی ان * توں پ کوئی روشنی نہیں پڑتی ۔ اگر ان صا # کے خطوط بھی محفوظ ہوتے جو انہوں نے اقبالؔ کو لکھے تھے تو کچھ * توں کی تفصیل بھی ہو جاتی ۔ خطوط اقبالؔ بنام * ز الدّ ین خان کے مطالعہ کے بعد کچھ # ازے لگائے جا h ہیں ۔ جن کی صحت کے متعلق یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ اقبالؔ کے # از مخاطبت سے # ازہ ہو؛ ہے کہ خان صا # اقبالؔ سے عمر میں کچھ س ڑے رہے ہوں گے کیو è بیشتر خطوط میں مخدومی صا # جناب خان صا # کے الفاظ سے مخاطب کیا H ہے ۔ چند خط ایسے بھی ہیں

جہاں ڈیرؔ خان صا # کا استعمال ہوا ہے۔ جون ۱۹۲۸ء کے بعد کا کوئی خط نہیں مِلا ہے۔ لہٰذا # ازہ یہی ہے کہ موصوف کا استعمال ہوا ہے جون ۱۹۲۸ء کے آس* پ س ہی ہوا ہوگا کیو è مکا M ؔ کی کوئی اور وجہ بھی معلوم نہیں ہو سکی ہے۔

جہاں -- ان کے مشغلہ کا تعلق ہے، اِس* . رے میں بھی اعتماد کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ اقبالؔ کے خطوط سے البتہ یہ معلوم ہو* ہے کہ کہ * زالدّین خان ۱۹۲۲ء میں مالیر کوٹلہ میں جج کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ بہر حال اتنا یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مالیر کوٹلہ میں جج کے عہدے کے لیے اقبالؔ سے سفارش کے طلب گار تھے۔ اقبالؔ کے خط ۱۹ دسمبر سے یہ اقتباس اس معاملے میں, پ خاصا واضح ہے۔

''مالیر کوٹلے کی ججی کے متعلق یہ عرض ہے کہ آپ ا -* . قاعدہ عرضی لکھیں۔ نواب مالیر کوٹلہ سے مجھے بھی واقفیت ہے میں اس , پ سفارش لکھوں گا اور نواب صا # سے بھی لکھوا دوں گا۔ اس کے علاوہ میر عبداللہ شاہ صا # نواب کے, پ ائیو $ سکریٹری بھی میرے دو -- اور ہم جما (ہیں۔ ان کی : مت میں بھی خط لکھوں گا۔ عرضی لکھ کر آپ لاہور لے آ N ۔ ذوالفقار علی خان صا # سے نواب مالیر کوٹلہ کے مراسم بہت اعلیٰ درجے کے نہیں ہیں -* ہم مجھے یقین ہے کہ آپ کی عرضی, پ سفارش لکھنے سے دریغ نہ کریں گے اور اگر سفارش کے علاوہ, پ ائیو $ خط بھی انہوں نے لکھ* دیا تو ازیں چہ بہتر۔''

لگتا ہے کہ یہ سلسلہ* دہ دیر -- نہیں رہا کیو è اِس کے بعد اس کا کسی بھی خط میں* کرہ

نہیں ہے۔البتہ * زالدین خان جنوری ۱۹۲۴ء سے پہلے کنج پورہ میں 5 زم ہو گئے تھے، اس کی شہادت ۲۰؍جنوری ۱۹۲۴ء کے خط میں ملتی ہے:۔

''اُمید ہے کہ آپ کنج پورہ میں کوئی مُفید کام کرسکیں گے۔نواب کنج پورہ نہایۃ نیک L آدمی ہیں۔ان سے آپ کا $ہ بھی خوب ہوگا۔''

۲۲؍اپریل ۱۹۲۴ء کے خط میں لکھتے ہیں:۔

''اُمید ہے کہ آپ کو اپنے نئے ماحول میں کبھی کبھی پرائیوۃ مشاغل کے لیے فرا (مِل جاتی ہوگی۔''۳۲

اِسی طرح ۱۳؍اپریل ۱۹۲۴ء کے خط میں نواب صا # کے لیے سلام لکھا ہے۔اس کے بعد ۲۹؍نومبر ۱۹۲۴ء کے خط میں اقبالؒ نے نواب صا # کی طرف سے میموریل لکھنے اور گورنر کے سامنے اسے پیش کرنے کی رضا مندی ظاہر کی ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ نواب کنج پورہ انگریزی حکومت سے کسی طرح کے حقوق کے طلب گار تھے۔اوراس سِلسلے میں وہ گورنر کے سامنے ایک عرضداشت پیش کرنا چاہتے تھے۔* زالدین خان چاہتے تھے کہ عرضداشت اقبالؒ لکھیں اور پیش کریں۔اقبالؒ نے اسی پیش کش کے جواب میں ۲۹؍نومبر ۱۹۲۴ء کا خط لکھا میموریل سے متعلق مختلف امور کا ذکر ۲۳؍دسمبر ۱۹۲۴ء کے مکاتیب میں بھی ملتا ہے۔

میموریل کا تذکرہ تو یہاں اِس لئے کیا کہ اِس سے * زالدین خان اورنواب کنج پورہ کے تعلقات پر بالوسطہ روشنی پڑتی ہے۔اس سے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں ہے کہ خان صا # وہاں کسی اچھے عہدے پر فائز تھے،خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ خان محمد * زالدین خان شعروشاعری سے بھی شغف رکھتے تھے۔اقبالؒ نے اپنے خطوط میں ان کے کئی اشعار کی خوبی کو سراہا اور ساتھ جہاں بھی کوئی بات کھٹکتی ہے،اس کا بَر 5 اظہار بھی کیا ہے۔ایک خط میں اقبالؒ نے ایک شعر لکھا اور

ساتھ ہی اس*۔ت کی* کید کر دی کہ یہ شعر مولا*۰ اَ امی کی : مت میں بھی پیش کیا جائے۔ مولا*۰ اَ امی خان صا # کے ہم وطن تھے اور اقبالؔ کے خطوط سے+ از ہ ہو* ہے کہ خان صا # اور مولا*۰ اَ امی کے مابین اچھے دوستانہ تعلقات تھے کیوè اکثر خطوط میں اقبالؔ نے مولا*۰ اَ امی نے *۰ م سلام لکھا ہے اور بعض وقت خان صا # سے ہی ان کی خیر$ معلوم کی ہے۔ چنانچہ اس خط کے جواب میں غالباً اُسی زمین اور بحر میں خان صا # نے کچھ اشعار لکھے۔ اقبالؔ نے لکھا:۔

''آپ کے دوسرے مصرعہ میں ای بہت,۔ڑے شاعر سے توارد ہH ۔ ان کا شعر ہے:''۔

آن چیز کہ در سینہ نہان ا۔۔ نہ وعظ ا۔۔ ے

,۔ دار تو ان گفت و بہà نتوان گفت''۲ے

ای اور خط میں خانؔ صا # کی شعر گوئی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''آپ کے اشعار سے مجھے تعجب ہوا۔ معلوم نہ تھا کہ آپ چھپے رستم ہیں، کیوں نہ ہو آ۔ مولا*۰ اَ امی کے ہم وطن ہیں۔''اے

شعروسخن کا یہ سِلسلہ خط وکتا$ کے ذریعے سے ہی آگے,۔ڑھتا ہے اور اس کے*۔رے میں کئی خطوط میں اقبالؔ نے خان صا # کے کلام کی خوبی اور خامی کیK)+ ہی بھی کی ہے، جو اُن کے اشعار میں*۔ پئے جاتے تھے اور اس سلسلے میں وہ مشورے بھی دیتے رہے۔ ای خط میں لکھتے ہیں:۔

''دونوں شعروں کا مضمون لا جواب ہے،1 بندش کھٹکتی ہے۔
پہلے مصرعہ میں*۰ قہ نشین' کھٹکتا ہے'این جا' حشو معلوم ہو* ہے۔
اَا پہلا مصرعہ یُوں ہو* ،قیس می گفت کہ از جام بلوریں رستم،
غالباً این جا' کی حشو$ کسی قدر کم ہو جاتی ہے، گو مطلق دور نہ ہوتی۔

دوسرے شعر کے دوسرے مصرعہ میں 'این جا' حشو معلوم ہو* ہے،

*۔لخوص جبکہ ورمیکد کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ان پ*Ā نی فرمائیے۔''۲

ا۔ اور جگہ لکھتے ہیں:۔

''مجھے تو یقین ہے اور اس کا اظہار بھی کسی پہلے خط میں کر چکا ہوں کہ

مولا*۰/ امی آپ کو شاعر بنا کے چھوڑیں گے۔یہ غزل انہیں ضرور دکھائیے۔''

شیخ درعہد جوانی بہ گل ول می ز ۔ ے

وعظ فرما شدہ آں روز کہ از کار شدہ

''خوب شعر ہے۔تھوڑی مشق کے بعد معمولی 6 جواب* پ ئے

جاتے ہیں' دُور ہو جا N گے۔''۳

دوسرے خط میں انہیں مولا*۰/ امی سے مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''تعجب ہے کہ آپ غزل تو مولوی/ امی صا # کی صحبت میں

لکھیں اور اصلاح کے لیے مجھ سے ارشاد ہو۔یہ ایسا ہی ہے جیسے

اصفہان میں رہنا اور سُرمہ ہندوستان سے + کر*۔آپ * ز ہیں

1/ امی صا # کی صحت ہے تو تمام جہان کے شعرا سے بے * ز۔''۱

خان محمد * ز اللّٰہ ین خان کا کلام مطبوعہ کی شکل میں کہیں بھی د7 ب نہیں ہے۔+ از ہ یہی ہے کہ مولا*۰/ امی کی صحبت اور اقبالؔ کے کلام سے متا* ہو کر وہ b شعر کہتے تھے *۔ قاعدہ شاعر نہیں تھے۔کچھ شعر مکاM کی وجہ سے* یادگار رہ گئے ہیں۔

ان مکاM میں اقبالؔ نے کچھ علمی اور سیاسی مسائل کو بھی چھیڑا ہے اور اس سلسلے میں اپنا

نقطۂ Ã واضح کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اقبالؔ کے* . رے میں یہ* . ت معلوم ہے کہ وہ گفتگو اور مراسلت میں مخاطب کی ذہنی اور دلچسپی کو مدِÃ ر p" تھے، اِس حقیقت کی روشنی میں مکا" M اقبالؔ بنام * زالدّ ین خان کا سرسری مطالعہ بھی اس کی گواہی دیتا ہے کہ خان صا # موصوف اچھی خاصی ذہنی دلچسپی ر p کے علاوہ علمی مذہبی اور اپنے وقت کے سیاسی مسائل سے بھی دلچسپی ر p" تھے، اسی بناء,پ ان مکا" M میں اس قسم کی* . تیں آ گئی ہیں ۔ جس زمانے میں اقبالؔ اپنی دوسری مثنوی 'رموزِ بےخودی' کی تصنیف میں مصروف تھے ۔ 'اسرارِ خودی' میں تصوّف اور خاص طور,پ خواجہ حافظ شیرازی,پ نہ. د " تنقید کے* . (ہندوستان کے مختلف اخبارات اور رسائل میں اقبالؔ,پ اعتراضات ہونے لگے، یہاں" کہ اقبالؔ کے ا- دو " خواجہ حسن* %ی بھی اس میں شامل ہو گئے اور اقبالؔ کے خلاف کئی مضامین شائع کئے ۔ اِس واقع کا ذکر کرتے ہوئے اقبالؔ * زالدّ ین خان کو لکھتے ہیں :۔

> ''میرا خیال تھا کہ فرصت کا وقت مثنوی کے دوسرے حصّے کو دوں گا جو پہلے سے ز* یدہ ضروری ہے، 1 خواجہ حسن %ی نے بحث چھیڑ کر توجہ اور طرف منعطف کر دی ہے ۔ تصّوف کی" ریخ لکھ رہا ہوں ۔ دو* . ب لکھ چکا ہوں یعنی منصور حلاّج "-* پ نچ چا ز* . ب اور ہوں گے ۔ اس کے ساتھ ہی علاّمہ ابنِ جوزؒی کی کتاب کا وہ حصّہ بھی شائع کر دوں گا جو انہوں نے تصّوف,پ لکھا ہے ۔'' ۲

فلسفۂ افلاطون جس نے مذہب کی صورت میں پیش کیا ۔ عسائیت کی ابتدائی صدیوں میں نہا $ مقبول تھا ۔ اور بقولِ اقبالؔ :۔

> ''مُسلمانوں میں یہ مذہب حراں کے عیسائیوں کے" اجم

کے ذ ریعہ سے پھیلا اور رفتہ رفتہ مذہب اِسلام کا ا یـ ۔ٌ و
بنH۔ میرےٰ ٌ د یـ یہ تعلیم قطعاً غیراسلامی ہےاور قرآن
کریم کے فلسفے سے اسے کوئی تعلق نہیں۔تصّوف کی عمارت اِسی
یۓ نی بے ہودگی پر تعمیر کی گئی۔''۱

تصّوف کا یہ حصہ کو جس کا تعلق اخلاق وعمل سے ہے اسے اقبالؒ قابل قدر سمجھتے ہیں، لیکن تصوف کا وہ حصّہ جو فلسفہ بنH ہے، اسے تعلیم قرآنی اور اسلام کے خلاف ما . . . ہیں۔

* زالدّ ین خان کو لکھتے ہیں:۔

''اسی فلسفے نے متاٌ ین صوفیہ کی توجہ صورت شکال غیبی کے
مشاہدہ کی طرف کر دی اور اُن کا نصب العین محض از*ۃ یقین
سا وتقامت ہے۔''۲

اِسی خط میں اقبالؒ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ہر چند متصوفین اِسلامیہ کی حکا یت کا مُطالعہ مفید ہے موجودہ زمانے کی ضرورت یہ ہے کہ علم دین حاصل کر کے اسلام کے علمی پہلو کو وضا # کے ساتھ پیش کیا جائے۔

اس کے* رے میں لکھتے ہیں:۔

''حضرات صوفیہ خود کہتے ہیں کہ شریعت ظاہر ہے اور تصوف
* طن لیکن اس پر آشوب زمانے میں وہ ظاہر جس کا* طن تصوف
ہے۔معرض خطر میں ہے۔اگر ظاہر قائیم نہ رہا تو اِس کا* طن
کس طرح قائیم رہ سکتا ہے۔مُسلمانوں کی حا ۓ آج* لکل
ویسی ہے جیسے کہ اسلامی فتوحات ہندوستان کے وقت

ہندوؤں کی تھی* یِ ان فتوحات کے اِ ث سے ہوگئی''۔۳؎

یہ اِقتبا سات ۱۹۱۶ء کے خطوط سے دیئے گئے ہیں ، اِس سال اقبالؒ پ, دشمنِ تصوف کا الزام لگا کر ان کے خلا ف مضا مین شائع کئے گئے، اسی طرح سے اقبالؒ کے ا یـ دو ــ سراج الدین* پ ل نے بھی کئی مضا مین لکھ کر اقبالؒ کے نقطۂ Ã کی تو جیہ پیش کر نے کی کوشش کی ۔ اقبال اس زمانے میں اپنے دوستوں کے* م خطوط میں ان کی توجہ اپنے مضامین کی طرف مصروف کراتے تھے۔

اس سِلسلے میں ا یـ خط ۸/ جولائی ۱۹۱۶ء کو * زالدّین خان کو لکھتے ہیں :۔

''معلوم ہو* ہے کہ میرا مضمون 'علم ظاہر وعلم* طن' جو دکیل میں شائع ہوا ہے آپ کی Ã سے نہیں گ/ را۔اسے بھی پ, ڑھیے، ا یـ اور مضمون لکھ رہا ہوں جو* لکل ن الا ہے۔غالباً آ ج ــ ایسا مضمون نہیں لکھا Hَ جن علماء نے تصّوف و جودیہ کی مخالفت کی ہے ان کی توجہ کبھی اس طرح نہیں ہوئی، بہر حال آپ دیکھیں گے تو داد دیں گے۔''۲؎

ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہو* ہے کہ خان محمد * زالدّین خان اپنے طور پ, بھی اِس موضوع پ, کتابیں وغیرہ پ, ڑھتے تھے، کتابوں کی * یابی پ, ڑی پ, یشانی پیدا کرتی ہے۔

چنانچہ اقبالؒ انہیں لکھتے ہیں:۔

''ہاں کتابیں نہیں ملتیں، پ, ڑی دِقت ہے شیخ روز بہانِ بقلی کی شرح شطحیات ا یـ عجیب وغری$ کتاب ہے۔اس میں صوفیاً و جودیہ نے جو خلاف شرع* تیں کہی ہیں، ان کی شرح ہے۔اگ/ یہ

رسالہ ہاتھ آ جائے تو تصوف کے بہت سے مسائل پر روشنی پڑے
گی1*. وجود تلاش کے د7یاب نہیں ہوسکتا۔''۳؎

ای- اور خط میں مذہب کا درجہ اور مقصد کے*. رے میں یوں لکھتے ہیں کہ:۔

''مذہب کا مقصود عمل ہے کہ Kا ن کے عقلی اور دِماغی تقاضاؤں کو پورا کر*.،
اِسی واسطے قرآن شریف کہتا ہے:۔ ومَا اوتیتم من العلم الا قلیلا۔
اَا مذہب کا مقصود عقلی تقاضاؤں کو پورا کر*. ہو بھی (جیسا کہ ہنود کے رشیوں اور
\ ں نے خیال کیا ہے) تو زمانۂ حال کی خصوصیات کے اعتبار سے اس
کوÃ+ از کر*. چاہیئے۔ اِس وقت وہی قوم محفوظ رہے گی جو اپنی عملی رو*یت
پر قائم رہ سکے گی۔

اِس دور میں . مِٹ جا N گے، ہاں*. قی وہ رہ جائے گا
جو اپنی راہ پہ قائم ہے اور پکّا اپنی ہٹ کا ہے۔''۴؎

رموزِ بےخودی کے*. رے میں ۷رفروری ۱۹۱۷ء کو لکھتے ہیں:۔

''افسوس کہ مثنوی کا دوسرا حصّہ ابھی تیار نہیں ہوسکا۔کل کچھ فرصت مِل گئی
تھی۔فِقہ وہ مسئلہÄ کیا جس کی رُو سے مسلمانوں پر اس دشمن پر حملہ کر*.
حرام ہے جو صلح کی اُمید میں اپنے حصار و غیرہ اَ ادے۔اِس مسئلے کا ذکر
کر کے اِس کی حقیقت اور فلسفہ لکھا ہے کہ شرع نے کیوں ایسا حکم د*یا
ہے۔عجیب عجیب*. تیں ذہن میں آتی ہیں،1 قلب کو یکسوئی میسر نہیں۔''۱؎

۴رنومبر ۱۹۱۷ء کو 'رموزِ بےخودی' پوری ہونے کے*. رے میں بتاتے ہیں کہ:۔

''دوسرا حصّہ اِK ءاللہ اِس سال سے پہلے ختم ہو جائے گا،صرف

چنداشعار کی کسر*. قی ہے،اگر آج وہ اشعار لکھے جا N تو ا یـ
ہفتے کے H رد کر کے کتاب مطبع میں دِی جاسکتی ہے۔1 میں
اِنتظار میں ہوں کہ وہ اشعارآ N تو ان کو مثنوی میں داخل کر دوں‘‘۔

اِسی خط میں رموز کے*. رے میں اپنی رائے دی ہے، لکھتے ہیں:۔

’’دوسرے حصّے کے مضامین سے پہلے حصّہ,پہ کافی روشنی,پڑے گی
اور بہت سی تشریحات جو پہلے حصّے کے اشعار کی‘ کی جارہی ہیں،
خود بخود غلط ہوجا N گی۔ اِسلامی نیشنلزم کی حقیقت اس سے واضح
ہوگی اور یہ کہنے میں کوئی مبالغہ*یِ خود دستائی نہیں کہ اِس رنگ کی
کوئیÄ*یِ اسلامی لٹرZ میں آج تک نہیں لکھی گئی۔‘‘۲

اسلامی نیشنلزم اقبالؔ کا ایک محبوب موضوع ہے اور آخری وقت تک بھی وہ اس موضوع کے *. رے میں اپنے نقطۂ Ã کی وضاحت کرتے رہے۔ اقبالؔ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو اور خط وکتابت میں اپنا نقطۂ Ã بیان کرتے رہتے تھے، اوراس طرح سے ان کےÃ*یت کی تعبیر ہوتی ہے بلکہ ان کی فکر کے ارتقائی منازل بھی سامنے آتے ہیں۔

انجمن حمایت اِسلام لاہور ایک ایسی انجمن تھی جو اپنی کارکردگی کے*. عث شمالی ہندوستان میں خاصی مشہور ہوئی۔ اس کے سالانہ اجلاس,بڑے اہتمام سے ہوتے تھے۔ اور مسلمان ادیب شاعر اور دانشور اس اجلاس میں شرکت کرتے تھے۔ اقبالؔ ابتدا ہی سے انجمن میں دلچسپی لیتے تھے اور سالانہ اجلاس میں خاص طور,پہ شریک ہوتے تھے۔ ان کی کئی مشہور نظمیں انہیں اجلاسوں میں ,پڑھی گئی ہیں جن میں ’شکوہ‘ ’’شمع وشاعر‘‘ لاہور کے رکن منتخب ہوگئے اور ۱۹۰۰ء کے آغاز میں انجمن کے پندرہویں سالانہ اجلاس میں اپنی مشہورÄ*لہٗ یتیم‘ ,پڑھی۔ اوراس طرح انجمن کے ساتھ اقبالؔ

کا تعلق ,.ڑھتاHی ۔۱۹۰۹ء میں انجمن کی مجلس انتظامیہ کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۱۰ء میں جنرل کو ± کے ممبر منتخب ہوئے اور اسی سال جولائی میں انجمن کی کالج کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے ۔۱۴؍ دسمبر ۱۹۱۹ء کو اقبالؔ کی انجمن کے سکریٹری جنرل منتخب ہوئے اقبالؔ نے اس کے لیے بطور خاص کوئی کوشِش نہیں کی البتہ وہ اس* ۔ت,پ آمادہ تھے کہ اَ/ موجودہ سکریٹری مستعفی ہوجا N تو انجمن کا کام وہ سنبھالنے کو تیار ہیں، چنانچہ اس* ۔رے میں خان * زالدّین خان کے پوچھنے,پ اقبالؔ نے ۹؍ نومبر ۱۹۱۹ء کو انہیں لکھا:۔

''سکریٹری ؒ پ انجمن حما$ اسلام کے لیے میں کوئی کوشش کررہا ہے، مُسلمان پبلک میرے سپرد یہ کام کر* چاہتی ہے اور میں نے بعض معززین سے وعدہ کیا ہے اَ/ عبدالعز: صا # مستعفی ہوجا N تو یہ کام اپنے ذمہ لے لوں گا۔اس سے ز* دہ میری اور کوئی کوشِش نہیں، اَ/ عبدالعز: نے یہ کام چھوڑ ز* تو میں جہاں -- میرے بس میں ہوگا، کام کرونگا۔''[۱]

اقبالؔ انجمن کے جنرل سکریٹری ۱۹۲۲ء -- رہے اور اس کے بعد بھی انجمن سے ان کا تعلق ,. ا,. رہا۔۱۹۲۳ء میں دو* ۔رہ جنرل سکریٹری کا انتخاب ہوا۔۱۹۲۴ء میں پھر مستعفی ہوکر صدر انجمن منتخب ہوئے لیکن جلد ہی صدارت سے استعفٰی دے ز* ۔

اِسی طرح دسمبر ۱۹۲۶ء میں اقبالؔ پنجاب لیجسلیٹو کو ± کے ممبر منتخب ہوئے ۔اس سے پہلے ۹۲۳ء میں بھی لاہور کے بعض لوگ چاہتے تھے کہ اقبالؔ الیکشن لڑیں لیکن اقبالؔ راضی نہ ہوئے ۱۵؍ مئی ۱۹۲۳ء کے خط میں * زالدّین کو لکھتے ہیں ۔''

''مجھ سے بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ لاہور کی *.$ کو ±

میں کرو،لیکن اور اُمیدوار بھی ہیں اور میں یہ* ۔ ت خلاف
ا « ف تصّو رکر* ہوں کہ ان سے کہوں کہ تم میری خاطر
اُمیدواری سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ وعدۂ امداد کے لئے
شکر/ ۔ ارہوں 1 غالباً میں کھڑا نہ ہوں گا۔''۱

لاہور کے مسلمان اقبالؔ کے الیکشن لڑنے کے انکار کے* ۔ وجود اِس سِلسلے میں دفد اقبالؔ سے ملے اور انہیں آمادہ کرنے کی کوشِش کرتے رہے۔ اِسکے* ۔ رے میں اقبالؔ ۲۵/جون ۱۹۲۳ء محمد * زالدّ ین خان صا # کو لکھتے ہیں:۔

'' آپ نے کسی گذشتہ خط میں مجھ سے کو± کی اُمیدواری
کے متعلق ڈ* ۔ فت کیا تھا،سوعرض ہے کہ لاہور کے مُسلمانوں
نے مجھ سے بہت کہا 1 میں نے انکار کر ڈ* ۔ لیکن اب -- انکار
اصرا± ستور جاری ہے۔قریباً ہر روز ان کا ا ۔ نہ ا ۔ وفد
آ جا* ہے۔''۲

اصل میں اقبالؔ میاں عبدالعز ۔ سے جو اس حلقۂ انتخاب سے اُمیدوار تھے۔مقابلہ نہیں کر* چاہتے تھے۔اقبالؔ کے ان سے تعلقات بہت اچھے تھے۔

۲۰/جولائی ۱۹۲۳ء کو محمد * زالدّ ین خان صا # کے* م خط میں لکھتے ہیں:۔

'' لاہور کے لوگ مجبور کرتے ہیں اور بہت سے ڈیپوٹیشن
ان کے آ چکے ہیں 1 میاں عبدالعز ۔ سے مقابلہ کر* میں
نہیں چاہتا۔ان سے د ۔ ینہ تعلقات ہیں،ا/ چہ مقابلے
کے بعد انتخاب ہو جا* قریباً یقینی ہے* ہم یہ* ۔ ت میرے

,ند یـ مروّت کے خلاف ہے کہ ا یـ موہومی دنیوی فائ ے

کی خاطر دِ یینہ تعلقات کوĀ# از کردوں ۔''۳؎

اقبالؔ نے۱۹۲۳ء کا الیکشن نہیں لڑا البتہ ۱۹۲۶ء میں انہوں نے اس وقت الیکشن میں حصّہ لیا

. # میاں عبدالعز یز اُن کا ساتھ چھوڑ *یـ ۔۱۹۲۶ء کے انتخاب کے* رے میں * زالدّ ین خان

کے م خطوط میں کوئی ذکر نہیں ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ۱۹۲۶ء کا کوئی خط خان صا # کے م

نہیں مِلتا ۔

* زالدّ ین خان اور اقبالؔ میں ا یـ جیسی عادتیں تھی کہ دونوں کبو وں کے شوقین تھے، کبو

* پ لنے کا شوق اقبالؔ کو بچپن ہی سے تھا اور اس سلسلے میں وہ خاص اہتمام کرتے تھے طرح طرح

کے کبو* پ لتے تھے، بقولِ خالد نظیر صوفی' چو è اِس زمانہ میں فرا (*یـ دہ تھی ۔ اِس لئے لوگ

عجیب عجیب مشاغل رکھے تھے ۔انہیں میں سے ا یـ مشغلہ کبو* پ لنا بھی تھا، اور سیالکوٹ کے محلّہ

کشمیر*یـ ں میں تو یہ شغل ان دنوں زوروں پ تھا۔آج بھی وہاں اِس کے کافی * رملتے ہیں ۔ چو è

بچّے پ+ وں اور جانوروں کے دِلدادہ ہوتے ہیں۔ اِس لئے ان کا اس ماحول میں کبو وں کی

طرف خیال ہو جا* ا یـ عام* ت تھی ۔میان جی (والد اقبالؔ) نے ان کا شوق دیکھ کر انہیں گھر پ

ہی کبو ہی کبو ر p کی اجازت دے دی* کہ وہ کبو وں کے شوق میں غلط صحبت میں نہ پ

جا N ۔اب** جان (اقبالؔ) اپنے کبو اُڑاتے اور O ں خاموش بیٹھے اُن کی پ واز سے

لُطف # وز ہوتے رہتے ۔''۱؎

کبو* پ لنے کا شوق انہیں بقولِ خالد Ā صوفی جا+یـ اقبالؔ کی ولادت -- رہا،

جا+یـ اقبالؔ کی ولادت ۱۹۲۴ء میں ہوئی اور * زالدّ ین خان کے م جس خط میں آ ت رکبو وں

کا ذکر ہے وہ ۱۹۲۲ء کا ہے۔اس صورت میں خالد نظیر صوفی کی* ۔ت میں ماننے میں کسی قسمِ کا۔۔ مل نہیں ہوسکتا۔اصل میں اقبالؒ نہیں چاہتے تھے کہ جاو± اقبالؒ پ اس شوق کے ا ات پ یں'اس ت کِ شوق کے بعد بھی کبو ں سے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ۔# کبھی آپ چھت پ ہوتے تو دُور فضا میں محوِ پ واز کبو وں کو فوراً پہچان ! کہ یہ کون سی قسم ہے اور وہ کاM ± ۔''۳۔

* زالدّین خان جیسا کہ اوپ ذکر ہوا ہے،خود بھی کبو* پ لنے کا شوق ر p تھے اور اقبالؒ کو بہت اقسام کے کبو بھیجتے رہتے تھے،لہٰذا اُن کے م متعدد مکتو ۔ت میں اِس موضوع پ طرح طرح کی تصریحات کا* پ جا* ا۔ قدرتی عادت ہے۔

ا۔ اور خط میں لکھتے ہیں:۔

''کبو وں کے ۲ دو جوڑے جو آپ نے بکمالِ عنا$
» فرمائے تھے۔ان میں سے ا۔ جوڑا بچے نہیں دیتا۔
H ے تو دیتا ہے اور دوسرے کبو وں کے نیچے بھی
اس کے H ے رکھے جا N تو بچّے نہیں %،دوسرے
جوڑے نے بچّے دیئے،1 ان میں سے ۲ دو جو بہت اچھا
اُڑتے تھے،شکاری جانوروں کا شکار ہوگئے،ا۔* ۔قی ہے
جوڑے میں ضعیف اور کمزور ہے،اُمید نہیں کہ د۔ ٭ ہ
رہے۔بہتر یہ ہے کہ چند بچّوں کے جوڑے بھجوایئے۔اَ ممکن
ہوتو۔ میں نے لُدھیانہ بھی لکھا ہے اور شا ہجہا Z ر
سے بھی اK اءاللہ کبو آ جا N گے۔''۱

خط کی ا۔ ا۔ سطر سے اقبالؒ کی کبو وں سے دلچسپی کا اظہار ہو۔ ہے۔اقبالؒ کے مِلنے

والوں میں جن لوگوں کو اس شغل سے دلچسپی تھی، اقبالؔ اس موضوع پر ان سے تبادلہ خیالات کرتے۔

چنانچہ خان صاحب کو خط میں آگے لکھتے ہیں:۔

''آپ کے صاحبزادے نے ذکر کیا تھا کہ فیروز پور میں کوئی شخص ہے جو کبوتروں کو مستقل رنگ دے سکتا ہے، جو رنگ اُن کے بچّوں میں منتقل ہوسکتا ہے۔ مہربانی کر کے صاحبزادے سے دریافت کیجئے کہ اس آدمی کا پتہ کیا ہے۔ کل کرنل سٹیفنسن صاحب سے کبوتروں کے رنگوں کے متعلق بہت گفتگو ہوئی۔ انہوں نے چند کتابوں کے نام لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔''[۲]

ایک اور خط میں کبوتروں کے جوڑے منگواتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ہاں کبوتروں کے متعلق لکھنا بھول گیا۔ دو جوڑے ارسال فرمائے تھے جن میں سے ایک عدم وجود کے برابر تھا کیونکہ وہ اپنے انڈے توڑ دیتا تھا۔ اب مہربانی کر کے ۲ دو جوڑے اور اگر دو نہیں تو ایک ارسال فرمائیے وہ نسل کبوتروں کی بہت عمدہ ہے۔ اس نسل سے ہوں جس سے پہلے وہ کبوتر تھے۔''[۱]

اپریل ۱۹۲۰ء کے ایک خط میں اقتباس مُلاحظہ کیجئے کہ اِس سے کبوتروں کے بارے میں اقبالؔ کا شوق دکھائی دیتا ہے اور ساتھ ہی خانؔ صاحب کے بھیجے ہوئے کبوتروں کی تعریف بھی کی ہے، لکھتے ہیں کہ:۔

''کبو ت وں کے واسطے میں نے ماسٹر رحمت اللہ ڈرائینگ
ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جالندھر کولکھا ہے۔ا/ وہ عنقری$
لاہور آنے والے ہوئے تو ان کے ذریعے ارسال فرما
دیجئے گا۔اورا/ مجھے معلوم ہوا کہ وہ عنقری$ آنے والے نہیں
ہیں تو پھر میں آپ کے بُلانے پر اپنا آدمی یہاں سے ارسال
کردوں گا۔اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کے کبو ت وں کے
.. ا.. میرے تجربے میں کوئی ± کبو ت وں کی نہیں آئی۔
میں نے لُدھیانہ، ملتان، سیالکوٹ، گجرات، شاہجہاZ رسے
کبو ت منگوائے 1 اتنی تعداد اچھے خواص کی کسی ± میں جمع
نہیں، جتنی کہ آپ کے کبو ت وں میں ..* ت تو یہ ہے کہ
ظاہری شکل خوبصورت اور اُس کے ساتھ اُڑان اور کھیل۔''۲؎

ا۔ اور خط میں دیکھئے* ت کبو ت وں سے ہوتی ہوئی کہاں پہنچتی ہے۔کہاں کبو ت اور کہا شریف حرم۔اس خط کا متعلقہ اِقتباس 5 حظہ کیجئے اور اقبالؒ کے ذہن کی داد دی جاسکتی ہے۔

''نواب ا.. اہیم علی خان صا # نے گنج پورہ سے چند سفید
کبو ت بھیجے ہیں دیکھنے میں وہ بھی نہا$ اچھے ہیں۔کیا عجیب
کہ وہ صاف میں بھی اچھے ہوں۔چو è بھیجنے وا* ئی کعبہ
کا ہمنام ہے اِس واسطے میں نے کبو ت وں کو کبو ت انِ حرم کا
خطاب *ی ہے۔1 افسوس ہے کہ آج کل کے کبو ت انِ حرم پر
اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔کسی فارسی استاد کا شعر تھا۔میں نے

اس پر ا یک اور شعر لگا کر شریف حرم کو خطاب کیا ہے۔‘‘

ے * مرغِ حرم از منِ دِل سوختہ فرما

اے آ è بصحرا L آزاد. آری

ے جو* ئے گلستانی واز طالع گمراہ!

, ستم کہ سراز خانۂ صیاد. آزی‘‘ ا؎

مولا*. شیخ غلام قادر/ امی جو اقبالؒ کے دو ست تھے، خان محمد * زالدّ ین خان کے ہم وطن تھے، مولا*. / امی اقبالؒ اور خان صا # کے مشترکہ دو ست تھے۔ دو دوستوں کی مراسلت میں ان کا ذکر* . ا یک قدرتی امر ہے۔ اور پھر اُس وجہ سے بھی کہ تینوں میں شاعری ا یک قدرِ مشترک تھی، چنانچہ * زالدّ ین خان کے* م مکا M میں مولا* . / امی کا ذکر* . * . ر* یا ہے۔ کبھی اقبالؒ انہیں خان صا # کے وسیلہ سے سلام بھیجتے ہیں، کبھی ان کی خیر $ معلوم کرتے ہیں، اور کبھی اپنے کسی شعر پر اُن کی رائے طلب کرتے ہیں اور کبھی مولا* . کے کسی شعر کی داد دیتے ہیں۔

ا یک خط میں مولا* . / امی کی طرف سے خط کا جواب نہ آنے کی شکا $ کی ہے لیکن شکا $ کا # از تھا:۔

’’عرصہ ہوا میں نے انہیں (/ امی) خط لکھا تھا، 1 ان کے لیے خط کا جواب دینا ایسا ہی* . ممکن ہے جیسا روس کا موجودہ حالات میں . منی سے لڑ سکتا۔‘‘ ۲؎

ا یک اور خط میں لکھتے ہیں:۔

’’/ امی صا # تو امام غا $ ہو گئے، معلوم نہیں اس غیبت صغریٰ

کا زمانہ . ختم ہوگا۔''۴؎

ا۔ خط میں اپنا ا۔ شعر لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اسے مولا*۰ / امی کو بھی سُنا* ۔ جائے۔ اسی طرح ا۔ خط میں لکھتے ہیں:۔

''کیا مولوی/ امی لاہور آنے کا بھی قصدر p ہیں* ۔ نہ؟ معلوم

ہو*۔ ہے کہ خوف زدہ ہوگئے، 1خوف کی کوئی* . ت نہیں کل ا۔

شعر لکھا تھا، مولوی صا # کی: مت میں عرض کیجئے۔''

ے ,. ق را ایں بہ جگر می ز+ ، آں ران کند

عشق از عقل فسون پیشہ جگر دار ٭ ا ۔''۵؎

ا۔ خط میں/ امی کے اِس شعر کو بطورِ عنوان درج کر کے اس کی ,. ی تعریف کی ہے:۔

ے عصیان ما در حمت ,پ وردگار ما

این را نہایتے ا ۔ نہ آن انہایتے

اسی خط میں/ امی کے ا۔ شعر کے الفاظ عنوان آن نگاہ میں لفظ آں' کو نکالنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''یہ مشورہ مولا*۰ کی: مت میں پیش کیجئے۔

غرض * زالدّین خان کے*۰ م بہت کم خط ایسے ہیں جن میں مولا*۰ / امی کا ذکر* ۔ نہ ہو۔

سیّد+ , ۔ * زی !۔ اقبالؒ کے مکتوب الہیم میں اس لحاظ سے کافی اہمیّت کے حامل ہیں کہ ان کے*۰ م مکا M کی تعداد . سے ز* ۔ دہ یعنی ۱۸۱ ہے۔ ان خطوط کو سید+ ", ۔ * زی نے ا۔ مجموعے کی صورت میں مکتو* . تِ اِقبالؒ کے*۰ م سے ۱۹۵۷ء میں اقبالؒ اکاڈمی لاہور کے ذریعہ سے شائع کر* ۔ ۔ اس میں مر$ مکتوب کا پس منظر اور وضا # طلب امور کی تشری بھی دی ہے اور اس طرح سے یہ مجموعہ د V تمام مجموعۂ مکا M ,پ فوقیت رr ہے۔ ا/ چہ پہلا خط ۱۹۲۹ء کا شامل مجموعہ ہے،

*ٔ ہم ۱۹۳۴ء-- خطوط کی تعداد بہت ہی کم ہے اصل میں ۱۹۳۱ء، ۱۹۳۲ء، اور ۱۹۳۳ء میں اقبالؒ خلاف معمول لاہور سۓ ہر رہے، ۲ دو دفعہ لندن میں گول میز کا / نس میں شر ۔ کی۔ پہلے اِسلامی کی دعوت پر M. المقدس بھی گئے اور دوسری رفرانس سے ہوتے ہوئے اسپین گئے۔ لہٰذا قدرتی طور پر سیا # کے دَوران خط و کتا $ کا سِلسلہ بہت حد-- منقطع رہا۔ ۱۹۳۴ء اور اس کے بعد خطوط کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کی سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اقبالؒ کے علاج کرنے والے حکیم C صا # دہلی میں قیام کرتے تھے اور + ٔ * زمی صا # ہی تھے۔ چنانچہ اقبالؒ کی بیماری کی تفصیلات اور پرہیز کے رے میں ان خطوط میں جا بجا ملتے ہیں۔

سید + ٔ *زی جامعہ اِسلامیہ کے / یجو $ تھے اور بعد میں اسی اِدارہ میں وہ اُستاد کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اسلامی ریخ ان کا خاص مضمون تھا۔ * زمی صا # کے والد شاہ جی، سیالکوٹ کے اس محلے کے رہنے والے تھے جہاں سے اقبالؒ کا تعلق تھا۔ شاہ جی جامعہ کے قر $ (. # جامعہ قرول غ دہلی میں کرایہ کے مکا ت میں تھی) ا۔ مکان بنوالیا تھا۔ دہلی میں سکو $ اور جامعہ — اسلامیہ میں تعلیم کے ٔ سید + ٔ * زمی کو اُردو زن پر بہت اچھی قدرت حاصل تھی۔ سیماب پر مجردK ن تھے۔ اپنی ذہا $ اور لسانی کی وجہ سے جامعہ میں ا۔ خاص مقام کے حامل تھے لیکن ذہا $ کے وصف محض اپنی غیر منتظم + گی کی وجہ سے جو بھی علمی کام اپنے سر لیٔ تھے، اسے مشکل سے کر پاتے تھے چنانچہ. # وہ اقبالؒ کے انگریزی خطبات کا ترجمہ کرنے کی غرض سے طویل رخصت پر کشمیر آئے، تو پروفیسر مسعود حسین خان کی روا $ کے مطابق کشمیر میں اپنے ڈھائی ماہ کے قیام میں وہ بمشکل چند صفحات کا ترجمہ کر سکے یہ ترجمہ بعد میں مکمل ہو کر اقبالؒ کی وفات کے بعد شائع ہوا۔

+ ٔ * زمی کو اقبالؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ اقبالؒ سے ان کا تعلق مراسلت سے بہت پہلے

قائیم ہو چکا تھا۔بقول * زی:۔

" ''۱۹۱۸ء کے اوا ٘ ہی سے٭ . لالتزام حضرتِ علامہ کی : مت میں حاضر ہور ہا تھا۔''!

تحر ی ۔ ,ک مولا٭ کے سِلسلے میں * زی صا # ۔۱۹۲۰ء میں علی اَ ھ چلے گئے اور جامعہ سے منسلک ہو گئے اور ۱۹۲۵ء میں . # جامعہ کو دہلی منتقل کیا H! تو * زی صا # بھی دہلی آئے اور ۱۹۳۵ء -- اس سے وابستہ رہے۔اس سارے عرصے میں دو سال میں ا ی آ دھ٭ . رلا ہور چلے جاتے اور اقبالؒ سے مِل آتے ۔۱۹۳۵ء میں . # وہ جامعہ سے+ دِل ہو کر لا ہور چلے گئے تو پھر تو تقریباً ہر وقت اقبالؒ ا ی : مت اَ ارکی حیثیت سے ان کے اِرداَ درہتے تھے۔

+ , ی * زی سے جیسا کہ اُو پ ذکر ہوا ہے مراسلت کا آغاز ۱۹۲۹ء سے ہوا اور پہلا خط جو اقبالؒ کا * زی صا # کے مجموعے میں ہے وہ ۲۴ / مارچ ۱۹۲۹ء کا ہے، گو اسِ میں پچھلے کسی خط کا بھی + کرہ ہے جس کے٭ . رے میں + , ی * زی نے لکھا ہے کہ ضائع ہوH! ہے۔۲۴ / مارچ ۱۹۲۹ء کے خط سے ظاہر ہو٭ ہے کہ سیام مشرق کی طبا (کا سِلسلہ جامعہ کے ساتھ چل رہا تھا + , ی * زی لکھتے ہیں کہ جامعہ پ یس کا انتظام . # مجیب صا # نے اپنے ہاتھ میں لیا تو یہ صلح ٹھہری کہ اقبالؒ کی کوئی کتاب جامعہ پ یس میں شائع ہو، چنانچہ + , ی * زی کی وساطت سے یہ تجو ی اقبالؒ -- پہنچائی گئی اور اقبال اس٭ . ت پ راضی ہو گئے ۔ چنانچہ پیام مشرق کی طبا (کا کام شروع ہوH! ۔ اس کے٭ . رے میں میں اقبالؒ نے جو خطوط لکھے ان سے اقبالؒ کی شخصیت کا یہ پہلو بہت ابھر کر سامنے آجا٭ ہے٭ ہے کہ معا5 ت میں اقبالؒ کا طر زِ عمل بہت ہی صاف اور اصولی تھا۔اسی دوران میں سیّد+ , ی * زی صا # کا یورپ جا کر مز+ تعلیم حاصل کرنے کا اِرادہ تھا۔ان کا خیال تھا کہ انگلستان٭ ی . منی میں اسلامی تصّوف کا مطالعہ کے موضوع پ تحقیق کریں انہوں نے اقبالؒ سے مشورہ کیا تو اقبالؒ نے انہیں لکھا کہ:۔

''تصوّف لکھنے,پڑ ھنے کی چیز نہیں ، بلکہ عمل کرنے کی چیز ہے ۔کتا بوں کے مطا لعے اور *۔ ر 8 تحقیقات سے کیا ہو* ہے ۔کسی کو کوئی حقیقی فا+ ہ نہیں پہنچتا ۔ نہ کتابوں کے مصّنف کو نہ اس کے ,پڑ ھنے والوں کو اِس کے علاوہ مجھے اُمید ہے کہ بمبئی کے* . ایسے مضمون,پڑ ھنے والے کسی کو دلا $ بھیجیں ۔وہ علمی لوگ ہیں ایسے مضمون ان کو اپیل نہیں کرتے ۔بہتر ہو کہ آپ کسی اچھے ہُنر کی تلاش میں ولا $ جا N ۔''[۱]

دوسرے خط میں انہیں* ریخ کے موضوع,پر کام کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھا کہ اقبالؒ کا خیال تھا کہ ''میں تصوف,پر* ریخ کو ترجیح دیتا ہوں ۔''[۲]

اقبالؒ کا خیال تھا کہ جامعہ سے وہ اپنی اور کتابیں بھی شائع کرادیں ،لیکن مجیبؒ صاب کی عدا ۔ کے* . (ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

''میرا اِرادہ آپ کے مطبع سے اور کُتب انگر,ی ی
واُردو و فارسی چھپوانے کا تھا 1 افسوس ہے مجیب صا #
بیمار ہو گئے ....کتاب* . نگِ درا بھی قریباً تیار ہے ۔اِس کی
چھپوائی کا انتظام تو شا+ ابھی نہ ہو سکے ۔اطلاع دیں کہ اَ/
آپ نہ چھاپ سکیں ،تو لا ہور ہی میں چھپوانے کا انتظام کیا جائے ۔''[۳]

مجیب صا # نے طول کھینچا،اور . # سبھی جا ... ہیں اقبالؒ کے دوسرے کتا بیں لا ہور ہی سے چھپ1 رہیں ۔اسی طرح اقبالؒ نے ا ۔* . ر+ , ی * زی سے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ڈاکٹر سید عا+ حسین ان کے انگر,ی ی لیکچروں RECONSTRUCTION OF RELIGIOUS THOUGHT IN ISLAM کا اُردو ترجمہ کریں لیکن عا+ حسین صا # نے مصروفیت کے * . (معذوری کا اظہار کیا ۔ بہر حال اِس کے* . رے میں ۴/اپر یل ۱۹۳۰ء کے خط میں *'زی

صا # کو لکھتے ہیں کہ:۔

''انگر۔ ی لیکچر رقریباً ۱۵/اپ یل ۱۹۳۰ء ت۔ چھپ کر تیار
ہوجا N گے۔آپ اپنے دو ت سے پوچھئے کہ *۔ وہ اُردو
,ت جمہ کرنے کے لیے لاہور آسکیں گے *۔ نہیں، اگر وہ آ h ہوں
تو آپ خود یہ کام کرنے کو تیار ہیں *۔ نہیں ,ت جمہ بلا معاوضہ نہ ہوگا۔''[۱]

اقبالؔ چاہتے تھے کہ جو صا # بھی ان لیکچروں کا ,ت جمہ کریں وہ لاہور میں رہ کر ہی ایسا کریں *۔ کہ اس طرح سے وہ *: اتِ خود اس ,ت جمے کی نگرانی کرسکیں۔ چنانچہ ا یہ اور خط میں * زی کو لکھتے ہیں:۔

''میرا خیال ہے کہ آپ لاہور تشریف لا N اور نمونتاً ا یہ آدھ لیکچر
کا ,ت جمہ کریں پھر فیصلہ ہو سکے گا۔ اِس کام میں اور احباب کی مدد بھی
آپ کے شامِل حال ہوگی۔''[۲]

جن مکا M کا خطبات کے ,ت جمے سے تعلق ہے وہ اِس طرح سے ایسے مقامات اور الفاظ کی تفہیم کا مسئلہ بھی حل ہو جا *۔ ہے خطبات کے * رے میں اہل قلم جا ... ہیں کہ بعض اوقات ان میں اختصار کے L سمجھنے میں دِقت پیدا ہوتی ہے۔اب جس قدر بھی ان مکا M میں تفصیل آ گئی ہے وہ غنیمت ہے۔سید : , ی * زی . # ,ت جمہ کر رہے تھے تو اقبالؔ نے انہیں خاص طور ,پ اس کی ہدا $ کر دی تھی کہ اَدائے مطلب کے * رے میں علماء کا مشورہ ضروری ہے۔لہٰذا * زی صا # ,ت جمے کی اکثر عبارتیں جامعہ ــــ اسلامیہ کے عربی کے اُستاد مولا *۔ محمد السوٗرتی اور مولا *۔ اسلم جیراجپوری کو ,پڑھ کر سناتے، چنانچہ جیسا کہ : , ی * زی نے لکھا ہے کہ ا یہ روزی تیسرے خطبے کے سلسلے میں نور کی بحث آ گئی۔اور پھر ہر چند کہ میں نے مولا *۔ کی غلط فہمی رفع کرنے کی کوشش کی انہیں اصرار رہا کہ میں

یہ خیال حضرت علامہ-- پہنچادوں یہ اعتراض . # اقبالؒ-- پہنچا تو انہوں نے اِس کے جواب میں لکھا:۔

''مولا*· کا ارشاد بجا ہے ۔1 اس آ $ کو* ر 8 نقطۂ Ã سے دیکھنا چاہئے ۔ اِس مضمون کی آ* یت قریباً تمام کتب ساوی میں موجود ہیں ۔ اس کا مقصود یہ نہیں کہ: اما وی معنوں میں نور ہے ۔

IGHT DEALT WITH IN PHYSICAL SCIENCE

نور محض ا ِ- استعارہ ہے، جسے قدیم کُتب ساوی میں PANTHEISTIC اغراض کے لیے ۔ اِستعما کیا H تھا، یعنی وجو* ری کو ہمہ گیر PERVASIVE ظاہر کرنے کے لیے ۔قرآن نے میری رائے* قِص میں اس قدیم استعارہ کو وجو* ری کی ABSOLUTENESS پر اشارہ کرنے کے لیے استعمال کیا ہے کیو è عالمِ مادّی میں بھی زمانہ حال کی تحقیق کی رُو سے صرف ٰ ہی ا ِ- ایسی چیز ہے جو RELATIVELY ABSOLUTE ہے۔''ا

قرآن سے اقبالؒ کو ا ِ- طرح سے محبت تھی ۔خود انہوں نے اس* ت کا ذکر کئی مرتبہ کیا ہے کہ انہوں نے اپنی عمر کا ژ* دہ* حصہ قرآن کے تفکّر اور تفقّہ میں/ ارا ہے ۔ چنانچہ مولا* اسلم جیر راجپوری کے اعتراض کے جواب میں خط کے تیسرے ہی روز ا ِ- اور خط* * زی کو لکھا اور اپنا مافی الضمیر وضا # کے ساتھ بیان کیا:۔

''یہ نور کے متعلق میں نے جو کچھ لکھا ہے اسے* ویل کہنا صحیح نہیں ہے ۔ * ویل کا لفظ اس وقت صحیح ہو* ہے . # کسی آ $ کے الفاظ کے عام معنی چھوڑ کر کوئی اور معانی لئے جا N ۔ میں نے لفظ نور کے وہی معنی لئے

ہیں جن میں یہ لفظ عام طور پر لیا جا* ہے اگر آپ کہیں کہ اس آ$ میں نور علی
ہذا القیاس زجاج وغیرہ سے کچھ اور مراد ہے تو یہ* ویل ہوگئی میں نے اپنے
لیکچروں سے اِس قسم کی* ویل سے پرہیز کی ہے ...* قی رہی دوسری آ$
جس کا ذکر آپ نے اپنے آ ی خط میں کیا ہے، سو عرض یہ ہے کہ ا- اعتبار
سے یہ کہنا* لکل درست ہے کہ تمام حوادث پہلے سے متعین ہیں۔ میرے
لیکچروں کا مشکل ترین حصّہ غالباً بحث ہے۔ اس کو غور سے پڑھنا چاہئے۔ میں
نے اِس حصّہ میں TIME ETERNITY کے تناقص کو رفع کرنے

کی کوشش کی ہے۔ TIME کے اعتبار سے حوادث متعین نہیں۔ ETERNITY کے اعتبا سے ان کو متعین تصور کر* لکل بجا اور درست ہے۔ اس مسلۂ پر غالباً + سائینس مز+ روشنی ڈال سکے گی۔ EINSTEIN سے اس بحث کا آغاز سمجھنا چاہئیے علماء کے اعتراضات و تصّورات سے* دہ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ آ یہ مبا # فلسفیانہ ہیں اور فلسفہ ا- متحرک شئے ہے۔ اس کی کوئی دلیل جیسا کہ میں نے دیباچہ میں لکھ بھی * ہے، قطعی اور آ ی قرار نہیں دی جا سکتی ہیں۔ فلسفہ محض حقایق کو تصّور کرنے کی کوشش کا* م ہے۔'' [1]

خطبات کے ترجمے کا کام* * زمی کے چھوٹے بھائی (کی علالت اور پھر اس کی وفات کے* (کام تھوڑا رُک تھا* * زمی کے بھائی کا انتقال اگست ۱۹۳۱ء میں ہوا۔ ۷/اگست ۱۹۳۱ء کو اقبالؒ نے خط کے ذریعے ان کی تعزیت $ کی، اِس خط میں اِطلاع بھی دی کہ اگست کے آ ی دنوں میں وہ* ہر جانے والے ہیں۔ اصل میں اقبالؒ دوسری گول میز کا /نس میں شرکت کے لیے لندن جانے والے تھے، لیکن طبعیت کی* سازی کے* (اقبالؒ ۸/ستمبر ۱۹۳۱ء کو لاہور سے روانہ ہوئے اِسی اثنا میں* * زمی نے حیات بعد الممات کے* رے میں کچھ استفسارات

کئے کہ یہ مسئلہ بھی خطبات میں زیرِ بحث آیا ہے اور اقبالؔ کا لفظہ نظر اِس بارے میں جمہور علماء سے بالکل منفرد ہے۔ اقبالؔ نے ان استفسارات کا جواب دیتے ہوئے ۱۹/ اگست ۱۹۳۱ء کے خط میں لکھا:۔

''حیات بعدالمات کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے، اس کو دوبارہ غور سے پڑھیئے، آپ کے سوالوں کا جواب مِل جائے گا میرے نزدیک حیات بعدالممات انسان کی کوشش اور فضلِ الٰہی پر منحصر ہے۔ بچوں کے لیے بحث زیادہ آسان ہے کیونکہ بحث کا مفہوم ہے ایک نئے TIME SYSTEM کے ساتھ ADJUST کرنے کا بچّوں کے لیے یہ زیادہ آسان ہے کیونکہ ہمارا TIME SYSTEM ان کی فطرت میں پورے طور پر راسخ نہیں ہوتا۔ EGO کا نہایت گہرا تعلق TIME SYSTEM سے ہے۔ مرنے والوں سے اِس زندگی میں اتحاد ممکن ہے۔ بعینہ اسی طرح جس طرح ہم آپس میں بعداز موت یقینی ہے۔ اِس کے علاوہ وہ گذشتہ تجربات کا اعادہ کر سکتے ہیں۔ عوام سے سے یہ امر محال ہے خواہ وہ بعداز مرگ زندہ بھی ہوں۔ بعثت ایک PHENOMENON سے۔ اِس میں انسان کی کوشش کو بھی ایک حد تک دخل ہے۔ اس کو انسان کی ACHIEVEMENT بھی کہہ سکتے ہیں۔ جبری موت اور زندگی خاص قسم کے اعمال سے متعین ہوتی ہے۔ میرے نزدیک اگر کوئی شخص جبری موت کا خواہشمند ہوتو وہ اسے حاصل کرسکتا ہے۔ اعلیٰ ہذا القیاس دوزخ اور بہشت بھی زندگی کے PHENOMENA ہیں

اوران کے CHARACTER کی تعین اسی مرحلہ پر منحصر ہے جو زندہ
شے نے حاصل کیا ہے۔ اِس زندہ شے کے لیے دوزخ کے لیے اور A.
ہے یہاں ‐‐ کہ پودوں اور حیوانوں کے لیے۔1 اس دوزخ اور A.
کے CHARACTER کی تعین ANIMAL LIFE اور PLANT LIFE کے
اسٹیج پر منحصر ہے یہی حال بچوں کی زندگی کا ہے۔ زندگی کے مدارج بے
شمار ہیں۔ اِس ضمن میں بہت سے امور عقل K نی سے * ہر ہیں۔ ان
کے متعلق بصیرت وایمان اور ذرائع سے پیدا ہو* ہے۔ اِن ذرائع کا
تعلق فلسفہ سے نہیں ہے،''1

اس طرح سے ان مکا M کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اِس کے علاوہ + , * زندگی کے * م ایسے خطوط کی تعداد بھی خاصی ہے، جن میں اقبالؔ نے اپنی مصروفیات اپنے سفر انگلستان اور بعد میں سفر افغا ن، رہوڈز لیکچرس، خطبات کی طبا ، جے کی اشا ، مسلم کا / نس کا جلسہ الہ * د، متحدہ قومیت، اور کچھ اِس طرح کی * تیں بھی لکھی ہیں جن کی نوعیّت سراسر کار * ری ہے۔۱۹۳۴ء سے مکا M کی پیشتر تعداد وہ ہے جن میں اقبالؔ نے اپنی بیماری اور اپنے علاج کی کیفیت بھی لکھی ہے۔ اور اپنے ان خطوط سے اقبالؔ کی بیماری سے متعلق تقریباً تمام * تیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اِس سلسلے میں . سے پہلا خط۱۲فروری۱۹۳۴ء کا ہے اس میں اقبالؔ نے ڈاکٹر بہجت دہبی، جو کی کے ای پُر جوش اور غیور مُسلمان تھے، اور ڈاکٹر ا « ری کے رفیق درس رہ چکے تھے، خطبات کی صدارت کرنے سے معذوری ظاہر کی ہے۔

''میری طبعیت کئی دنوں سے علیل ہے۔ اِس لئے دہلی ڈاکٹر
بہجت دہبی کے لیکچر کی صدارت کے لیے نہیں جا سکوں گا۔''1

اقبالؔ نے یہ خط اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا تھا۔ لہٰذا سید * زیؔ کو تّ دّ د ہوا۔ اور انہوں نے استفسار حال کیا۔ اقبالؔ نے دوسرے خط میں انہیں لکھا کہ انہیں انفلوانیز ا ہوH یا تھا۔ اور یہ کہ گلے کی ابی+ ستوڑ* ۔ قی ہے۔۲ تقریباً تین مہینوں کے وقفے کے بعد اقبالؔ نے گلے کی شکا$ کا بھرپُور ذکر کیاH ہے۔ اِس خط کے لکھنے کے صرف* پنچ روز بعد اقبالؔ نے سید+ ۔ * زیؔ کو لکھا کہ وہ حکیم* C صا # سے مِل کر ان کی بیماری کے* رے کہہ دیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے ذرا تفصیل سے لکھا ہے:۔

> ''آپ حکیم* C صا # کی: مت میں پھر میری طرف سے حاضر ہوا اور بیماری کے حالات عرض کر دیں۔ ڈاکٹر کہتے ہے کہ گلے کے نیچے جو آلۂ صوت LARYNX ہے، اس کا* رڈ ھیلا ہو H یا ہے۔ اس وجہ سے آواز بیٹھ گئی۔ چار ماہ -- علاج ہوا 1 کچھ خاص فا+ ہ اِس سے نہیں ہوا جسم کی کمزوری ۔ ھ رہی ہے۔ دردِ اَ دہ اور تقرس کا حال تو حکیم صا # کو خود ہی معلوم ہے۔ دردِ اَ دہ کا پھر دَورہ نہیں ہوا۔ جن سے ان کا علاج کیا ہے، آج چھ ۔ س ہو گئے ہیں۔ اِس دَرد نے پھر تکلیف نہیں دی۔ البتہ N س کی شکا$ کبھی کبھی ہو جاتی ہے، بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ N س کا اَ ثر گلے ۔ پ ۔ ڑ سکتا ہے۔''؂

اس خط کے تیسرے ہی دن ا ۔ اور خط میں مز+ تفصیلات لکھی گئیں ہیں۔

> ''ڈاکٹروں نے مز+ معائینہ کیا ہے اور چھاتی وغیرہ کی ا O رے (X-RAY) فوٹو لئے گئے۔ معلوم ہوا کہ دل کی اُو پ کی طرف ا ۔ نئی GROWTH ہو رہی ہے جس کے ۃ* ۔ وَ سے وکل کا رڈ

(VOCAL CHORD) متاثر ہوئی ہے۔ان کے نزدیک
اس بیماری کا علاج الیکٹرک ہے اور بہترین الیکٹرک علاج یورپ میں
ہی ہوسکتا ہے۔یہ بھی اندیشہ ہے کہ GROWTH کا اثر پھیپھڑوں پر
نہ پڑے۔اِس وقت پھیپھڑے اور دل اور دورانِ خون بالکل
صحیح اور تندرستی کی حالت میں ہیں۔ان امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ظاہر
ہے کہ معاملہ پیچیدہ ہے لیکن میں اس سے پہلے مغربی اطباء کا اِمتحان کر
چکا ہوں۔حکیم صاحب سے مشورہ کئے بغیر یورپ نہ جاؤں گا اور یورپ
کے علاج پر روپیہ خرچ بھی نہیں ہوسکتا۔''۲؎

یہ خط ۲/جون ۱۹۳۴ء کا تھا۔اس کے بعد بیماری کی دوسری تفصیلات دوسرے خطوط میں ملتی ہیں۔۳/جون کو بھی ایک اور خط میں صرف بیماری کا ہی تذکرہ ہے۔۵/جون کو ۲ دو خط لکھے گئے ہیں۔اور دونوں میں بیماری، پرہیز اور دَوا کا ذکر ہے۔پھر ۸/جون کے خط میں ڈاکٹروں کے باہمی اختلافِ رائے کا ذکر ہے ۱۱/جون ۱۹۳۴ء کو اقبالؒ حکیم صاحب سے ملنے کے لیے دہلی آئے اسی شام واپس لاہور گئے۔اور دوسرے روز یعنی ۱۲/جون کو ایک اور خط لکھا جس میں کھانے پینے کی کچھ چیزوں کے متعلق حکیم صاحب کے لیے اِستفسارات میں دوسرے ہی دن یعنی ۱۳/جون کو ایک اور خط لکھا، جس میں کچھ مزید دریافت پوچھے گئے ہیں۔یہی کیفیت ۱۶، ۱۷، اور ۲۰/جون کے مکاتیب کی ہے۔۲۰/جون کو دو ۲ خط نزی صاحب کے نام لکھے گئے ہیں' دونوں خطوط میں دوا اور پرہیز سے متعلق استفسارات ہیں۔البتہ دوسرے خط میں اپنے آئیندہ کے پروگرام کے بارے میں ایک خواہش کا اظہار بھی ہے۔یہ وہ زمانہ تھا۔ اقبال کی شہرت ہندوستان سے باہر بھی پھیل چکی تھی اور ایک سربرآوردہ مُسلمان شاعر اور مُفکر کی حیثیت سے وہ خاص طور پر مُسلم ممالک میں بڑی عزّت کی

Ã سے دیکھے جاتے تھے۔ایسی صورت میں ان کی مسلسل علا ۔ اور خاص طور,پ ان کی آواز کا بیٹھ جا*,پ یشانی کا. ﴿ تھا۔اسی سلسلے میں اقبالؔ+"* زی کو لکھتے ہیں:۔

''آواز جلد تبدیل ہو کہ آئندہ,پ وا ام وضع کرسکوں۔

کل جنوبی افر 2 سے دعوت آئی ہے اور وہاں کے مُسلمان

مضر ہیں کہ یہاں کا دَورہ ضروری ہے۔گذشتہ ہفتہ ا- خط

.منی سے* جس سے معلوم ہوا ہے کہ , کی کی طرف سے

بھی دعوت دی جانے والی ہے۔بہر حال میری خواہش ہے

کہ اس جہاں سے رخصت ہونے سے پہلے:۔

,. آور ہر چہ H رسینہ داری

سروے* لہ آہ دفغانے''۱

+"* زی کے* م۱۹۳۴ء کے سبھی مکتو*. ت، جن کی تعداد ۷۷۔ پہنچتی ہے، کم وبیش اقبالؔ کی بیماری اور علاج وغیرہ سے متعلق ہیں۔حکیم* C صا # کے علاج سے اقبالؔ کی صحتِ عمومی میں کافی بہتری پیدا ہوگئی، لیکن آواز میں کسی طرح کا+ لاؤ نہیں ہوا۔اور اس وجہ سے اقبالؔ کا اضطراب,.ڑھ رہا ہے۔اِس دوران میں شائد ہی کوئی خط ایسا ہو جس میں اس*. ت کا ذکر نہ ہو، اقبالؔ کو حکیم* C,پ ز. د بھروسہ تھا۔یُوں بھی ا9 پیتھک طریقۂ علاج,پ یو* نی علاج کو ترجیح دیتے تھے۔اسکے علاوہ حکیم* C صا # چو è گہری مذہبی شخصیت کے مالک تھے۔اِس وجہ سے اقبالؔ ان کے بھی قایل تھے،اسی بنا,پ اکثر خطوط میں دوا کے ساتھ ساتھ دُعا کے بھی طا . ہوتے ہیں۔اسی سال اگست میں ا- اور,پ یشانی آن,پڑی کہ اقبالؔ کی ا- آ ? میں موتیا بند اُ* ۔ اگست کے اوا میں پہلی*. ر اقبالؔ کی بیوی (والدہ جاو+ اقبالؔ) کی بیماری کا+ کرہ

بھی ہے خط!کی عبارت سے یہ ظاہر ہو* ہے کہ وہ بھی کافی دنوں سے علیل تھیں۔لیکن اب ان کی بیماری ز* یدہ ,.ھ گئی تھی۔چنانچہ اس خط میں ان کا حال بیماری کی کیفیت بھی حکیم* C صا # کو سنانے کی غرض سے لکھی ہے۔دسمبر۱۹۳۴ء میں اقبالؔ کی عوارض میں درد ِشانہ کا اضافہ ہوا۔یہ دَرد اکثر رات کو اور کبھی کبھی دِن کو بھی ہو* تھا۔اِس کی وجہ سے ان کی نیند میں خلل واقع ہو* تھا۔بہر حال جنوری ۱۹۳۵ء میں اقبالؔ بھو* پ ل چلے گئے جہاں ان کا 9ا پیتھک علاج ہو* تھا۔اورULTRA VOILET RAYSاور,. قی علاج بھی شروع کیا،جس سے تھوڑا بہت فا+ ہ پہنچا۔اور یہ اُمید ہونے لگی کہ اب وہ مکمل طور,پ صحت* یب ہو جا N گے۔اقبالؔ ۱۰/مارچ ۱۹۳۵ء کو لاہور پہنچے' اور ۱۱/مارچ کو+ ,ِ * ز ؔمی کے* م خط لکھا اِس میں لاہور بخیر $ پہنچنے کی اطلاع کے ساتھ ساتھ والدہ جا+ید اقبالؔ کی علا ۔ کا ذکر ار حکیم صا # سے ملنے اور ان سے والدۂ جا+ید کے لیے دوا N حاصل کرنے کی* کید ہے،اس کے بعد دوسرا خط بھی ۱۱/مارچ کو ہی لکھا H ہے جس میں والدہ جا+ید کی بیماری کا ذکر اور اس بیماری کی مختلف علامت کا تفصیلی ذکر ہوا ہے۔اس خط سے معلوم ہو* ہے کہ اقبالؔ بیگم صاحبہ کی بیماری کے* ۔ 9 بہت ,پ یشان تھے، ۱۲ اور ۲۷ مارچ کے مکا M بھی جا+ید کی والدہ بیماری سے متعلق خط ہیں ان کی اس بیماری نے بھی طول پکڑا اور آ ٭ کا وہ ۲۳/مئی ۱۹۳۵ء کو اِنتقال کر گئیں:۔

> ''کل شام ۶ چھ بجے والدۂ جا+ید اس جہاں فانی سے رخصت
> ہو N ۔ان کے آلام و مصایٔب کا خاتمہ ہوا اور میرے اطمینان
> قلب کا۔اللہ فضل کرے''۔
>
> ہر چہ از دو ۔ می رسد نیکوا ۔''۔۳۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب پنجم

﴾۔۔۔اردو کے اہم معاصرینِ اقبال مکتوب نگار۔۔۔﴿

خطوط میں کا $ مکتوبِ الیہ سے بلکہ اکثر اوقات اپنے آپ سے * تیں کرنے لگتا ہے جو خیال جس طرح اس کے دل میں ہو* ہے ٹپک پ* ہے۔ اقبالؒ ے فن کار اور اسرارِ کائنات کے رمز شناس فلسفی شاعر ہیں۔

اقبالؒ کا دور صغیر کے* ریخ ساز افراد و افکار کے میل جول کا دلنشیں مر ہے۔ ان کے معاصرین میں شاعر ادی $ عالم صوفی فکر قومی سر اہان مملکت شامل ہیں۔ انھیں رگوں کی شفقت دوستوں کی محبت اور عزیزوں کی والہانہ عقیدت حاصل تھی۔ ان معاصرین کا اطلاق ہم عمر اور ای ہی دور کے ساتھیوں پ ہو* ہے۔ لیکن پیدائش اور وفات کی* ریخوں پ سختی سے کاربند ہو کر معاصرین کی فہر سازی مشکل ہے جس طرح سرسیّد، حالی، شبلی کی عمروں میں فرق کی* وجود انھیں معاصر سمجھا جا* ہے یوں بھی ادب میں اس طرح کی حد بند*یں *یدہ مفید* $ نہیں ہوتیں۔ مکا M کے مطالعہ کی خاطر

چند اشخاص کا انتخاب کیا ہے کیوèاقبالؔ کے معاصرین کی فہر - بہت طویل ہے۔مولا* الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، محمد علی جوہر، شاد عظیم * دی، ابوالکلام آزاد، سید سلیمان + وی، مولوی عبدالحق، ض خیر * دی وغیرہ۔

خوا جہ الطاف حسین حالی کا شمار انیسویں صدی کی اہم شخصیات میں کیا جا* ہے حالی اردو تنقید کے * آدم پہلے سوانح نگار + شاعری کے علمبردار شاعر* ریخ نویس Ki ن دوستی کی اہمیت سے بھی بہت مشہور ہیں اردو ادب ان کی ا $ نعمتوں کا احسان مند ہے حالی کا زمانہ 1837 سے 1914 - ہے ا- صدی مکمل ہونے کے * وجوان کی شخصیت کے تمام پہلو کو یکجا نہیں کیا جا سکا ہے لیکن آج بھی دV یونیورسٹی میں تحقیقی کام جاری وساری ہے یہ * ت ہر کسی کے لئے قابل قدر ہوگی کہ وفات کے 100 س بعد بھی ان کی شخصیت اس ستارے کی طرح ہے جس کا وجود سورج کے Q ع ہو* ہزاروں شاعر، 0 داور سوانح نگار ہوگا لیکن حالی ہی ان کی ادبی فکر کی C د بنے۔ مقدمہ شعر و شاعری ہو مسدسِ حالی 1879 ہو* ان کی سوانح ہوں اردو ادب کا کوئی بھی مصنف ان سے اچھو* نہیں رہ سکتا اس مضمون میں ہم حالی کی شخصیت کا جا ہ ان کی خود نو - حالی کی کہانی خود ان کی ز نی جو انھوں نے 1901ء نواب عماد الملک بہادر کو لکھ کر حیدر * د بھیجی تھی جسے بعد میں دیوانِ حالی میں اور ت جمہ حالی کے عنوان سے مقالاتِ حالی میں شامل کیا H اور مکاتیبِ حالی سے لیں گے۔

حالی سرسید کے جانشیں تھے اور ان کے تمام ارادوں منصوبوں اور تحر r ں میں ہمیشہ ساتھ رہتے تھے ایسا نہیں کہ سرسید مشہور تھے تبھی ان کے ساتھ رہتے ہوں بلکہ حالی اپنا قدم سوچ سمجھ کر اٹھا تے تھے کوئی بھی شخص تنہا رہ کر انقلاب نہیں لا سکتا ان کے ارادوں کو سرسید کے خیالات نے جلا بخشی مذہبی خیالات اور مغربی افکار میں حالی اور سرسید ا- تھے لیکن تعلیم * اں کے سلسلے میں حالی سرسید سے Ã آتے ہیں سرسید ممتاز علی کو تعلیم * اں کے متعلق ا- خط میں لکھتے ہیں کہ:۔

’’آپ کا ا یـ لمبا ِپ ائیو $ خط کئی دن سے میرے سامنے رکھا ہوا ہے
میں اس کے جواب لکھنے کی فرصت ڈھو+ٹ رہا تھا اس وقت اس کا جواب
لکھتا ہوں میری نہا $ دلی آرزو ہے کہ عورت کو بھی نہا $ عمدہ اور اعلیٰ
درجہ کی تعلیم دی جاتی ہے 1 موجودہ حا ۔ میں نے عورتوں کو تعلیم دینا ان پ
سخت ظلم کر* اور ان کی تمام ز+ گی کو رنج و مصیبت میں مبتلا کر دینا ہے یہ ہی
* (ہے کہ میں نے عورت کی تعلیم میں کچھ نہیں کیا۔

سر سید احمد خان دوسرے خط میں جو ممتاز علی نے ہفتہ وار اخبار تہذ $ النسواں کی اجازت کے لیے لکھتے ہیں کہ:۔

آپ چاہیں میرا مشورہ پسند نہ کریں 1 میں یہی کہوں گا کہ آپ عورتوں
کے لیے اخبار جاری کر کے پچھتا N گے اور تکالیف نقصان اور سخت
+*. می کے بعد بند کر* پڑے گا میری رائے میں ا/ کوئی اخبار مستورات
کے لیے جاری کیا جائے تو اس کا* م تہذ $ النسواں ہو* چاہے۔‘‘

حالی ابتدا سے ہی تعلیم * اں کے بہت بڑے حامی تھے ایسا نہیں کہ سر سید تعلیم * اں کو ضروری نہ ما... ہیں لیکن اس وقت حالات ایسے نہیں تھے کہ عورتوں کو تعلیم* فتہ کیا جائے اور مرد ذات کا بڑا حصہ جو قوم کے آنے والے مستقبل تھے ان کو Ã+ از کیا جائے۔ اس لیے سر سید پہلے لڑکوں کے لیے تعلیم کا پختہ انتظام کر* چاہتے تھے۔ حالی بھی سر سید کی اس* ت کو Ã+ از نہیں کرتے لیکن تعلیم * اں کو ضروری ما... ہیں۔ مناجات بیوہ، پ# کی داد، مجالیس النساء اور بیٹیوں کی نسبت سے قطعات بھی لکھے جن میں انھوں نے عورتوں کی+ حالی کی تصوی کھینچی ہے اور اس کی وجہ تعلیم کا نہ ہو* نا* ہے۔

’’پ# کی داد‘‘ میں عورت کی تعلیم سے محرومیت کی درد* ک تصوی کھینچتے ہیں:

ے . # ۔- جیوتم علم ودانش سے رہومحروم* یں

آئی ہوجیسی بے خبر ویسی ہی جا و بے خبر

ے تم اس طرح مجہول اورگم* م د * میں رہو

ہوتم کو د * کی نہ د * کوتمہا ری ہوخبر

1870-71 میں حالی لاہور گئے ورانجمن پنجاب کے مشاعروں میں شر - کر کے ان میں جان ڈال دی آزاد سے ژ* دہ حالی کوہی Ä . ± کی تحر یـ کاعلمبر دار *ا ہے لیکن حالی اپنی خودنو ث ۔ میں لکھتے ہیں کہلاہور میں کرنل ہالرH ڈا ئر کٹر آف پبلک انسٹرکشن پنجاب کی ایما سے مولوی حسین آزاد نے اپنے پ انے آزاد کو پورا کیا یعنی 1874 میں ا یـ مشاعرہ کی C یـ دڈالی ۔محمد حسین آزاد جن کی شخصیت سے کوئی بھی* واقف نہیں ہے ۔ 1880 میں . # انھوں نے آب حیات مر$ کی $ حالی سے ہی غا " کے ا یـ شعر

ے آہ کو چاہئے اک عمرا ث ہونے ۔-

کون جیتا ہے - ی زلف کے سر ہونے ۔-

کے معنی پوچھے تھے حالی اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ سر ہونے کے معنی جہاں ۔- میں نے سمجھے ہیں کھلنے کے ہیں والعلم عنداللہ شاH شاعر کی یہ مراد ہے کہ وصل کی تیاری کے وقت جو معشوقہ کی زلفیں سر گوH ھنے کے لیے کھلتی ہیں دیکھیے وہ وقت . آ* ہے ظاہر ہے اس وقت عمر ختم ہو جائے گی ۔

آزاؔد نے آب حیات میں مومن خان مومنؔ کا مکمل حال نہیں لکھا اس* . ت پ بھی بہت سی تنقید یں کی گئیں اس کے متعلق بھی حالی نے آزاد کو ا یـ خط میں لکھا ہے کہ:۔

’’آپ لوگوں کی* یـ وسرائی پ کچھ التفات نہ کیجئے اور اپنا کام کیے جائیے ۔نکتہ چینیوں کے خوف سے مفید کام بند نہیں کئے جا h ۔‘‘

اسی طرح آزاد نے حالی کو قواعد کے متعلق خط لکھا تھا جس میں چند سوالات کے جواب مانگے تھے حالی نے بہت ہی ہمدردی کے ساتھ ان کے جواب دئے اعرب لسا* ت کے ماہر آزاد کو قواعد کی جانکاری فراہم کی ۔ یہ حالی کی Kl ن دوستی کی بہترین مثالیں ہیں کہ انھوں نے اپنے *ِ دہ معاصرین کی کتابوں پہ تبصرے کیے ان کی مدد اور اصلاح کی لیکن ان ہی معاصرین نے حالی کو کبھی نہیں سراہا۔ وہ کبھی اس سے تعلقات ب نہیں کر* چاہتے تھے۔

مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ:

''ہم عصروں اور ہم چشموں کی رقا$ پہ انی چیز ہے... مو* اس چیز سے . ی معلوم ہوتے ہیں۔ محمد حسین آزاد اور مو* شبلی کی کتابوں پہ کیسے اچھے تبصرے لکھے ہیں اور جو* تیں قابل تعریف تھیں ان کی دل کھول کر داد دی ہے۔1 ان . رگوں میں سے کسی نے مو* کی کسی کتاب کے متعلق کچھ نہی لکھا''۔

شبلی کی تمام تصنیفات کو حالی نے سراہا اور ان کی کاپیاں دوسروں کو بھی پہنچائی* کہ لوگ ان کی تصنیف سے استفادہ کریں۔ 'ظفر علی خاں' اپنا رسالہ 'دکن ریویو' نکالتے تھے۔ اس میں بہت سے لوگوں کے پرچے شائع ہوتے، مو* شبلی کی کتاب پہ بھی تبصرہ کیاHِ تھا جس میں بہت نکتہ چینی سے کام لیاHِ ۔ . # حالی کی حید* . د میں ظفر علی خاں سے 5 قات ہوئی $ انھوں نے اس کے متعلق سنجیدگی کے ساتھ کہا کہ:

''تنقید بہت اچھی چیز ہے اور اَ آپ لوگ ہماری اصلاح کیوں کر ہوگی۔ لیکن تنقید میں ذاتیات سے بحث کر*ِ ہنسی اڑ* منصب تنقید کے خلاف ہے۔ شبلی نے حیات جاد+ِ کو مکمل سوانح عمری نہیں

> ہے اور اس کے متعلق ان کی رائے ہے کہ: ''حیات جاوید سرسید کی ایک رخی تصویر ہے۔انھوں نے اس کے اس ازتحریر کو مدلل مداحی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ حیات جاوید کو میں لائف نہیں بلکہ کتاب المناقب سمجھتا ہوں اور وہ بھی غیر مکمل۔'' حالی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، نہ ہی کوئی بے جا تنقید کی ہے، بلکہ انھوں نے ہمیشہ ان لوگوں کو سراہا ہے جو ان پر تنقید کرتے تھے۔

حالی کے غزل کے متعلق جو خیالات ہیں اور وہ اس کو غلاظت سے تعبیر قرار دیتے ہیں لیکن وہ معیاری غزل پر کبھی تنقید نہیں کرتے۔ 1980 کے ایک خط میں حالی شبلی کے مجموعہ کلام دستہ گل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> " کوئی کیونکر مان سکتا ہے کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جس نے سیرت النعمان، الفاروق اور سوانح عمری مولانا روم جیسی مقدس کتابیں لکھی ہیں۔غزلیں کا ہے کو ہیں شراب دو آتشہ ہے۔۔۔۔خیالات کے لحاظ سے تو یہ غزلیں اس سے بہت زیادہ کم ہیں،،،میرا ارادہ تھا کہ اپنا فارسی کلام Ä و جو کچھ ہے اس کو بھی چھپوا کر شائع کر دوں 1 دستہ گل دیکھنے کے بعد میری غزلیں خود میری Ã سے اُ گئی"۔

حالی حسّاس شخصیت کے مالک تھے اور Ki ن دوستی کے بہت بڑے پیکر بھی۔ وہ کبھی مشہور نہیں ہونا چاہتے تھے۔انھوں نے ہمیشہ اپنی تصنیف کو تالیف اور مرتبہ لکھا ہے۔ان کی بہت سی مخالفتیں ہو N 1 ان میں برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ان کی شفقت کی ایک مثال یہ کہ حسرت موہانی نے اپنے رسالے ''اردوئے معلیٰ''میں حالی کے متعلق بہت کچھ غلط لکھا تھا جسے مولوی عبدالحق نے 'چند ہم

عصر' میں> کیا ہے۔

''علی اَ ڑھ کالج میں کوئی عظیم الشان تقری$ تھی ،نواب محسن الملک مرحوم
کے اصرار پر مولا* حالی بھی اس میں شر ۔ کی غرض سے تشریف لائے ..
ا ۔ صبح حسرت موہانی دودو ۔ کو ساتھ لیے ہوئے مولا* کی : مت
میں حاضر ہوئے اتنے میں سید صا # (زین العا* ین) موصوف نے
بھی اپنے کمرے سے حسرت کو دیکھا ۔ ان مرحوم میں لڑ ِ کی شوخی
ابھی* قی تھی ، اپنے کتب خانہ میں گئے اور اردوئے معلیٰ کے دو تین
, پرچے اٹھا لائے ...اس کے بعد سید صا # مصنوعی حیرت بلکہ و 3
کا اظہار کر کے بولے ارے مولا* ! یہ دیکھیے آپ کی نسبت سے کیا لکھا ہے؟
اور کچھ اس قسم کے الفاظ پڑھنا شروع کیے، سچ سے تو یہ ہے کہ حالی سے
بڑھ کر مخرب ز* ن کوئی ہو نہیں سکتا اور وہ جتنی جلدی اپنے کو اردو کی : مت
سے روکیں اتنا ہی اچھا ہے ۔ فرشتہ صفت حالی مکدر نہیں ہوئے ...کئی
روز بعد ا ۔ دو ۔ نے حسرت سے پوچھا کہ حالی کے خلاف اب بھی کچھ
لکھوا چکا ہوں اسی کا 5ل اب ۔ دل پر ہے ۔ حالی کو اس* ت کا بخوبی
ازہ تھا کہ ا R مرنے کے بعد کوئی بھی ان کے کلام صحیح طرح سے تو
کیا سرسری طور پر بھی مر$ نہیں کرے گا ۔ اسی لیے انھوں نے آ
وقت ۔ اپنا ز* دہ ۔ کلام مر$ کر کے شائع کرا* تھا ۔ اصول فارسی
جو انھوں نے فارسی طلبا کے لیے لکھی تھی اسے آج ۔ کسی نے شائع
نہیں کر* ؛ اور ابتدائی تصانیف بھی ا ۔ مرتبہ کے علاوہ دوسری

مرتبہ شائع نہیں ہو N ۔حالی نے ان کا ** کرہ اپنے خط میں کیا ہے

جوانھوں نے 15 اگست 1910ء میں مولا ** ظفر کے ** م لکھا تھا۔

''اپنا کلام Ä و اردو وفارسی وغیرہ مر $ کر ** چاہتا ہوں 1 نہیں

ہوسکتا۔حالا è کسی سے امید نہیں کہ میرے بعد کوئی اس کو جوہ دلخواہ

نہ سہی، سرسری طور پر ہی مر $ کردے۔''

حالی کی اسی اخلاق پسندی نے ان کے تعلقات کبھی بھی فرق نہیں آنے د * ی ،انھوں نے ہر طور سے مذہب اور تہذ $ میں اخلاق کو ت جیح دی ۔ وہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے انھوں نے جس میدان میں بھی قدم رکھا اس میں اپنے 1 ش چھوڑے ادبی اعتبار سے حالی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔لیکن وہ اس میدان میں بھی M Ḱ کا ساتھ نہیں چھوڑتے ۔اقبالؔ بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مشہور زمانے میں ہے ** م حالی

معمور مئے حق سے ہے جام حالی

خط آدھی 5 قات $ ہی بن سکتا ہے . # اس میں گفتگو کی سی سادگی ، بے تکلفی اور آمد ہو جس خط میں بناوٹ اور آورد ہو وہ ممکن ہے ادب کا ا- شہ * رہ بن h اسے ''المکتوب نصف الملاقات'' کہتے ہیں جس سے 5 قات کا سا لطف اور مسرت حاصل ہوتی ہے ایسے خطوط کے لئے مولوی عبدالحق نے کہا کہ :

''ادب میں سینکڑوں دلکشاں ہیں' اس کی بے شمار

راہیں ہیں اور اَن گنت کھاتیں ہیں ۔لیکن خطوط

میں جو جادو ہے (بشرطیہ کہ لکھنا ** ہو) وہ اس

کی کسی ادا میں نہیں Ä ہوتا، ول، ہو ڈراما ہو ، یا کوئی

اور مضمون ہو۔'' ۱

غالب سے پہلے اردو میں خط لکھنے کا رواج بہت کم تھا غالب کی سادگی اور بے تکلفی کو جن لوگوں نے اپنایا ان میں حالی کا نام سرِ فہرست ہے۔ یہ خط اپنی بے پناہ سادگی اور بے تکلف انداز بیان کے وجود بڑے بڑے نکتہ اپنے اندر پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ''سوانح نگاری کی جان بھی ہیں اور ساتھ ہی اپنے دور کے حالات پر اس زمانے کی رہن سہن، معاشرت وغیرہ اور بہت سے دوسرے مسائل پر روشنی بھی دالتے ہیں۔

حالی کا انداز مخاطب بہت سیدھا سادا ہے۔ وہ بزرگوں اور بڑے والوں کو زیادہ ''جنابِ من یا مخدومی''، ادر'' وغیرہ سے مخاطب کرتے ہیں۔ بیٹوں، بھانجوں، نواسوں، پوتوں، وغیرہ کو خو رداز، خودارطول عمرہ'' وغیرہ اور لڑکیوں کے لئے خطوں میں اظہارِ محبت زیادہ Ã ہے۔ ''نور چشمی'' کہہ کر لکھتے تھے۔

بقولِ مولوی عبدالحق :

> ''خطوں میں کاتب مکتوب الیہ سے بلکہ اکثر
> اوقات اپنے آپ سے باتیں کرنے لگتا ہے۔
> جو خیال جس طرح اسکے دل میں ہوتا ہے اسی
> طرح قلم سے ٹپک پڑتا ہے، بلکہ اپنا دل کاغذ کے
> ٹکڑے پر نکال کر رکھ دیتا ہے۔ اور اگر وہ
> ایسا ہو جو سراسر درد سے لبریز ہو، جس میں
> ہمدردی بنی نوعِ انسان کوٹ کوٹ کر بھر دی ہو

، جو پ یم کے رس سے سینچاH ہوتو بتاؤ اس دل
کی ت اشی کیسی ہو گی ، اگ تم ایسے دل کی
ز* رت کر* چا ہتے ہوتو آ ؤ اور دیکھو کہ وہ
* پ ک دل ان خطوں میں پ* ہوا ہے۔۔۔۔۔'' ۱۱

نمونے کے طور پ چند خط ملتے ہیں اس سے # ازہ ہو جا* ہے کہ حالی کے خط لکھنے کا # از کیا تھا۔
حالی کا اپنی پوتی کے* م یہ پہلا خط تھا۔ جس سے پ ررانہ شفقت دکھائی دیتی ہے۔

'' ب خودرای نورچشمی مشتاق فاطمہ طول عمر ہا''

تمھارا خط عین انتظار میں پہو S۔ اس کو پڑھ . کا جی بے حد خوش ہوا اور تمہاری پھوپی کی آنکھوں سے خوشی اور محبت کے جوش میں بے اختیار آ * ٹپک پڑے۔ تم نے اتنی دور جا کر اپنی محبت . کے دل میں بڑھادی ہے۔ تمہاری دادی ہر وقت تمھاری صحت وسلامتی کی دعا کرتی رہتی ہیں۔ تم مجھے صاف صاف لکھوں کہ اس ملک کی آب وہوا کا تم اپنے او پ کیسا ا* پ تی ہو۔ امید ہے کے وہاں رہنے سے تمہاری صحت اچھی ہو جائے گی کیا اچھی* ت ہو کہ تم وہاں سے ایسی موٹی* زہ ہو کر آؤ کہ یہاں تمھیں کوئی نہ پہچان سکے اور تم قسمیں کھا کھا کر یقین دلاؤ کہ میں وہی مشتاقاً ہوں۔ پ سوں احمد حسین کا ختنہ ہH۔ تمہارے چچا بھی اس تقر $ میں آئے تھے۔ آج اپنی بہن کو ساتھ لے کر دلّی روانہ ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ عنا $ فاطمہٰ اپنی بھابی اور بھتیجوں کو ساتھ لے آویں گے ۔۔۔۔ تمھاری امی جان : ا کے فضل سے اچھی ہیں اور تمہیں ہر وقت* ی د کرتی ہیں۔ مجھے فرصت کم ہوتی ہے اس L سے وہاں ہمیشہ نہیں جا سکتا۔ کبھی کبھی جا* رہتا ہوں۔ تمہیں خط بھی اس L سے جلدی جلدی نہیں لکھ سکتا۔۔۔۔ تمہارا پتا دز* فت کیا تھا۔ میں نے اُسے لکھ بھیجا ہے۔ امید ہے کہ اس کا خط بھی تمہارے* پ س ضرور پہنچے گا۔ ا ی- خط بھائی فیاض حسین کے مکان کے پتے سے دادی

بہو کےٓ م بھی بھیجنا اوراس میں یہ لکھنا کہ مجھے چلتے وقت نہ ملنے کا بہت افسوس ہے ۔روانگی کے دن میرا ارادہ آپ کے* پ س آنے کا تھا 1 مجھے اتنی فرصت کسی نے نہ !ٰ دی ۔لوC تم کو: اکے سپرد کر* ہوں اس اس خط کوختم کر* ہوں ۔اب* پ نچ سات دن بعد پھر لکھوں گا ۔* ی دہ دعا ۔

الطاف حسین ۔از* پ نی پ$ ۔شوال ۱۳۱۶ھ

حالی نے مقدمہ شعروشاعری کے ذریعے تنقید کے معیار اور اصول مقرر کرنے کے ساتھ ہی اپنے دور کی شاعری کی مختلف اصناف کی خامیوں اور 0 ئص کی K)+ ہی کر کے عملی تنقید کے بہترین نمونے پیش کیے ہیں ۔حالی نے اپنے عہد کے دو عظیم دانشوردں غا " اور شیفتہ سے اکتساب فیض کا اعتراف بھی کیا ہے ۔اس کے علاوہ اپنی غیر معمولی صلا A اور مطالعہ اور عربی ادب کے سرمائے * لخصوص جاہلی دور، دور اسلام ،عہد اموی اور عہد عباسی کے مروجہ تنقیدی مبا # اور شعر وسخن کے مسائل کے ساتھ ہی 3 استطا (بعض یوروپی مفکرین اور دانشوراں سے استفادہ کر کے اپنی تنقیدی بحث کو پ معتبر بنا* ی ہے ۔حالی نے مقدمہ شعروشاعری میں جن کو ڈ ی وضا # سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ ان کے ٰ د ۔ شاعری کرنے کے لیے شعر میں ایسی خصوصیات ہونی چاہئیے جو اسے غیر شعر سے الگ کر دے ۔اس کے لیے وہ تین شرائط کا ذکر کرتے ہیں یعنی تخیل، مشاہدۂ کائنات الفاظ پ تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے ۔تخیل کے متعلق لکھتے ہیں کہ ۔وہ ا ۔ قوت ہے کہ معلومات کا ذخیرہ جو تجر بہ* ی مشاہدہ کے ذریعے سے ذہن میں پہلے سے مہیا ہو* ہے یہ اس کو- ر ,"M دے کرنئ صورت بخشتی ہے اور پھر اس کو الفاظ سے ایسے دلکش پیرایہ میں جلوہ/ کرتی ہے جو معمولی پیرایوں سے* لکل الگ* ی کسی قدر الگ ہو* ہے ۔۔

دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ ا/ کوئی شخص مذکورہ* لا اصحاب میں سے امیر صا # پ یہ* ت ظاہر کر دے کہ ان کتابوں سے مسلما* ن ہندوستان میں تعلم اور" قی کی بہت ڈ ی تحر ۔ پیدا ہوئی

ہے تو شاۓ امیر صا # کو فارسیؒ پشتیو میں ان کتابوں کے ترجمہ کرانے کا خیال پیدا ہو جائے۔''

اسی ضمن میں ایک اور خط میں لکھتے ہیں:۔

''اگر چہ میں عرضداشت میں مختصر طور پر ایک کتاب لکھوں گا جن صا # کے توسط سے یہ کتابیں پیش ہوں گی ان کو بھی ان کتابوں کا حال اور جو اثر ان کا ہندوستان کے مسلمانوں پر ہوا ہے بیان کرنا ضرور ہے۔ مصنف خود اپنی تصنیفات کی نسبت جو کچھ کہے وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ محسن الملک کو چوں کہ بہت سے سٹیوں کو تعارف کرانا تھا، اس لئے وہ میری نسبت اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکے کہ یہ فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے شاعر ہیں اور ہندوستان میں ان کا کوئی مثل نہیں ہے لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ ایشیائی شاعری جو محض ایک بیکار چیز تھی اس کو مفید بنایا ہے اور اس کے ذریعے سے ہندوستان کے مسلمانوں کے خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا ہے۔ حالی نے جو کام بھی کیا اس نہیں ذاتی منفعت کا خیال نہیں تھا انہوں نے لکھی نظمیں کہیں مسدس لکھی، جس نے پیغمبروں کا سا کام کیا قوم کے مفید لوگوں کا احترام کیا ہمعصروں سے محبت کی کبھی کسی انعام کی خواہش نہ کی۔ اقتدار کی خواہش سے شاید ہی کوئی ہمعصر بچا تھا حالی کو نام کی بھی نہ تھی ہم اپنی تصنیفات سے لوگوں کی بے اعتنائی خاص کر ان لوگوں کی جن سے قدردانی کی توقع ہوئی تھی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے تھے چناں چہ # ''حیات جاوید'' شائع ہوئی اور اس کی پذیرائی متوقع طور پر نہیں ہوئی تو حالی نے حبیب الرحمٰن خان شیروانی کو لکھا۔

''ڈیڑھ مہینے سے زیادہ عرصہ ہو چکا کہ ''حیات جاوید'' کی جلدیں تینوں قسم کی ڈیوٹی شاپ میں پہنچ گئیں۔ مجھے یقین تھا کہ آپ نے ضرور منگوالی ہوں گی، کیوں کہ اگر مصنف قابل وقعت نہ تھا تو ہیرو بلاشبہ ایسا تھا کہ اس کی سوانح عمری دیکھنے کا خاص کر آپ جیسے لوگوں کو ضرور مشتاق ہونا چاہئیے تھا۔ جہاں تک خیال کیا جاتا ہے مصنف کی بے وقعتی نے ہیرو کی بھی قدر گھٹا دی ہے۔ جن لوگوں

سے یہ امید تھی کہ اس کتاب کے منگوانے میں ا ی- دوسرے ,پ سبقت کریں گے ان کی طرف سے سرد مہری کے سوا میں نے اب -- کچھ نہیں دیکھا ۔ میں صدقِ دلی سے اقرار کر* ہوں کہ میں نے *. وجود اپنی*· قابلیت کے اس*. ر/ ان کو اپنے ذمہ لے کر سر سید کے تمام اصحاب کو ا ی- فرض کفایہ سے سبکدوش کیا ہے اور اس لئے میں اپنے زعم میں یہ سمجھا تھا کہ سر سید کے احباب ا/ اس تصنیف پسند نہ کریں گے تو اس کی اشا (: میں ضرور مدد دیں گے 1 آج -- کسی نے یہ*. ت بھی نہ پوچھی بلکہ بجائے امداد کے بعض اصحاب متوقع ہیں کہ ان کی : مت میں ا ی- ا ی- کاپی ہد@ پیش کی جائے.....آپ یقین جانیے کہ میں اس زمانہ کی لٹر ی" قی کے آگے ایسے لوگوں کی تحر یات کو جو میری طرح محض اردو فارسی کے مرد میدان ہیں لاشے محض جا , ہوں U1ی جو اپنا جالا پور Ŵ میں منتہائے طاقت صرف کرتی ہے وہ اسی کو حہ یواس سے بھی *ی دہ/ اس قدر تصّور کرتی ہے۔''

ا ی- دو -- کی بیوی کے انتقال ,پ تعزیتی خط لکھتے ہیں اور دوسری شادی کے خیال سے کس مشفقانہ# از میں*. زر p ہیں:۔

''ا/ چہ یہ موقعہ نصیحت و پند کرنے کا نہیں ہے 1 میں اس مقام ,پ خاموش نہیں رہ سکتا .· ا کے تمام کام حکمت اور مصلحت سے بھرے ہوتے ہیں۔ بہت سی*. توں کو ہم - وہ جا ... ہیں 1 وہ ہمارے حق میں اکسیر کا حکم ر b ہیں۔ اتفاقات تقد یری سے جو آپ کو آزادی حاصل ہوگئی ہے اس کی کچھ قدر کرنی چاہے اور اس سے کچھ کام "· چاہیے۔''

اس کے بعد سر سید احمد خان کی شال پوشی کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے بیوی کی وفات کے بعد اپنے بچوں کی تعلیم و" M. میں کوشش کی اور قومی بہبود کے کاموں میں . # گئے ۔ اپنی اس نصیحت کو ذاتی دوستی سے تعبیر کرتے ہوئے آ · میں لکھتے ہیں:۔

''میں نے اس نصیحت کے سوا جو اس خط میں لکھی ہے آپ کے ساتھ کبھی کوئی دوستی کا حق ادا نہیں کیا''

حالی نے شبلی کی طرح کبھی غا ". کے طرز تحر یِ کی پیروی کی کوشش نہیں کی 1 وہ خطوں سے 5 قات کا لطف حاصل کرنے کے قائل ضرور تھے۔ ان کے کسی خط سے یہ معلوم نہیں ہو* کہ کاوش کے بعد لکھا H یا ہے بلکہ ان کے خط صحیح معنوں میں بے ساختگی کا نمونہ ہیں چوں کہ بلند* پ یہ اد $ تھے لہذا نہیں ان کے قلم سے بڑ ے شگفتہ جملے بھی نکل جاتے ہیں۔ حیات جاوی پ نواب محسن الملک نے تبصرہ کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس کے متعلق ای خط میں لکھتے ہیں۔

''ان کا ارادہ ایسا ہی ہے جیسا ہر مسلمان حج کا ارادہ r ہے۔''

مولوی عبدالحق کے تبصرے کو پڑ ھ کر جو انہوں نے حیات جاوی پ کیا تھا' انہیں لکھتے ہیں۔

''حیات جاوی پ آپ کا ریویو دیکھا جو کلمات بمقتضائے محبت تصنیف اور مصنف کے حق میں بے اختیار آپ کے قلم سے ٹپک پڑ ے ہیں۔ اگ چہ میں اپنے تئیں ان کا مستحق نہیں سمجھتا لیکن بہرحال آپ کا شکریہ ادا کر* اپنا فرض جا ہوں۔ یہ وہی فضیلت ہے جس کو اہل ای ان* ی رفروشی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور ہماری ز* ن میں چھڑک چھڑک کر بیچنا کہتے ہیں۔''

اپنے صا ñ ادے کو ای جگہ لکھتے ہیں:۔

''اب تم خاص کر مرے لئے جو* بنوانے کی فکر نہ کر* کیوں کہ ہر

ای جو** پ ؤں پ غا . آجا* ہے* پ ؤں جوتے پ غا . نہیں آ*۔''

ای خط میں اپنے بڑ ھاپے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اگ چہ کوئی مہلک مرض سرد - لاحق نہیں ہے لیکن اس عمر کا آدمی پ اغ سحری سے بھی ز* ی دہ G پ** ار ہو* ہے۔: اکرے کہ آپ مع الخیر 3 دعدہ محرم کی تعطیل میں یہاں آجا N اور اپنی

5 قات سے محظوظ فرما N میں اپنی طرف سے تو اس وقت زۃ ہ رہنے کے لیے بہت کوشش کروں گا۔
''حالی کے خطوط ان کی د v ی تصانیف کی طرح اردو کی* ریخ میں ا ۔ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔انہیں دلچسپ تو نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی ان خطوط سے Kا نی سیرت Vگی پ روشنی پڑتی ہے لیکن یہ اپنے اسلوبوں کی $ زپ اہمت اپنی منواتے رہیں گے۔حالی کے سبھی ہمعصر صا # طرز تھے۔لیکن بقول پ وفیسر آل احمد سرور زۃ گی صرف حالی کے طرز کو نصیب ہوئی* قی* تو ختم ہو گئے* ان کی کارفرمائی محدود ہوگئی۔آزادی کے بعد* ، احمد کا زور بیاں سرسید کی سادگی شبلی کی رنگینی . اپنی جگہ پ خوب ہیں لیکن آج کا رجحان کیا ہے؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔حالی ہماری . سے پہلے ادی$ ہیں کی اہمیت سے صرف واقف ہی نہ تھے بلکہ اس کا شدی احساس بھی ر p تھے۔وہ ادب کو سدھارنے اور سنوارنے کا ذریعہ بھی سمجھے تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے لئے وہ ی اسلوب اختیار کیا جو سادگی کے ساتھ ساتھ قطعیت کی صفت سے بھی متصف تھا۔

انہوں نے وڈزورتھ کی طرح اپنی ژ ن کو Kا نوں کی حقیقی* نیچرل ژ ن یعنی جیسے وہ بولتے ہیں سے قری$ کر ڈ ۔یہی اسلوب ان کے خطوط میں بھی ملتا ہے۔اس میں آفتاب کی** نی نہیں بلکہ چاۃ کا سا نور ہے جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک دل کو سرور اور ذہن کو ا ۔ لطیف اO ط کا احساس ہو *** ہے شبلی نے گو اس* ت کا اعتراف نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے مکتوب نگاری میں شعوری طور پ غا ". کی پیروی کی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اردوئے خاصہ کے جوہر U ں ہوئے۔غا ". نے جو مراسلے کو مکالمہ بنانے کی* ت کی تھی اس کے تتبع میں شبلی نے بھی خطوط کو گفتگو کے درجے ۔ پہنچا ڈ ۔مولا* کے خطوط میں بے پناہ جستگی ہوتی ہے۔ان خطوط کی . سے واضح خوبی یہ ہے کہ ان میں مکتوب الیہ کا ذوق بھی ملحوظ رہتا ہے۔مہدی افادی نے اسی* ث کو ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

''جس روز ڈاک میں مولا*· کا خط ملتا تھا اس کا پڑھنا پڑھنا* میرے
لئے ای- ایسا عیش ہو* تھا جسے کبھی نہیں بھولوں گا۔''

یہ کیفیت غالباً اس لئے ہوتی تھی کہ یہ خط مہدی افادی کے ذوق کے مطابق ہوتے تھے۔ یہ *. ت مکا M شبلی کے ہر خط میں* پ ئی جاتی ہے۔شبلی بعض اوقات غا ". ہی کی طرح اپنے خطوط میں محض لطف سخن کے لیے بھی*. تیں کرتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے خطوں میں تقریباً وہ . / استعمال کئے جو لطف بیا* ورد لچسپی پیدا کرنے کے لیے کبھی غا ". نے استعمال کے تھے۔اپنی ان کوششوں میں وہ. ڑی حد- کامیاب بھی رہے لیکن بعض جگہ اصل اور > کا فرق U یں ہو H ہے۔غا ". کو ڈرامائی# از میں خط لکھنے پ. ڑی قدرت تھی شبلی نے بھی اس # از سے خط لکھے ہیں لیکن ان میں و*. ت پیدا نہیں ہوسکی ہے جو غا ". کے یہاں ملتی ہے۔

اس طرز کا ای- خط شبلی نے مولوی محمد سمیع کو لکھا تھا جو مجلس کے* م سے ان کے مکا M میں شامل ہے۔اس میں خط نہ لکھنے شکا$ ہے۔ڈرامائی# از کی وجہ سے لطیف طنز بھی پیدا ہو H ہے لیکن مکالمہ میں بہت سے لوگوں کو شامل کرنے کی وجہ سے وہ لطف نہیں آ* ، غا ". کے مکالموں میں آ* ہے۔دراصل غا ". کے طرزِ ادا اور اسلوب بیان کو اپنانے میں شبلی کو قدرے تکلف سے کام ": پ* تھا۔لیکن اس تکلف اور تصنع کے*. وجو جو شبلی کے بعض مکا M کی جان ہے ہمیں ان کے یہاں بے تکلفی اور سادگی کی فراوانی بھی ملتی ہے۔شگفتگی جو شبلی کے# از نگارش کا مایۂ اعتبار ہے کم و بیش ان کے ہر خط میں Ā آتی ہے۔ان کے خطوں میں مزاح اور شوخی کی بے شمار مثالیں بکھری ہوئی ہیں۔ مہدی افادی کے الفاظ میں ''عالمانہ سنجیدگی کے ساتھ ان کی حکیمانہ شوخیاں سرمایہ ادب ہوئی تھیں۔''

مولوی حبیب الرحمٰن خان شیروانی جو شبلی کے دوستوں میں سے تھے اور جن کے* م شبلی نے . سے *ز یدہ خط لکھے ہیں، انہوں نے ای- *. ر W لکھنے کا اردہ کیا تو شبلی انہیں. ڑے لطیف

پیرائے میں روکتے ہیں:۔

''علمائے ادب کہتے ہیں کہ حسّان بن*. $ زمانۂ جاہلیت کے

*. مورشعراء میں تھےلیکن اسلام*یاورW کہنی شروع کی توان کا

کلام مرتبہ سے/ H/ ۔ فارسی میں دیکھئے ، W گو بہت کم چھلے

ہیں ۔خسؔرو کے سوا خیر جامؔی بھی سہی *. قی جتنے بھی ہیں بہت کم

رتبہ ہیں اور صاف Ā* ہے کہ W گوئی نے ان کوایسا بنا یا ہے۔

مقصوداس وراز نفسی سے یہ ہے کہ آپ بھی اس میدان میں نہ آیئے

ثواب مقصود ہےتو درود پڑھ لیا کیجئے۔''

آ ی جملہ عالمانہ سنجیدگی اور حکمیانہ شوخی کی بڑی عمدہ مثال ہے ۔انہیں مولا*. شیر دانی

کوشادی کی مبارک *. د دیتے ہیں۔

'' - می مبارک ،مبارک ،سلامت ،سلامت۔

1حضرت یہ اکل کھرا پن کیسا؟ خبر - نہ لی ،دعوت میں بلا*. تو بڑی

. ت ہے۔ زمندوں کی : مت بڑھ گئی یعنی ا- جان کے ساتھ

دو جانوں کی سلامتی کی دعا ذمہ ٹھری''۔

مہدی افادی کو لکھتے ہیں۔

'' - می ۔عنا $*. مہ پہنچا یہ آپ کا خط بھی ا- دلچسپ آرٹیکل

ہو* ہے لیکن اس کی داد وی تو ہم دونوں حاجی ہو جاتے ہیں ۔بیگم

مہدی کے*. م سلام لکھتے ہیں تو کس قدر پر لطف اور انوکھا پیرائیہ

بیان اختیار کرتے ہیں ۔''حرم سے گواب -*. محرم ہوں لیکن ایمان

*. لغیب کا سلام کہہ دیجیے۔''

بیگم مہدی شبلی سے,پ دہ کرتی تھیں،اس سلسلے میں مہدی کو لکھتے ہیں:۔

''ہم جیسےXس قدسیہ سے بھی,پ دہ اور وہ بھی ساٹھ.س اور۔۔۔''

''قاضی تلمذ حسین مہدی کے جاننے والے اور گور4پ رہی کے رہنے والے تھے۔وہ+ وہ میں 5 زم ہوگئے تھے ان کے متعلق مہدی کو لکھتے ہیں:۔

''قاضی صا # ہمارے کام کے آدمی نکلے،نیچا gٹ ہوتے

تو خوش صحبت بھی تھے،جوان ہو*ٔ تو ان سے*. تیں کر'ٔ ۔

,.ڑھاپے میں اذان دینا ذرا مشکل ہے۔''

ا۔ خط میں لکھتے ہیں:۔

''کشمیر کا دیکھنا کچھ کم نعمت نہیں۔پہلے نہ دیکھا تو قیامت ہیں۔جنّت میں

اس کا نمونہ دیکھنے میں آئے گا 1 اصل و> میں پھر بھی فرق ہے۔''

''البتہ چمنستان بمبئی کو چھوڑ*۔ فردوس کو چھوڑ*۔ ہے جو ا۔ زاہد سے ممکن نہیں۔''

طنز کا ا۔ نمونہ بھی 5 حظہ ہو:۔

''جن عقا+ کا مجھ سے اقرار کر*ا جائے گا۔ان میں کرامات اولیا الحق بھی ہیں حالاں کہ میں

کرامات الشیاطین حق کا بھی قائل ہوں''۔

*پ ؤں میں چوٹ لگی ہے۔ا۔ صا # کو لکھتے ہیں:۔

''میں لکھنو میں ا/ کوٹھے,پ پڑھوں تو حضرت ادریس کی طرح

پھر کبھی ا*۔ نصیب نہ ہوگا کوئی مکان ملتا تو فوراً آ* ۔''

عطیہ بیگم فیضی کی شادی ا۔ یہودی سے ہوئی۔تو مہدی افادی کو لکھا:۔

''قرآن میں ہے کہ یہودی ذلیل وخوار بنا دیئے گئے لیکن
کیا 5 دسمبر 12 ء کے بعد جس دن کہ ا یہودی کو ہاتھ آئی
مشہور کیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں ،اس لئے تو نہیں کہ میں ہوا
کافر تو وہ کافر مسلمان ہیں ،خیر سلجہ راز رکرد وکند۔''

مولانا شبلی نے مولانا حمید الدین ،مولانا سید سلیمان ندوی ،مولانا عبدالباری ،مولانا مسعود علی اور مولانا عبدالماجد دریابادی کو جو خطوط لکھتے ہیں ان کا رنگ یکساں ہے۔ان خطوط میں خالص علمی اور تعلیمی گفتگو ہے جو بظاہر خشک موضوع کہا جاسکتا ہے لیکن مولانا کے طرز تحریر نے کہیں عبارت کو بوجھل نہیں ہونے دیا ہے مکاتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا خطوط بڑے شوق سے لکھتے تھے اور غالب کی طرح یہ ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا،اسی لئے آج خطوط میں زندگی موجود ہے۔ان مکاتیب کے بارے میں ڈاکٹر خورشید الاسلام لکھتے ہیں:۔

''شبلی کے خطوط ہمارا قومی اعمال نامہ ہیں۔ان میں شبلی کی خانگی زندگی نمایاں نہیں ہے لیکن پس پردہ جلووں کی ایسی کمی بھی نہیں ہے۔بہر حال ان خطوط میں وہ کشمکش ہیں،سیرت پر مکالمات ہیں،شعرالعجم کے مباحثہ پر گفتگو ہے نادر کتابوں کی دریافت پر خوشی کا اظہار ہے، تبصرے ہیں،تنقیدی اشارات ہیں،دوستوں سے سرگوشیاں ہیں عزیزوں کی سفارش ہے اپنی عظمت کا شعور ہے اور وہ لطائف ہیں جو روح زندگی کو سرشار کئے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔''

شبلی نہ صرف یہ کہ اپنی عظمت کا بھرپور شعور رکھتے تھے بلکہ ساتھ ہی ان میں اثبات ذات کا جذبہ بھی بڑا نمایاں تھا اور دیکھا جائے تو اسی جذبے نے شبلی کو شبلی بنایا۔اثبات ذات ہمیشہ نئے نئے

میدان تلاش کرتے رہتے تھے۔ وہ کبھی اپنے آپ کو کسی ای- مقصد کے لئے وقف نہ کر سکے اور آ ٭ عمر ٭- وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ وہ خود کو کس کام کے لیے وقف کریں۔ مولا ٭ ابوالکلام سے پوچھتے ہیں۔

''آپ نے یہ نہ لکھا کہ کون سا کام لے کر بیٹھوں، میں خود یہی چاہتا ہوں لیکن ابھی ٭- مختلف مقاصد میں سے کسی ای- کا قطعی انتخاب نہیں ہو٭۔

''ای- خط میں مولا ٭ آزاد کے ساتھ مل کر قومی کام کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ُ

''آپ نے بہت اُو S نصب العین دکھائے ورنہ جی چاہتا تھا کہ .
طرف سے Ã بند کر کے وہیں آ رہتا اور آپ کے ساتھ مل کر کوئی
ضروری : مت ا م دیتا۔ اس وقت مسلمان سخت پ اگندہ اور
پ یشان خیال پ یشان عمل ہو رہے ہیں، کسی خاص مر/ پ ان کو لا ٭
ہے، ورنہ ہر طرف سے 5 ٭ 5 آ ٭ لکل ٭ دھو جا N گے۔''

علی اَ ڑھ سے قطع تعلق کر کے انہوں نے ڑی اُمیدوں اور آرزووں سے ٭ وہ کی C ڈالی لیکن ٭ وہ میں مستقل قیام نہ کر سکے اور ٭ وہ کے کاموں کی پوری ذمہ داری ! کے لیے کبھی تیار ہوئے لیکن یہ ضرور چاہتے تھے کہ کام میں ان کی رائے اور مشورے کو ملحوظ رکھا جائے۔ مولا ٭ A الرحمٰن خان شیروانی کو لکھتے ہیں:۔

''اَ % مت کے قابل ہو٭ تو خود اپنا ٭ م کسی دو ٭ سے پیش
کر ٭ کیوں کہ اس موقعہ پ خاکساری کر ٭ ایما ٭ اری کے خلاف
تھا لیکن میں اس عہدہ کے ٭ قابل ہوں میں ٭ دشاہ بن کر کام نہیں کر سکتا،
بلکہ وز ی بن کر کر سکتا ہوں۔ بخدا میری % مت سے ٭ وہ کو کوئی
فا ٭ ہ نہیں پہنچے گا، بلکہ الٹا نقصان ہو گا۔ ہاں ایسا شخص منتخب کیجئے

کہ . # میں کام کر* چاہوں، وہ میری خواہ مخالفت نہ کرے اور
تعلقات کو دخل نہ دے۔''

شبلی+ وہ کی چھوٹی سی د* میں محصور رہنے پر ہر/ تیار نہیں تھے اور اثباتِ ذات کا . + وہ سے* . ہر بھی سامان تسکین تلاش کر* تھا، چناں چہ . # وہ+ ہ وہ سے مستعفی ہوئے تو انہوں نے دار المصنفین کی C دڑالی۔ ابھی دار المصنفین کا قیام عمل میں* یہ تھا کہ انہوں نے مولوی مسعود علی کو لکھا:۔

*. غ ہے، بنگلہ ہے / بجو $ ہیں، اسکول ہے، تعلیمی انجمن
ہے اور 3 دل خواہ کام کرتے ہیں نہ کہ وہاں سگان* . زاری کے
ساتھ عوعو میں مبتلا ہو*۔ دار المصنفین بھی شروع ہو جائے گا۔''

اثبات ذات کی شدّت کا بین ثبوت وہ کلمات بھی ہیں، جو اپنے ہمعصر ادیبوں کے متعلق ان کے خطوط میں ملتے ہیں۔ محمد حسین آزاد کے سخندان فارس کے* . رے میں ا- جگہ لکھا ہے۔

''آزاد کا سخندان فارس حصہ دوم نکلا سبحان اللہ لیکن الحمد للہ میرے شعر العجم کو ہاتھ نہیں لگا یہ ہے۔''

ا- اور خط میں لکھتے ہیں:۔

''آزاد کی کتاب آئی۔ جا , تھا کہ وہ تحقیق کے میدان کا مرد
نہیں* ہم ادھر ادھر کی گپیں بھی ہا- دیتا تو وحی معلوم ہوتی لیکن
: اکا شکر ہے کہ H رہ لیکچر- اس نے میری سرحد میں قدم نہیں
رکھا* . رہویں میں یہ میدان میں ا- اہے لیکن زور پہلے صرف ہو چکا تھا،
یونہی سرسری چکر لگا کر نکل H یہ۔''

حالی اور شبلی کی معاصرانہ چشمک کا حال اردو ادب کے طا . علموں سے پوشیدہ نہیں مہدی افادی نے اس چشمک کے* . رے میں . ڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ حالی کی کتاب ''حیات جاو+ یہ کے

*. رے میں . #شبلی سے رائے پوچھی گئی تو انہوں نے لکھا:۔

''حیات جاد+ی کی نسبت رائے پوچھتے ہو؟ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔
تم مقلد نہیں مجتہد ہو۔ پھر تقلید کیوں کروں وہ بھی چھوٹی امت کی۔''

دوسرے خط میں اسی کتاب کے* . رے میں ذرا تفصیل سے لکھا ہے:

''حیات جاد+ی میں مولا*ٔ حالی نے سید صاحب کی بے رخی تصو. یر دکھائی ہے۔
اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ کسی کے معا$. ب دکھا*ٔ تنگ خیالی اور+ ظینی ہے
لیکن اگر یہ صحیح ہے تو موجودہ یورپ کا مذاق اور علمی ' قیاں . ,*. د
ہوجا N پھر ایشیائی شاعری میں کیا. ائی ہے سوائے اس کے کہ وہ محض
دعوے کرتے تھے، واقعات کی شہادت نہیں پیش کرتے تھے۔ بہر حال
حیات جاد+ی کو مدلّل مذاحی سمجھتا ہوں۔''

,پ وفیسر وآل احمد سرور کی رائے سے متفق ہوں کہ حیات جاد+ی کی* . رے میں اچھی رائے نہ ر p کی وجہ سے مولوی+ ,. یا احمد کے* . رے میں اگرچہ تفصیل کے ساتھ کچھ نہیں لکھا ہے تمام ان کے دل کی* . ت ابوالکلام کے*ٔ م ا یک خط میں اس طرح ظاہر ہوگئی ہے۔ مکا M شبلی کے علاوہ شبلی کے خطوط کا ا یک اور مجموعہ بھی ہے، جو خطوط شبلی کے*ٔ م سے چھپا ہے۔

مکا M میں شبلی ا یک عالم اور اد $. ب کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں، لیکن خطوط میں ان کی شخصیت کے وہ پہلو سامنے آگئے ہیں کہ جن کے بغیر شبلی کی شخصیت کا بھرپور+ ازہ نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ خطوط شبلی نے زہرا بیگم اور عطیہ فیضی کے*ٔ م لکھے ہیں۔ ,پ وفیسر خورشید الاسلام ان خطوط کے* . رے میں لکھتے ہیں۔

’’وہ مکا M جو عطیہ فیضی کے م ہیں، خاصہ کی چیز ہیں اور انہیں
K نوں کے لیے نیک فال سمجھتا ہوں۔ اچھی ز گی نہ بے ضابطہ
ہوتی ہے نہ ضابطہ فلسفہ اور سوم ز گی میں مدد دیتے ہیں لیکن
وہ ات خود ز گی ہیں اور نہ ز گی کا مقصود ’’دین قیم‘‘ ا۔ اور
صرف ا۔ ہے۔ ز گی کا احترام۔ یہ آرزو بھی ہے اور مدعا بھی ہے۔
لطف اسی میں ہے کہ ن کی ر۔ سے ر۔ نسیں P ب کا ا۔
ا۔ ذرہ ز گی سے اج لے اور جگمگا اٹھے، ا کی عبادت کے ساتھ
اپنی عبادت بھی ضروری ہے۔۔۔ روح کے لطائف اور وظائف بھی
ہیں لیکن ن کے لطائف اور وظائف حسین بھی ہیں اور ک بھی
ہیں۔۔۔ بہترین محبت وہ ہے جس میں ہوس اور لطافتیں پیو ہو گئی
ہوں۔ شبلی اور عطیہ فیضی کی محبت کے رے میں یہ نہیں کہا جا سکتا لیکن
ان مکا M میں ا۔ صحت مند بہ ضرور ملتا ہے۔ افسوس ہے
کہ خطوط شبلی کے شباب کی داستان نہیں ہیں ورنہ ہماری ن میں
نئی راہیں کھل جاتیں۔‘‘

شبلی جن دنوں قسطنطینہ میں تھے وہاں بمبئی کے ا۔ خا ان کے ساتھ ان مراسم پیدا ہو گئے جن میں آگے چل کر ی قی ہوئی۔ زہرا بیگم اور عطیہ بیگم اسی خا ان کی دو لڑکیاں تھیں، مولا . # بمبئی گئے تو وہاں یہ تعلقات مز استوار ہو گئے اور اس کے بعد خط وکتا $ کا سلسلہ بھی شروع ہوا H۔ خطوطِ شبلی ہیں عطیہ فیضی کے م کل 55 خط ہیں، ان خطوط کے رے میں مولوی عبدالحق کی رائے ہے کہ:۔

''میں مولا*. شبلی کے ان خطوں کو جوانہوں نے زہرا بیگم اور عطیہ بیگم
کے*. م لکھے ہیں کئی لحاظ سے قابل قدر سمجھتا ہوں، ا- توان کا طرز
بیان نہا$ سا دہ بے تکلف اور دلچسپ ہے، جوان کی دوسری
تصانیف اور واقعات میں نہیں*۔ جا"، دوسرے ان میں مولا*. کے
بعض ایسے خیالات* پ ئے جاتے ہیں جوان کی تصانیف میں کہیں
Aنہیں آتے اور شا+ گفتگو میں ان کا ذکر انہوں نے فر*ا۔۔۔
تیسرے ان خطوں سے محبت اور خلوص کی بو آتی ہے جوان کے
دوسرے رقعات میں نہیں ہے اسلئے ا- بہت.ٹ ی وجہ ان کی دلچسپی
اور قدر کی ہے۔۔

ان خطوط کی بنا پر شبلی کی حیات معاشقہ کو"M دینے کی کوشش کی گئی ہے جسے بعض حلقوں میں بہت
ہی*. پسند کیاH۔

سید سلیمان+ وی نے . # حیات شبلی لکھی، جو+ ات خود ا- بہت.ٹ اعلمی کا*. مہ ہے
۔اس میں بھی اسی L سے چشم پوشی کی گئی کیوè اس+. کرے سے شبلی کی مولو$ اور ثقاہت کے
مجروح ہونے کا : شہ تھا، لیکن حقیقت یہ ہے ان خطوں کی اشا (سے شبلی کی شخصیت کے جو پہلو
سامنے آئے۔انہوں نے صرف یہ کہ ان کی شخصیت کو کئی اور ابعاد » کئے بلکہ ان کی عزت اور*۔ دہ
.ٹ ھ گئی۔مولا*. کی شخصیت.ٹ ی پہلودار تھی۔وہ ا- ز. د - عالم دین،O داور مورخ تھے اور اس
کے علاوہ ا- خوش گو شاعر بھی تھے، خود لکھتے ہیں۔

''+ وہ فرض مذہبی ہے اور شاعر فرض طبعی۔کس کو چھوڑوں، پھر اسی
, پ موقوف نہیں - دل وصد ہزار سودا خیر بہر حال/. رجاتی ہے۔''

فرض مذہبی اور فرض طبعی کی اسی آو یزش کا* م شبلی ہے ۔خورشید الاسلام نے غالباً اسی لئے انہیں یوٴ نی کہا ہے۔مولا* شبلی کی فطرت .* تی تھی، محبت کا .ٓ یہ ان کے خیر میں داخل تھا اور حسن کے تو وہ ,پ ستار تھے۔

بقول مہدی افادی۔''

''حسن کہیں ہو، کسی حیثیت سے ہو فطرت کا ؤ* پ کیزہ مظہر ہے جس سے حافظ کی شراب معرفت کی طرح قطع Ãنہیں کی جا سکتی ۔ مولا* ادبی حیثیت سے اس کا نہا$ صحیح مذاق ر p ہیں ۔''

,پ وفیسر آل احمد سرور ان کی .* M اور . ت پسندی کے* . رے میں لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ۔

''شبلی ,ڑے .* تی آدمی تھے وہ شاعر و نکتہÕ تھے، وہ خاصے . ت پسند تھے اور اپنے حلقہ سے بہت آگے دیکھتے تھے۔ وہ ڈاکٹرا « ری کے قدموں کا بوسہ !ٓ کے لیے تیار تھے محض اس لئے کہ وہ ' کوں کی : مت کے لیے جا رہے تھے، پھر انھوں نے اَ/ بعض تعلیم* فتہ خواتین کی ہمت افزائی کی تو اس سے خواہ مخواہ غلط نتیجے نہ نکالنا چاہئیں ۔''

ڈاکٹرا « ری کے قدموں کا بوسہ اور تعلیم* فتہ خواتین کی ہمت افزائی ان دونوں کے پیچھے یہ کار فرما تھا اس کی اساس شبلی کی رومان پسند اور حسن ,پ ' طبیعت ,پ تھی۔ڈاکٹرا « ری کے قدموں میں بھی انہیں حسن Ã* اور یہی حسن انہیں عطیہ اور زہرا بیگم میں بھی Ã* جو ' قی پسند اور روشن خیال ہونے کی بنا ,پ اس دور کی خواتین میں . اَت لیاقت اور استعداد علمی میں ممتاز تھیں۔ان میں .* ت

کی شفاف موجیں الفاظ سے بھر پورÃ آتی ہیں:۔

''قرۃ العین تمہارا خط جو مدت کے بعد5 تو بے ساختہ میں نے آنکھوں
سے لگالیااوردیت-* *بڑ بڑھتارہا۔افسوس کہ مرنے-- ملنے کی امید نہیں
بمبئی* ۔ ۔ یہ دو قدم پر تھے۔زہرا نے تھوڑی ردوکد کے بعد منظور
کرلیا کہ پھر کبھی لکھنوآ N لیکن تم اتنی غری$ نوازی کیوں کروگی۔''

اپنی ای- تمنا کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:،

''اصل یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ میرے کام میں کام تمہارے* م کی
شر- ہو۔اس کا اصلی طر 2 یہ تھا کہ کوئی تصنیف تمہارے* م ڈ+ یکیٹ
کر*۔لیکن افسوس نہیں کرسکتا۔جن حالات میں گھرا ہوا ہوں تم سمجھتی ہو اور
جا : ہو کہ اس سے دفعتًا ان کاموں کو نقصان پہنچ جائے گا جو میرے ہاتھ ہیں۔''

عطیہ کی بہن کو لکھتے ہیں:۔

''جناب والد صاب اوراورنواب بیگم صاحبہ کو آداب تسلیم کہیے
لیکن عطیہ کو کچھ نہیں۔'' کچھ نہیں میں شبلی نے وہ ۔ کہا ہے
جو وہ کہنا چاہتے تھے۔''

غرض عطیہ سے انہیں محبت تھی لیکن اس محبت میں عطیہ کے حسن صورت ساتھ ساتھ حسن سیرت کو بھی دخل تھا۔اور اگ یہ کہا جائے کہ حسن سیرت کا حصہ اس میں غا ۔ تھا تو شا+ بے جا نہ ہوگا۔شبلی کو اپنی ذاتی ز+ گی میں محرومی نصیب ہوئی تھی،انہوں نے دوسری بھی کی تھی لیکن دوسری بیوی بھی نہ خوب صورت تھی اور نہ تعلیم* یفتہ،ای- خط میں اس کا بڑی حسرت اظہار کرتے ہیں۔

''تم جا... ہو کہ حسن صورت کی نو.$ ہوچکی، میری قسمت میں
دونوں کا اجتماع نہ تھا، اب کوئی چیز معنی ہوسکتی ہے تو صرف حسن
سیرت ہے اس لئے تعلیم . سے مقدم ہے''

عطیہ فیضی میں شبلی کو اپنی آئیڈیل عورت کے: وخال مل گئے اور وہ اس پر ایمان لے آئے۔
عطیہ بیگم فیضی اپنے زمانے کی بہت ہی پڑھی لکھی خاتون تھیں اور خاصی ترقی پسند تھیں۔ نہ صرف شبلی
بلکہ اقبالؒ، ابوالکلام آزاد، سجاد حیدر ریلدرم اور شیخ عبدالقادر ان سے متاثر ہوئے۔ :

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اسی زلف کے اسیر ہوئے

اور اس اسیری کی وجہ عطیہ بیگم فیضی کی خا# انی وجاہت اور خوش روئی کے علاوہ ان کی ترقی پسندی
اور اس وعلمی استعداد بھی تھی جن دنوں اقبالؒ لندن میں اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے تھے تو ان کی
5 قات عطیہ فیضی سے ہوئی جو اس وقت بقول خود قدیم و + فلسفہ کا مطالعہ ختم کر چکی تھی۔ اقبالؒ کی
خواہش تھی کہ عطیہ بیگم ان کا تحقیقی مقالہ شروع سے آ - سنیں۔ چنانچہ ا- دوسری صحبت میں یہ
خواہش پوری ہوگئی عطیہ بیگم کا بیان ہے کہ ''اقبال نے اس صحبت میں اپنا پورا مقالہ پڑھا' جس سے
ان کی Ã اور تلاش وتحقیق کا # ازہ ہو* تھا۔

مقالہ ختم کرنے کے بعد انہوں نے عطیہ بیگم سے مقالے پر تبصرے کی فرمائش کی اور عطیہ نے
جو مشورے دئے وہ اپنے مقالے میں شامل کرنیکے لیے ا- کاغذ پر نوٹ کرتے گئے۔ یہ تھی اس
خاتون کی علمی استعداد پھر بھلا شبلی اس سے متاثر ہوئے بغیر کیسے رہ h تھے۔ عبدالقادر ا- مکتوب
میں لکھتے ہیں:۔

''اس اثناء میں زہرہ اور عطیہ فیضی کے بہت سے خطوط آئے

اور بعض میں علمی مضامین بھی تھے۔ ان ظالموں کی اردو نویسی

پر مجھ کو تعجب ہوتا ہے۔''

یہ مکتوب 5 مئی 1908ء کا ہے۔ 24 نومبر کو مہدی افادی کو لکھتے ہیں:۔

''ان صحبتوں میں اس کی قابلتیوں کے حیرت انگیز پہلو سے

آگاہ ہو رہے ہیں۔ اردو فارسی، انگریزی، فرنچ، عربی دانی۔

''انچہ عالم ہمہ می دا شت تو تنہا داری۔''

عطیہ کی انہیں صلاحتیوں نے شبلی کو اپنی زلف گیر کا اسیر بنا دیا۔ اس دوران جو انہوں نے خط لکھے، وہ پڑھنے کی چیز ہیں۔ ان خطوط کے بارے میں عبدالطیف اعظمی لکھتے ہیں:۔

''نہ صرف مولانا کے میں بلکہ اردو زبان کے بہترین خطوط وہ ہیں،

جو عطیہ بیگم اور زہرہ بیگم کے نام لکھے گئے ہیں۔''

مولوی عبدالحق جنہوں نے خطوط شبلی پر مقدمہ بھی لکھا اور ان خطوط کی اشاعت پر زور دیا لکھتے ہیں:۔

''یہ خطوط سدا بہار ہیں اس لئے کہ یہ تکلف اور بناوٹ سے بری ہیں۔ یہ دلی جذبات اور خیالات کے نقوش ہیں جو بے ساختہ قلم سے ٹپک پڑے ہیں۔ بے ریائی اور خلوص کی سچی تصویریں ہیں، جن کے ادا کرنے میں ادبی پردازی کے داؤ پیچوں سے مطلق کام نہیں لیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے، پڑھنے والوں کے دل لبھاتے رہیں گے اور ان کے شوق کو تازہ رکھیں گے۔'' ان خطوط میں عورتوں کے بارے میں ہیں وہ شبلی کی دوسری تحریروں سے ظاہر نہیں ہوتے خاص طور پر موسیقی تعلیم اس اور پردے کے متعلق اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شبلی پردے کے زبردست حامی اور مبلغ تھے اس سلسلے میں کی تحریریں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن عطیہ بیگم کی بے پردگی کو وہ مستحسن سمجھتے ہیں۔ عطیہ بیگم کو موسیقی اور فن تقریر کے سیکھنے کی ترغیب دیتے ہیں صرف اتنا ہی نہیں

بلکہ عورتوں کی معاشی آزادی کے لیے تعلیم * اس کی حما$ کرتے ہیں:۔

''ان* توں کے ساتھ اگر تم موسیقی سے بھی واقف ہوتو تم اجازت

دو کہ لوگ تمہیں پوچھیں **وانا اوّل العا بد ین ۔''**

''عورتوں کے متعلق تمہاری رائے کہ وہ د* وی اور معاشی علوم کم پڑھیں

اور تم اس کو پسند نہیں کرتیں کہ عورتیں خود کما N اور کھا N لیکن* ورکھو

کہ مردوں نے جتنے ظلم عورتوں پر کئے اس بل پر کئے کہ عورتیں ان کی

د نگر تھیں تم عورتوں کا بہادر اور دیو پیکر ہو* اچھا نہیں سمجھتی ہو' لیکن

یہ تو پر* خیال تھا کہ عورتوں کو دھان* ن چھوٹی موٹی اور روٹی کا

لا* چاہیے۔ جمال اور حسن ,'' پر موقوف نہیں۔ تنوع مندی'

دلیری' دیو پیکری اور شجا میں بھی حسن و جمال قائم رہ سکتا ہے۔''

بے پر دہ اسٹیج پر آنے کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''میں چاہتا ہوں کہ آپ ان مشہور عورتوں کی طرح اسپیکر اور لیکچرر ار

بن جا N جو انگری اور* رسی قوم میں ممتاز ہو چکی ہیں لیکن اردو میں،

* کہ ہم لوگ بھی سمجھ سکیں۔ آپ میں ہر قسم کی قابلیت موجود ہے صرف

مشق کی ضرورت ہے۔ ہم پر انے لوگ عورتوں کا آزادی سے بے

پر دہ مجامع میں تقر پر کر* پسند نہیں کرتے لیکن آپ تو اس امیدان میں

آچکی ہیں، اس لئے اب جو کچھ ہو کمال کے درجہ پر ہو۔''

یہ تضاد* کاری کا نتیجہ نہیں بلکہ بشر$ کے L سے ہے۔ شبلی اپنے زمانے سے نہ صرف

بہت آگے تھے، بل کہ اپنے ہمعصروں کے مقابلے میں* دہ بھر پور K ن تھے۔ یہی وہ خوبی ہے جس

کی بنا پر ان کے عقائد و نظریات سے لاکھ اختلاف کے باوجود بھی ان سے محبت کی جا سکتی ہے۔

مہدی حسن:۔ جوادبی دنیا میں مہدی افادی کے نام سے زیادہ معروف ہیں اگرچہ اس لحاظ سے باقاعدہ ادیبوں کی صف میں جگہ نہیں پاسکے کہ انہوں نے کوئی مستقل تصنیف نہیں لکھی تاہم ان کے کچھ خطوط اور چند مضامین، جو ان کی وفات کے بعد شائع ہوئے، اپنے مخصوص اسلوب بیان کے باعث ہمیشہ دلچسپی سے پڑھے جاتے رہیں گے۔ افادات مہدی چند مضامین کا مجموعہ ہے اور مکاتیب مہدی ان کے خطوط کا۔ پیشے کے اعتبار سے وہ تحصیلدار تھے، چنانچہ کا غذاب پٹواری کی جانچ پڑتال کرنے کبھی اتنی فرصت نہ دی کہ یکسو ہو کر ادب کی تخلیق کر سکیں لیکن ذوق ادب کی فراوانی اس قدر تھی کہ اپنے زمانے کے تقریباً سبھی معروف ادیبوں اور شاعروں سے مراسلت تھی۔

ان میں حالی شبلی ناصر علی وہلوی، عبدالرزاق کانپوری، ریاض خیرآبادی، دلگیر اکبرآبادی، ہوش، بلگرامی، عبدالماجد دریابادی، سید سلمیان ندوی اور عبدالباری ندوی قابل ذکر ہیں مہدی افادی غالب اور شبلی کی طرح بڑی دلچسپی اور ذوق وشوق کے ساتھ خط لکھتے تھے، اپنے فرائض منصبی سے جب بھی انہیں فرصت ملتی تو وہ یا تو کتابیں پڑھتے یا خط لکھتے تھے۔ ان خطوں کے لکھنے میں وہ کاوش سے کام لیتے تھے اور ان کے مذاق خاص کی خوب غمازی ہوتی ہے۔ ان خطوں کی دلچسپی کی ایک بڑی وجہ مہدی کی رنگین اور جمالیاتی شخصیت بھی ہے۔ یہ اسی رنگینی اور ذوق کا اثر تھا کہ وہ ہر شئے کو لباس حسن سے آراستہ دیکھنا پسند کرتے تھے، یہاں تک کہ خطوں کے لیے بھی وہ نہایت عمدہ ونفیس کاغذ ہی استعمال کرتے تھے۔ شبلی کو جیسا کاغذ ملتا اسی پر لکھ دیتے تھے، مہدی کا ذوق جمال بھلا اسے کیسے گوارا کرتا، وہ شبلی کو نہایت نفیس لفافے اور خط کے کاغذ بھیجتے رہتے تاکہ شبلی کے جو خط ان کے پاس آئیں، معنوی حسن ظاہری سے بھی آراستہ ہوں، اس قسم کا اہتمام وہ کتابوں اور رسائل میں بھی کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتابوں کی خوبصورت جلد بندی کرا دیتے تھے۔ ایک دفعہ معارف اچھی

حا ۔ میں نہ پہنچا، انہوں بے بغیر دیکھے واپس کر ڈ* یا اور لکھا:۔

''میرا معارف اَ/ آپ نہیں+ ل h* تو واپس کیجئے۔ کا z رکا کوئی* می

,پ یس میرے لئے صفحات خاصہ چھاپے گا۔ آپ بھی کیا* یا دکریں گے

لیکن* وان کا بل منیجر صا # کی .A.یِ لوٹے گا۔''

دارالمصنفین کے ساتھ انہیں خاصا تعلق تھا، چنانچہ اس ادارے سے شائع ہونے والی کتابوں کے

*. رے میں وہ. ا. مشورے دیتے رہتے تھے۔ ا ی- خط میں لکھتے ہیں:۔

''یہ غلط ہے کہ فلسفہ حسن آرئش وزیبائش سے بے * زہو عورت کتنی ہی

حسین ہو لیکن بیوہ گی کے بعد وہ جوبن نہیں رہتا۔ ہیرا* اش لوَ- کے

ا* تے ہی اس کی سج دھج * اش ٗ اش . میں فرق آجا* ہے۔''

مطبوعات دارالمصنفین کی لوح*. لکل سادی اور رسالہ کی طرح کسی قسم

کی بیل سے مبرا ہوتی ہے۔ اس*پ ستم ظریفی یہ کہ حاشیے غیر* اشیدہ۔''

مہدی اپنے رہن سہن، لباس اور خوراک میں بھی= ۔ کا اہتمام کرتے تھے، بیگم مہدی کا

بیان ہے وہ O ں درزی کے* پ س بیٹھ کر اپنے کپڑوں کی* اش ٗ اش کے*. رے میں اس مشورے

دیتے تھے عبارت میں بھی کوئی لفظ بھد* یا ثقیل ہو* تو ان کے طبع سلیم پ/ اں/ * تھا، ا ی- دفعہ

مولوی عبدالسلام+ وی نے اپنے ا ی- مضمون میں * پ ور ہوا، اور نقش. آب، کے الفاظ استعمال کئے

تو مہدی نے لکھا:۔

''مولوں عبدالسلام نے فلسفہ '' ن کے عنوان سے مساوات پ اچھی

خاصی تنقید کی اخیر میں کہتے'' '' ن کے دلائل* پ ور ہوا اور نقش. آب ہیں۔

''وہی مولو $ کا* ، '' ن کی متبسمانہ خاموشی دیکھئیے کیا کہہ رہی ہے۔

اظہار ارائے سے تشکیل رائے زیادہ وقت چاہتی ہے۔ بہر حال اس تصریح
نے نتیجہ تنقید کا سارا لطف کھودیا قلم کا وزن احتیاط چاہتا ہے۔ میری معروضات
''حکمت بہ لقمان آموختن'' کی حیثیت سے ہیں۔ میں: اجانے آپ لوگوں
سے کیا چاہتا ہوں۔ کم سے کم ایک بلند پایہ معیار لطافت جو خود آپ کو
اردو لٹریچر میں پیدا کرنا ہوگا اور جس کی نظیر آپ کو صرف مغربی نمونوں
کے رکھ رکھاؤ میں مل سکتی ہے۔''

عربی اور فارسی کے ثقیل الفاظ کے علاوہ مہدی کو یہ بھی پسند نہیں تھا کہ اردو میں انگریزی کے الفاظ کا
استعمال کیا جائے۔ عبدالباری ندوی کو لکھتے ہیں:۔

''مبادی کے دیباچہ میں اسٹائل اور اسٹوڈنٹ کی پیوند کاری کس
ضرورت سے ہے۔ آپ کی انگریزی دانی مسلم، اچھا نہیں کا اسپند ہوگا۔''

مہدی نے بے شمار خطوط لکھے ہیں لیکن مکاتیب مہدی کی ترتیب کے وقت سارے خطوط نہ مل سکے۔
صرف شبلی ہی کو انہوں نے بقول خود سینکڑوں خط لکھے لیکن بدقسمتی سے یہ خط محفوظ نہ رہ سکے مکاتیب
میں شبلی کے نام کے صرف تین خط ملتے ہیں۔ بیگم مہدی اس سلسلے میں لکھتی ہیں :۔

''اس کا افسوس ہے کہ مرحوم کے بہت سے خطوط حاصل نہ کرسکی۔ خاص
کر مولانا شبلی کو انہوں نے کیسے کیسے بہترین خطوط لکھے لیکن مولانا مرحوم
نے باوجود اتنے خلوص کے اور قدر دانی کے ساتھ بھی خطوں کو محفوظ نہیں رکھا۔''

یہی حال ان خطوط کا بھی ہوا۔ جو انہوں نے اپنی لڑکیوں اور دوسرے اعزا کو لکھے تھے، یہ بھی
مکاتیب مہدی شامل نہیں ہو سکے۔ ان خطوں میں انہوں نے ادب تخلیق کرنے کی کوشش نہیں کی ہے
بلکہ سیدھی سادی باتوں کو بڑے ہی پر لطف انداز سے ادا کیا ہے۔ ان خطوں کے جو اقتباسات مجنوں

گور4 ری نے اپنے ا یہ مضمون میں د یئے ہیں، انہیں د یکھ کر+ ازہ ہو* ہے کہ مہدیؒ غا ". کی طرح اس راز سے واقف تھے کہ ز+ گی کے چھوٹے چھوٹے واقعات اور روزمرہ کی معمولی* توں کے بیان میں بھی دلچسپی پیدا کی جا سکتی ہے ۔ ا یہ خط میں بچوں کی شرارتوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں :۔

''ا یہ لڑکا آگے آگے بھاگا جا* ہے، ا یہ بچہ اس کے پیچھے لگا ہوا ہے کچھ اختلاف ہوH ہے ۔ اس لئے دا $ سے کاٹنے کی فکر میں ہے ۔ درسی کے فرش -- تو یہ O ں ` (جسے تم بکیاں کہتی ہو) اس کے بعد* ٹ کی ا ٹ سے بچنے کے لیے یہ چھو* سا د* -- کا حیوان چو* یہ بن H ہے اور اب شاہد کی پنڈلی پر دا $ جما* چاہتا ہے لیکن مدد پہنچ گئی* فذ کا وار خالی ہوH ۔''

اپنی لڑکی کے صحت* یب ہونے پر لکھتے ہیں :۔

''تمہارے ہاتھ کی کھجوروں نے الہ* دکی ز+ گی کی* ید دلائی ۔ کبھی یکجا شرط ز+ گی تھی ۔ تم نے نئے سرے سے ز+ گی* پائی ۔ : ا کرے اس درمیان میں تم نے پوری* قی کر لی ہو اور اس قابل رہو کہ تمہارے خیال سے دل بہلا* رہوں ۔''

ا یہ اور خط میں ایندھن کا ذکر کرتے ہیں :۔

''لکڑی مل گئی، آج ہی جاتی ہے ۔ اتنی اچھی ہے کہ جلانے کے عوض کھانے کو جی چاہے گا ۔ * ۔ ہر نہ رکھو، نمک حرام غا $ کر دے گا * یہ بے ضرورت پھو -- دY ۔''

افسوس ہے کہ یہ خطوط شائع نہیں ہوئے ا/ یہ بھی مجموعے میں شامل ہوتے تو اس مجموعے کے متعلق اردو کے 0 دوں کی رائے مختلف ہوتی۔

مکاتیبِ مہدی کے تقریباً ''سبھی مکتوب ادبی نوعیت کے ہیں اور بقول آل احمد سرؔور'' ان میں عوام کی دلچسپی کی چیزیں کم ہیں۔ ان کی ز+ گی میں کوئی خاص واقعہ نہیں ا/ ٭ را جس چیز کو ڈرامائی کہا جا سکتا ہے وہ ان کے یہاں مفقود تھی۔'' لیکن* یں ہمہ خطوط آج بھی دلچسپی سے پڑھے جا h ہیں اور اس کی سے ڈی وجہ یہ ہے کہ مہدی کا ادبی ذوق بے حد* پ کیزہ تھا۔ ان کے خیالات میں غضب کی رعنائی تھی اور خیال کی یہ رعنائی ان کے الفاظ اور کے ان اسلوب سے بھی چھلک پڑتی ہے۔ یہ خط بہت مسلمہ ادیبوں اور نگاروں کے خطوط کے مقابلے میں+ لہÉ ،خوش طبعی، ذوق جمال اور مذاق ادب کی جیتی جاگتی تصو یں ہونے کی بنا پ+ رجہ بہتر ہیں۔ بقول سید سلیمان+ ویؒ'' ان کا قلم *غ و بہار تھا۔'' اور یہ اسی* غ و بہار قلم کا نتیجہ تھا کہ وہ خشک فلسفیانہ مبا # میں بھی رنگینی پیدا کرتے تھے۔ ان اسلوب کی ا/ اد$ کے سبھی قائل تھے، یہاں -- کہ شبلی جیسا نگار بھی ان کے پ لطف # از بیان اور ان کی* لغ Ãی پ رشک کر* تھا۔

شبلی خط میں لکھتے ہیں:۔

'': ا آپ کو آپ کے د - وقلم کو، آپ کی صنعت گوئی طبع کو قائم رکھے
بخدا مجھ کو خوشی سے *ِ دہ آپ پ رشک ہے کبھی b خط لکھا کیجئے۔''

مہدی نہ صرف اپنے ہی خطوط کو پ لطف بنانے کا اہتمام کرتے تھے بلکہ دوسروں سے بھی اسی طرز کے خواہش مند رہتے تھے۔ کسی کے خط میں ا/ اس طرح کی کمی* پ تے تو شکا$ کرتے تھے۔ ا- دو - کو لکھتے ہیں۔

'' کارڈ پھیکا تھا، کچھ ادھر ادھر کے ٭ کرے۔ ادبی چاشنی اور دلچسپیوں کی

کمی نہیں ہونی چاہیے۔ابھی آپ بہت ز+ ہ ہیں،مولو$ افسرد گی کی
مترادف نہ ہوتے* پ ئے۔''

مہدی کو اپنے مکاM کی اچنبھی نوعیت پ،.* زتھا،ا یہ خط میں لکھتے ہیں:۔

''صوبہ متحدہ میں، میں نئی قسم کا تحصیلدار ہوں کہ کاغذات پٹواری
کے ساتھ ساتھ یہ مشغلہ شرZ نہ بھی بیگم کے بعد گلے کا ہار رہتا ہے،
میری روزانہ صبح کی ڈاک میں جانے کیا کیا ہو* ہے اور لطف کی بہ ت
یہ ہے کہ رد* یت کا قطعی پتہ نہیں۔سچ یہ ہے کہ تھوڑے سے رکھ رکھاؤ کی
ضرورت ہے۔آج کل کے صا .ادے کتنے ہی کامیاب ہوں
1 ان کی ان کی ز+ گی ادبی دلچسپیوں سے ا یہ دم بے* زرہتی ہے۔''

مہدی اپنے طرز بیان میں مختلف طر4 ں سے شگفتگی پیدا کرتے ہیں، انتہائی سنجیدہ مبا # میں بھی وہ شوخی سے* . زنہیں رہ h تھے۔بقول آل احمد سرؔور ''مولویوں کے سامنے ر+ انہ وضع اور ر+ وں کی محفل میں سنجیدگی کے تیور، یہ عجیب وغر$ اجتماع آپ کو مہدی کے یہاں ملے گا۔''بعض اوقات اس شوخی اور شگفتگی کے پیچھے وہ ابتذال اور عر* ینی کی سرحدوں سے بھی جا ٹکراتے ہیں،الیکن ان کا طرز بیان یہاں بھی ان کے آڑے آ* ہے اور عبارت مبتذل اور عر* یں ہونے کی بجائے حسن بن جاتی ہے۔

بقول سید سلمیان ن+ وی:۔

''ان کا یہ اسلوب تحر یہ جس قدر لطیف اوز* زک ہے،اسی قدر پ خطر ہے۔
وہ اس راستہ میں غار کے منہ ت- آجاتے ہیں،1 قلم کا محتاط قدم اس
طرح تل تل کے پ* ہے کہ لغزش نہیں ہوتے* پ تی۔''

مہدی کو ''مولو $ '' اور ''زہدِ خشک'' سے پڑتھی۔ لیکن قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جن ادیبوں سے ان کی خط وکتا $ تھی، وہ ز* یدہ علماء ہی کے طبقے سے تعلق ر p تھے۔ چناں چہ وہ انہیں ان کی مولو $ پر چھیڑتے رہتے ہیں۔ سید سلیمان+ وی کی دوسری شادی کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ا یک خط میں لکھتے ہیں:۔

''آپ کی ''نہیں نہیں'' پر بھی دارالمصنفین میں 'ملکہ سبا' کی آمد متوقع چاہتی ہے کہ و ہاں آج کل جو آواز نکلے ان سروں میں ہو۔

نینداس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی ہیں
تیری زلفیں جس کے* زو پر پریشاں ہوگئیں

اپنی دوسری شادی کی اطلاع دیتے ہوئے شبلی کو لکھتے ہیں:۔

''مدت کی تلاش کے بعد وہ 'جنس لطیف' ہاتھ آئی جو آپ لوگوں کو دوسری د* میں ملے گی۔ خوف تھا کہیں $ جھڑ شروع نہ جائے لیکن اب تو نئے سرے سے کونپلیں پھوٹتی معلوم ہوتی ہیں' آج کل خیام کے فلسفے کا عامل ہوں کوئی ا کا چھوٹنے نہیں* پ تی۔''

سید سلیمان+ وی کو لکھتے ہیں:۔

''وطن* یتو دارالمصنفین میرے لئے گھر آنگن ہوگا اور آپ سے بوسے بہ پیام کی جگہ آپ عورت ہوتے تو کہتا، . بہ . کی ٹھہرے گی۔ آ ی فقروں سے آپ کے تقدس میں کچھ فرق تو نہیں* ی۔''

شملہ کے متعلق، ا یک خط میں جو جملے ان کے قلم سے نکل گئے ہیں، انہیں پڑھئے اور متا $ کی رنگینی کی داد دیجئے۔

''شملہ آپ کو پسند نہیں *۔ لیکن مجھے تو۔ م سے بھی دلچسپی ہے، دیکھئے پھولوں کی سیج پر جو روانی ورزش کی شا I اپنے چاہنے والے سے کیا کہتی ہے۔

دوسرا تیسرا یہ جملہ ہے ! یہ بھی کیا کوئی شہر شملہ ہے''

سید سلیمان + وی ۔ میں بیمار ہو گئے تو انہیں لکھتے ہیں:۔

''میں 7۔ تھا مولوی خلوت کے رنگیلے ہوتے ہیں لیکن آپ کی رد وادعروسی جہاں ۔ معلوم ہوئی غیر حوصلہ افزا ہے۔ یہ کیا کہ مرعوب ہو کر 'صنف قوی' کی آ۔ وکھوئی خیرا۔ ری کہ علا ۔ نے پر دہ رکھ لیا لیکن دوستوں کو قلق رہے گا کہ جسے بستر شکن ہو۔ تھا وہ شاعری کی اصطلاح میں شکن بستر نکلا۔''

عبدالما۔ در*۔ دی حیدر*۔ دکی 5 زمت سے کنارہ کش ہو کر لکھنو آئے تو انہیں لکھا:۔

''آپ لکھتے ہیں وقت اپنا ہے، قلم اپنا دماغ اپنا ہے، ا۔ صاحبہ فرماتی ہیں صاف کیوں نہیں کہتے کہ بیگم اپنی ہیں۔ یہ نکتہ رہ H تھا، کمی پوری کئے دیتا ہوں۔''

مو۔ عبدالباری + وی کو لکھتے ہیں:۔

''ہاں جناب ما۔ ہوں* آپ۔ دونوں کی یہ مدر L میری سمجھ میں نہیں آتی کہ عورت مرد بنا کر پیش کی جائے اور اس سے K پر دازی کی سنجیدگی پر استدلال ہو۔ میں نے عورت کے سینہ کے لیے جس پر سبزہ خود رو نہیں ہو۔' آپ لوگوں سے ا۔ لفظ مانگا تھا، اسی طرح مجھ کو اصرار ہے کہ وہ کر۔ نہیں کرتی پہنتی ہے کیا یہی حیا سازی ہے جسے *۔ وصف لذت کشی آپ بے 0 ب دیکھنا نہیں چاہتے۔''

*. وصف لذت کشی'' کی ترکیب میں مہدی ہلکے سے طنز کے ساتھ جو مفہوم ادا کر گئے ہیں۔ یہ انہی کا حصہ ہے۔ غرض مہدی کے یہ مکاتیب اردو کے مکاتیب ادب میں ایک ایسا قدر اضافہ ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ مہدی کی طبیعت میں جدّت پسندی تھی کسی ایسے مضمون کو وہ پہلے بھی ادا کر چکے ہوں اگر دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت پڑی تو ایک دوسرے ہی انداز میں پیش کرتے۔ دوستوں سے خط نہ لکھنے یا خط لکھنے میں تاخیر کرنے کی شکایت کا موقعہ بار بار آتا ہے۔ اس مضمون کو مہدی نے کئی بار بھی ادا کیا ہے تو ہر بار پیرایۂ بیان استعمال کیا ہے۔ اور لطف یہ کہ ہر دفعہ انداز کی شوخی نکھر آتی ہے۔ عبدالماجد دریابادی کا خط دیر میں آیا تو انہیں لکھا:۔

''جس طرح ایک بھوکا خوش ذائقہ کھانے پر ٹوٹتا ہے اور لقمہ جلد جلد حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اس کی تسکین نہیں ہوتی، میں چھپانا نہیں چاہتا کہ آپ کے دلچسپ عنایت ناموں کے ساتھ مجھے بھی یہی صورت پیش آتی ہے۔ اس میں میرے کنگلے پن کو اس قدر دخل نہیں جس قدر آپ کے بخل کو کہ نعمت جلد جلد میرے حصہ نہیں آتی۔''

عبدالباری آسی کے نام ایک خط میں یہی مضمون اس طرح ادا کیا ہے:۔

''ایسی بھی بے نیازی کیا ہے کہ ہفتوں اور مہینوں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں۔ میں اس لئے نہ لکھ سکا کہ آپ قیدار تھے۔ اس پھیر میں رہا خود آپ کو میرا خیال آئے لیکن آپ کو اعتبار سے فرصت نہیں۔ خیر آپ کی ستم کیشی کے مقابلے میں میری وفا کیشی سچ کہے گا کیسی رہی۔''

ایک اور خط میں لکھتے ہیں۔

''آپ کا* لکل پتہ نہیں ۔کیا آپ کے رمضان سے میرے مئی کے
شد+ کچھ کم ہیں جوا- دم سے آپ مہر بلب ہورہے ہیں ۔''''تحریری
فاقے'' + مشرب دوستوں کے لیے کسی طرح موزون نہیں ۔روزہ ر p
نہ رکھیئے 1 مجھے* دضرور کیجئے ۔''

مہدیؔ کے مکاM کا یہ+ کرہ میں پروفیسر آل احمد سرورؔ کی مندرجہ ذیل رائے پر ختم کرتی ہوں کہ میرے نزدیک ان خطوط کا اس سے زیادہ جامع اور بھرپور تجزیہ ممکن نہیں :۔

''طرز بیان کی شوخی مہدی کو+ ہ ر p میں بڑی معاون ہوگی ۔
ممکن ہے کہ ادبیات میں جو نقطۂ Ā مہدی کا تھا وہ نہ رہے اور رہنا
بھی نہیں چاہیئے ۔اس لئے بیان میں قوت بڑھنے اور پھیلنے سے آتی ہے
لیکن قرین قیاس یہ ہے کہ مکاM پھر بھی دلچسپی سے پڑھے جا N
گے ۔ان میں وہ جوانی ہے جس پر عمر کا اثر نہیں ہو+ ۔ وہ مستی
ہے جو شراب انگور ممنون نہیں وہ* نکپن ہے جس پر سادگی قر* ن اور
وہ سادگی ہے جس پر* نکپن] رہے تحصیلوں اور قصبوں کی بے کیف
ز+ گی میں بھی یہ صا # ذوق حسن کا پرستار اور پجاری رہا شمع انجمن
ہو* پر اغ خانہ ۔ جہاں روشنی تھی اسے عزیز تھی ۔اور جہاں روشنی کا
پتہ نہ تھا وہاں بھی وہ اپنی حرارت عشق سے شعلہ روشن کر" تھا،اس نے
کتنے مولویوں کو K ن بنانے کی کوشش کی ، کتنے+ مذاقوں کی اصلاح
کی ؛ کتنے بے راہ رووں کو ٹوکا ، وہ اس میں کامیاب ہو* نہیں ،لیکن
اس کی کوشش کیا اس کی ادبی ز+ گی کی کافی ضما $ نہیں ہے ۔''

مولا*٭ آزاد:۔ امام الہند ابوالکلام آزاد کی انقلابی ٭ؔ غی شخصیت نے ہندوستان کی
.# آزادی میں اپنی تقر یوں کے ذریعے اور عملاً حصہ لے کر جو کردار ادا کیا اور انہوں نے اپنے
افکار و خیالات کے ذریعے ملک و قوم کی جو : مت ا م دیں وہ قومی* ریخ کا ا یہ روشن* ب ہے
مولا٭ کی انہیں تحر یوں سے اردو ادب اور صحافت میں جو اَ ان قدر اضافے ہوئے ہیں اس احسان کو
اردو ادب کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔

کسی بھی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں اس کے خا# ان اس کی تعلیم و .M اور اس کے ماحول کو
بڑا داخل ہو* ہے۔ابوالکلام آزاد کی عہد آفرین شخصیت کی فکری تشکیل میں جن عوام اور عناصر کی کار
فرما رہی ان تمام گوشوں پر Ã ڈالیں تو صاف ظاہر ہو* ہے کہ ان کا خا# ان علم وحد $ و L کی
: مت کی سعادت سے ہر دور میں ممتاز رہا ہے۔ان کے خا# ان کا دینی و مذہبی ماحول اور ان کی
ابتدائی تعلیم و .M جو مشرقی طرز کی تھی اسی نے ابولکلام کا امام الہند مولا٭ ابولکلام آزاد بنا* یہ۔

مولا٭ آزاد کی ولادت 1888ء کو مکہ معظّمہ میں ہوئی عربی ان کی مادری ز* ن تھی۔اور پھر
مولا٭ کے والد مولا٭ خیرالدین نے عربی کی تعلیم پر بہت زور* یہ تھا۔اس کے علاوہ فارسی، فقہ، علمِ
نجوم وغیرہ کی تعلیم مولا٭ نے اپنے والد سے سیکھی۔خا# انی پس منظر اور اس تعلیم و .M کا لازمی
نتیجہ یہ نکلا کہ شروع ہی سے ان کا مزاج علمی بن H یہ۔

مولا٭ آزاد اپنی اوائل عمر سے اپنی ز# گی کے آ ی لمحے* قومی . وجہد اور ملک کی تعمیری
کاموں پیش پیش رہے۔ . تسلیم کرتے ہیں کہ مولا٭ آزاد ہمہ گیر صلاحیتوں کے مالک تھے۔ان کی
سرا َ میوں کے متعدد میدان تھے اور وہ ہر جگہ منفرد مقام کے حامل تھے۔

جس وقت مولا٭ آزاد نے وزارت تعلیم کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت ان کے سامنے ملک
کی دو عظیم شخصیتوں کے Ã* یت تھے ا یہ گا# ھی جی کا دوسرا جواہر لال نہرو کا Ã یہ گا# ھی ملک کو

ا ں کی حکومت سے بچا کر دیہی ترقی اور گھریلو صنعت کے فروغ کے ذریعے نئے طرز کی معیشت کے حامی تھے۔ اور دوسری طرف جواہر لال نہرو جو ملک کے پہلے وزیرِ اعظم تھے۔ یہ بڑی صنعتوں کے قیام کے حق میں تھے۔ آزادی کی تعلیمی پالیسی ایسی تھی کہ تعلیم کی نوعیت ایسی ہو جو بڑی صنعتوں میں بھی کام آئے اور گھریلو صنعتوں کو بھی فروغ دے سکے۔ وقت کی اہم ضرورت کے تحت تعلیم کے مختلف شعبوں کی تیز رفتاری ترقی کا جو کام مولانا نے شروع کیا تھا وہ بہت بڑا کام تھا۔

آزاد کے مکاتیب کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں، ان میں جو شہرت ''غبار خاطر'' کو حاصل ہوئی ان کے دوسرے مجموعوں کو نہ ہوسکی۔ یوں بھی ان کے دوسرے مجموعہ مکاتیب مثلاً کاروان خیال نقش آزاد اور مکاتیب ابوالکلام ۔ غبار خاطر کے پس منظر میں پڑھے جاتے ہیں تو یہ وں سے جاتے ہیں ان میں بھی غبار خاطر کی طرح خطوط کی بے ساختگی مفقود ہے، لیکن غبار خاطر کی جو دوسری خصوصیات اس مجموعہ کو طرۂ امتیاز بخشتی ہیں۔ وہ بھی دوسرے مجموعوں میں نہیں ملتی لیکن بہر حال مولانا کی زندگی اور شخصیت کو جاننے اور سمجھنے میں یہ مکاتیب بھی بہت حد تک مددوے ہیں اور اس لحاظ سے ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے مثلاً کاروان خیال کے شروع کے دو ایک خطوں سے کچھ تاریخوں کا تعین ہو جاتا ہے۔ جن سے مولانا کی سوانح حیات مرتب کرنے میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس مجموعے کے ایک خط میں سفر بغداد کا تفصیلی ذکر بھی مل جاتا ہے، اور ایک خط میں مولانا کی موسیقی سے دلچسپی اور شبلی کے شعر دادب کے بارے میں ان کی رائے تفصیل سے معلوم ہوتی ہے۔ نقش آزاد کے حصہ اول میں مولانا غلام رسول مہر کے نام آزاد کے 124 خط ہیں۔

یہ خطوط زیادہ تر کاروباری نوعیت کے ہیں اور ''ترجمان القران'' اور ''غبار خاطر'' کی طباعت اور معاوضہ وغیرہ سے متعلق ہیں۔ ان خطوں کی اہمیت اس لئے ہے کہ ان سے مولانا کی تصانیف کے بارے میں کچھ مزید معلومات مل جاتی ہیں۔ دوسرے حصہ میں مولانا مہر کی کتاب،

غا ۔ ،پ مولا* کی تحر یات اور تعلیقات ہیں ۔اس حصہ میں غا ۔ اور قواعد کے بعض مسائل ہیں، جو اہم ہیں ۔تیسرے حصے میں چار خط * زفتحپوری کے* م ،ا ی- مولا* شفا (اللہ خان کے* م اور خواجہ حسن% می کے* م ہیں ۔ ۔’’مکا M ابوالکلام‘‘ ہیں حالی کے* م ا ی- خط ،شبلی کے* م دو خط اور سید سلمیان+ وی کے* م 38 خط اور محی الدین احمد قصوری کے* م دو خط ہیں ۔ان خطوں میں حالی اور شبلی کے خط تو بہرحال اہم ہیں ہی لیکن ۔ سے اہم وہ خط ہیں جو سید سلمیان+ وی کے* م ہیں ۔

ان مجموعوں کے علاوہ بھی مولا* آزاد کے متفرق خطوط ہیں، جو مختلف رسائل میں شائع ہو گئے ہیں اور ابھی-- مجموعہ کی صورت میں شائع نہیں ہوئے ہیں ۔ز ی Ã مقالے ہیں ’غبار خاطر‘ ہی کو ملحوظ Ã رکھ کر مولا* کی خطوط نگاری کے* ۔رے میں بحث کی گئی ہے ۔غبار خاطر آزاد نے قلعۂ احمد نگر میں اپنی اسیری کے دوران اپنے صدیق - م مولا* حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے* م لکھے ۔خط جیل سے * ۔ہر نہ بھیجے جا سکتے* ہم مولا* اپنی طبع* لہ سج ،اور ذوق مخاطبت ، کے ہاتھوں مجبور تھے اور خط لکھتے رہے ۔

’* ہم طبع* لہÕ کو کیا کروں کہ فر* ی دوشیون کے بغیر رہ نہیں سکتی ۔
آپ سن رہے ہوں* ی نہ سن رہے ہوں، میرے ذوق مخاطبت کے
لیے یہ خیال بس کر* ہے روئے سخن آپ کی طرف ہو۔‘

ان خطوط کے* ۔رے میں لکھتے ہوئے گو پی* تھ امن لکھنوی نے ۔ڑی اچھی* ۔ت کہی ہے کہ:۔

’’ان خطوط کی نوعیت میگھ دوت کے گھند ھرب کی سی ہے جو* ۔ دلوں سے مخاطب
ہو کر اپنے دل کے ۔* ۔ت بیان کر* ہے۔‘‘

جس طرح میگھ دوت کے* ۔ دل گھند ھرب کے لیے محض دل کی نکالنے کا ذریعہ W ہیں یہی حال ان خطوط کے مکتواب الیہ کا ہے ۔جس کی موجودگی ان میں کہیں محسوس نہیں ہوتی ،شروع سے آ

-- مولا* آزاد کی مکتوب الیہ پ غا . رہتی ہے۔

پ وفیسر اسلوب احمد ا « ری اس نکتے کو ابھارتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''مکتوب الیہ کی حیثیت یہاں ا ی ایسے راز دار کی سی نہیں
جسے نہاں خانہ دل میں گذر کی اجازت دی گئی ہو بلکہ ا ی
ایسے قاری کی ہے جس کے 0 د کے لیے دفتر حکمت کھولے
گئے ہیں۔ ان میں لہجہ ہائے ز ی لبی کا سوال ہی نہیں۔

''غبار خاطر'' کے خطوط میں نہ بے تکلفی ہے اور نہ غیر رسمی ہیں۔ علمیت ہے لیکن * . یں ہمہ بعض خطوط میں مولا* آزاد نے اپنی ذہنی M. اپنے افکار کے مو ات اپنی دلچسپیوں کا ذکر کیا ہے جن سے ا ی عظیم دماغ کے ارتقاء کا تھوڑا بہت حال کھلتا ہے۔

لکھتے ہیں:۔

''لیکن میں موروثی عقا+ پ قانع نہ رہ سکا، میری پیاس اس سے
ز ی دہ 6 جتنی سیرابی وہ دے h تھے۔ مجھے پ انی راہوں سے نکل
کر خود اپنی راہیں ڈھو+ نی پ ڑیں ز+ گی کے ابھی پندرہ. س بھی پورے
نہیں ہوئے تھے کہ طبیعت نئی خلشوں اور جستجوؤں سے آشنا ہو گئی تھی اور
موروثی عقا+ جس شکل وصورت میں سامنے آ کھڑے ہوئے تھے ان
پ مطمئن ہونے سے انکار کرنے لگی تھی۔'' (مکتوب 11 اگست 43ء)۔

اپنی ابتدائی تعلیم و M. کے * . رے میں لکھتے ہیں:۔

''میری تعلیم خا+ ان کے موروثی عقا+ کے خلاف نہ تھی۔۔۔۔وہ
سر* سراسی ر- میں ڈوبی ہوئی تھی، جو سو ات ± اور خا+ ان نے

مہیا کر دیئے تھے تعلیم نے انہیں اور* یدہ تیز کر* چاہااور/ دوپیش نے
انہیں اور* یدہ تیز کر* چاہااور/ دوپیش نے انہیں اور سہارے دیے* ہم
یہ کیا* ت ہے کہ شک کا . سے پہلا کا [جوخود بخود دل میں چھبا۔اسی
تقلید کے خلاف تھا۔میں نہیں جا , کہ کیوں،1* * ریہی سوال سامنے
ابھرنے لگا تھا کہ اعتقاد کی C یدعلم وÃ پ* ہونی چاہیے۔تقلید اورتوراث
پ کیوں ہو۔شک یہی چبھن تھی جو تمام آنے والے یقینوں کے لیے دلیل راہ
بنی۔بلاشبہ اس نے پچھلے سرمایوں سے تہی د - کر* یتھا،1 نئے سرمایوں
کے حصول کی لگن بھی لگادی،اور* لا اسی کی رہنمائی تھی جس نے یقین اور
طمانینت کی منزلِ مقصود- پہنچا* ی۔گو* یجس علت نے بیمار کیا تھا وہی
* لا دار وئے شفا* $ ہوئی۔''

مولا* نے اپنے خطوط میں یہ بھی بتا* یہے کہ ان کے رگ اپنے عقا+ وافکار میں کس قدر متعصب اور بے لچک تھے۔مولا* نے تعلیم* تو اپنے والد سے حاصل کی* پھر ان کے والد نے اچھی طرح ٹھو- بجا کر دیکھ لیا تھا کہ معیار عقا+ وفکر پ پورے ا- h ہیں۔''ان کی تعلیم جن* پ بندیوں سے گھری ہوئی تھی،ان خطوں میں اس کی تھوڑی بہت جھلک Ã آتی ہے۔ مولا* آزاد اپنی معمولی سے معمولی دلچسپی پ ا / اد $ کا اتنا گہرا ر- پڑھاتے ہیں کہ ان کی یہ معمولی دلچسپیاں بھی خامے کی چیز ہوجاتی ہیں مثلاً چائے نوشی کا شغل۔اس میں بھی ان کی ا / اد $ نے وہ نقش ونگار پیدا کئے ہیں کہ چائے نوشی ان کی ذات کے ساتھ مخصوص ہوگئی ہے۔اس چائے نوشی میں ان کا اجتہاد 5 خطہ کیجئے۔

''شا+ آپ کو معلوم نہیں کہ چائے کے* ب میں بعض اجتہادات

ہیں۔میں نے چائے کی لطافت و شیرینی کو تمبا کو کی تندی و تلخی سے
," کیب دے کرا یہ کیف مر . پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔
میں چائے کے پہلے گھونٹ کے ساتھ ایک سگریٹ بھی سلگا لیا کرتا
ہوں۔پھر اس " کیب خاص کا نقش عمل یوں جاری ہوں کہ تھوڑے
تھوڑے وقفہ کے بعد چائے کا ایک گھونٹ لوں گا،اور سگریٹ کا بھی
ایک کش لیتا رہوں گا۔۔۔اس طرح اس سلسلہ عمل کی ہر/ ڑی چائے
کے ایک گھونٹ اور سگریٹ کے ایک کش کے باہمی امتزاج سے
بتدریج ڈھلتی جاتی ہے اور سلسلہ کار دراز ہوتا رہتا ہے۔مقدار کے
حسن تنا . کا O ط 5 خطہ ہو کہ ادھر فنجان آ ی . عہ سے خالی ہوا۔
ادھر تمبا کوئے آتش زدہ نے سگریٹ کے آ ی خط کشید۔ پہنچ کر دم لیا۔
کیا کہوں ان دوا. "اتند و لطیف کی آمیزش سے کیف و سرور کا کیا معتدل
مزاج " کیب پاتا ہے۔''

چائے کے بارے میں مولانا نے بعض بڑی دلچسپ باتیں لکھی ہیں۔وہ صرف چینی ہیں۔وہ صرف چینی چائے کو چائے سمجھتے تھے۔چناں چہ فرماتے ہیں کہ سیلون اور ہندوستان میں . # چائے کی کا شت شروع کی گئی گو یہاں کی مٹی نے چائے پیدا کرنے سے تو انکار کر دیا 1 اسی شکل وصورت کی ایک دوسری چیز پیدا کر دی اور یہ کہ لوگوں نے بغیر سمجھے اسی کا نام چائے رکھ دیا۔عوام میں نام نہاد چائے کی مقبولیت سے وہ بڑے نالاں تھے۔۔

''د * جو اس کی جستجو میں تھی کہ کسی نہ کسی طرح یہ جنس کمیاب ارزاں
ہو بے سوچے سمجھے اسی پر ٹوٹ پڑی اور پھر تو گویا پوری نوع K لا نی

نے اس فری$ خوردگی پر اجماع کرلیا۔ آپ ہزار سر پٹ7 کون
ہے۔۔۔نوع Ki نی کی اکثری$ کے فیصلوں کا ہمیشہ ایسا ہی حال رہا
ہے جمعیت بشری کی یہ فطرت ہے کہ ہمیشہ عقلمند آدمی اِکا دُکا ہوگا۔ بھیڑ
بےوقوفوں کی رہے گی۔ ماننے پر آ N گے تو گائے کو: امان لیں گے،
انکار پر آ N گے تو مسیح کو سولی پر پڑھا دیں گے۔''

غبارِ خاطر سے ہی مولا* کی ز+ گی کے کچھ ایسے پہلو بھی Ü یں ہوتے ہیں، جن سے عام طور پر لوگ* واقف تھے، مثلاً موسیقی سے انہیں جو شغف رہا ہے اس کا اظہار 12 ستمبر 1941ء کے خط سے ہو* ہے۔ اس خط میں انہوں نے نہ صرف اسی فن سے اپنی دلچسپی کا بیان بلکہ ہندوستان میں فنِ موسیقی کے کمالات اور اس کی * ریخ کا تفصیلی بیان بھی کہا ہے۔ اس فن سے اپنے شغف اور ذوق کا+ کرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''میں آپ سے ا-* ت کہوں، میں نے* رہا اپنی طبیعت کو ٹٹولا ہے،
میں ز+ گی کی احتیاتوں میں سے ہر چند کے بغیر خوش رہ سکتا ہوں،
لیکن موسیقی کے بغیر نہیں رہ سکتا، آوازِ خوشی میرے لئے ز+ گی کا سہارا
دماغی کاوشوں کا مداوا اور جسم و دل کی ساری بیماریوں کا علاج ہے۔''

اسی خط میں انہوں نے چند جملے ایسے بھی لکھے ہیں، جن میں اہ را ~ ز+ گی کے * رے میں پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ * ئیات اور تفصیلات نہیں دی گئی ہیں* ہم اس میں ان کی ذاتی ز+ گی کی جو جھلک ہے وہ بیشتر خطوط میں مفقود ہے۔ ز+ گی کے * رے میں مولا* آزاد کا رویہ مثبت اور صحت مند رہا ہے خوش رہنا وہ ا- اخلاقی فرض سمجھتے ہیں اور ہنسی خوشی کے ساتھ ز+ گی گ/ ارنے کو سے اہم کام بتاتے ہیں:۔

'' لوگ ہمیشہ اس کھوج لگے رہتے ہیں کہ زندگی کو بڑے بڑے
کاموں کے لیے کام میں لگیں، لیکن نہیں جا... کہ یہاں ایک
سب سے بڑا کام خود زندگی ہے۔ یعنی زندگی کو ہنسی خوشی کاٹ دینا۔''

''خوش رہنا محض ایک طبعی احتیاج ہی نہیں ہے بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری ہے۔۔۔''

1702 اور 18 مارچ 34ء کے خطوط اس اعتبار سے قدرت مختلف نوعیت کے ہیں کہ ان میں فلسفیانہ اور J فلسفیانہ موضوعات اور مسائل کی بجائے اپنے گرد وپیش کے ماحول سے خط لکھنے کا سامان فراہم کیا گیا ہے، یہ تینوں خط چڑے چڑیا کی کہانی پر مشتمل ہیں۔ اس کہانی میں بھی مولانا آزاد نے ادبی رکھ رکھاؤ اور التزام کو ملحوظ رکھا ہے۔ 17 مارچ کے خط کا یہ آخری ٹکڑا اپنے دلچسپ انداز بیان کے اعتبار سے لاجواب ہے:۔

''بارہا ایسا ہوا کہ میں اپنے خیالات میں محو لکھنے میں مشغول ہوں
اتنے میں کوئی دلنشین بات نوک قلم پر آ گئی۔ اور بے اختیار اس کی
کیفیت کی خود رفتگی میں میرا شانہ ہلنے لگا۔۔۔ اور ایک زور سے
پروں کے اڑانے کی ایک پھرسی آواز سنائی دی۔ اب جو دیکھتا ہوں
تو معلوم ہوا کہ ان یاران بے تکلف ایک طائر میری گود بیٹھا بے مل اپنی
اچھل کود میں مشغول تھا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ یہ پتھر اب ہلنے
لگا ہے، تو گھبرا کر اڑ گئے، تعجب نہیں اپنے جی میں کہتے ہوں۔ یہاں
صوفے پر ایک پتھر پڑا رہتا ہے، لیکن کبھی کبھی آدمی بن جاتا ہے۔''

احمد نگر کی اسیری کے زمانہ میں مولانا کی چھبیس برس کی رفیقہ حیات دنیا سے کوچ کر گئیں بیماری کی خبریں انہیں شروع سے مل رہی تھیں۔ مولانا کے لیے یہ زمانہ بڑا کٹھن گزرا۔ اس وقت ان

کے دل کی جو حا ـ تھی، اس کے ٭ ـ رے میں لکھتے ہیں:۔

''جونہی خطر٭ ک صورت حال کی پہلی خبر ملی، میں نے اپنے دل کوٹٹولنا شروع کیا۔'' Kا ن کے L کا بھی عجیب حال تھا۔ ساری عمر ہم اس کی دیکھ بھال میں بسر کر دیتے ہیں۔ پھر بھی یہ معمہ حل نہیں ہو٭۔ میری ز+ گی ابتدا سے ایسے حالات میں اور جہاں۔ ممکن تھا، ان سے کام ! میں کو٭ ہی نہیں کی٭۔ ہم میں نے محسوس کیا کہ طبیعت کا سکون ہلH ہے اور اسے قابو میں ر p کے لیے ـ وجہد کرنی پڑے گی۔ یہ ـ وجہد دماغ کو نہیں جسم کو تھکا دیتی ہے۔ وہ+ رہی + رگھلنے لگتا ہے۔ اس زمانہ میں میرے دل و دماغ کا یہی حال رہا میں اسے چھپا٭ نہیں چاہتا۔ میری کوشش تھی کہ اس صورت کو پورے صبر وسکون کے ساتھ ـ دا ٭ ـ کروں۔ اس میں میرا ظاہر کامیاب ہوا لیکن شا+٭ ـ طن نہ ہوسکا۔''

تشویش کے ٭ ـ وجود مولا٭ نے اپنے روزانہ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آنے د٭ ـ ۔حکومت کی جا $ سے اشارہ ہوا کہ اگر درخوا ـ دی جائے تو انہیں اپنی بیوی سے ملنے کی اجازت دی جاسکتی ہے لیکن اس پیش کش کو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر د٭ ـ ۔ ابوالکلام آزاد کے لیے اپنی شخصیت کے مقابلے میں کوئی دوسری شخصیت اس حد۔ اہمیت نہیں رb تھی کہ وہ اس کی ا/ اد $ اور معنو $ کو تسلیم کرتے۔ البتہ خط کے آ ٭ ی جملوں سے یہ ٭ ـ ت واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی Kا ن دراصل خود کفالتی نہیں ہو٭ ہے اور نہ تمام وقت رہ سکتا ہے۔'' خط کے آ ٭ ی جملے اس ٭ ـ ت کو بے0ب کرتے ہیں کہ اپنی٭ M کے ٭ ـ وجود مولا٭ ٭ ـ تی پژ مردگی کے شکار ہو جاتے ہیں اور اس کا اظہار

ان لفظوں میں ہوٸ ہے۔

''اس طرح ہماری 26 برس کی ازدواجی زندگی ختم ہوگئی اور موت
کی دیوار ہم دونوں میں حائل ہوگئی۔۔۔ یہاں احاطہ کے اندر ایک
پرانی قبر ہے نہیں معلوم کس کی ہے۔۔ جب سے آیا ہوں سینکڑوں مرتبہ
اس پر نظر پڑ چکی ہے لیکن اب اسے دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہونے لگتا
ہے جیسے ایک نئے طرح کا انس اس سے طبیعت کو پیدا ہو گیا ہو، کل شام
کو دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ اور متمم بن نویرہ کا مرثیہ جو اس نے اپنے بھائی
مالک کی موت پر لکھا تھا، بے اختیار یاد آ گیا۔''

مولانا کی شخصیت میں ادبیت کا جو پہلو تھا، اس کا ایک مظہر ان کی خلوت پسندی بھی ہے خلوت پسندی ان کی طبیعت پر ابتدا ہی سے غالب تھی۔ خود لکھتے ہیں:۔

ابتدءا ہی سے طبیعت کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ خلوت کا خواہاں اور جلوت سے گریزاں رہتا تھا۔''

سیاسی اور اجتماعی مشغولتیں انہیں اس خلوت کا بہت کم موقعہ دیتی تھیں۔ اس سلسلے میں وہ اپنی خلوت پسندی کے جذبے کو تسکین کرآتے تھے۔ سحر خیزی کی اس عادت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''ایک بڑا فائدہ اس عادت سے یہ ہوا کہ میری تنہائی میں اب
خلل نہیں ڈال سکتا میں نے دنیا کو ایسی باتوں کا سرے سے موقع
ہی نہیں دیا۔ وہ جب جاگتی ہے تو میں سو رہتا ہوں۔ جب سو جاتی ہے تو
اٹھ بیٹھتا ہوں۔ ''خواب غفلت ہمہ را۔ دہ دبیدار یکی ''۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے یہ خطوط کے مجموعوں میں ایک ممتاز جگہ کے مالک ہیں، اور اپنی تمام

, کمزوریوں کے* . وجود بھی جن کے* . رے میں اردو کے 0 دوں نے بہت کچھ لکھا ہے اپنے منفرد اسلوبِ بیان کی وجہ سے ہر وقت دلچسپی سے پڑھے جا h ہیں۔ ان میں مولا* آزاؔد کی شخصیت اور ز+ گی کے سبھی رُخ Ã نہیں آتے' اس کی ای- وجہ تو یہ ہے کہ مولا* کو اپنی ذاتی ز+ گی کو کوئی جانے، ان کو منظور نہیں تھا۔ اور پھر یہ ای- مختصر مدّت کے ترجمان ہیں اور وہ بھی ای- ہی شخص کے* م لکھے گئے ہیں۔ یہ خطوط اُردو کے مکا$ اور ی ادب میں ای- اعلیٰ مرتبے کی حیثیت کے حامل ہیں۔

رّ* یاض خیر* . دی:۔

ے صد سالہ دورِ چ خ تھا، ساغر کا ای- دور
نکلے جو میکدے سے، تو د *+ ل گئی

ے چھلکا N، لاؤ بھر کے گلابی شراب کی
تصو یکھینچی، آج تمہارے شباب کی

ے نشیمن میں اَ رے، کئی موسم گل
قفس میں جو ٹوٹے تھے، وہ پرَ نہ نکلے

ے کیا حسرت سے رُخصت، صبح کے* روں کو یہ کہہ کر
کہ جن کا شام سے تھا آسرا، اب -- نہیں آئے

رّ* یاض احمد* م، رّ* یاض تخلص، 1853ء میں خیر* . د ضلع 7 یپور (اودھ) میں پیدا ہوئے۔

,. رگ ل۱ یان کے رہنے والے تھے مورثِ اعلیٰ خلجیوں کے عہد میں ہندوستان آئے، اورخیر٭ ٭ دمیں سکون$ اختیار کی۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد سید طفیل احمد سے٭ پ ئی اور شاعری میں اسیرؔ لکھنوی سے فیض حاصل کیا ۔اس کے بعد امیر مینائی کے شا/ دہوئے اور استاد کا٭ م روشن کیا۔ز٭ گی کا٭ ی دہ٭ حصّہ گورکھ پور میں گذرا، خیر٭ دمیں وفات٭ پ ئی۔٭ ی ظ٭ پ ک L اور د٭ ی دل اور سچّے مسلمان تھے، اُن کا٭ انہ رہ٭ محض اُن کی شاعری ٭ محدود تھا۔جو رہ٭ وقال میں دیکھا وہ اُن کا حال نہ تھا۔بلا کے پُرگو تھے ۔اُن کی خمر٭ یت کا کیا کہنا انہوں نے شراب اور مضامینِ شراب کو جس طرح اشعار میں سمو٭ ی وہ اُنہیں کا حصّہ تھا۔شعر کے٭ رے میں لکھے ہیں۔اُن میں سے ہر شعرا٭ نئے پہلو کا آئینہ دار ہے۔ ٭ ی ظ٭ عوام الناس کے کلام سے ہر استعداد کا آدمی لُطف ٭ وز ہوسکتا ہے۔اُن کی شاعری میں ا٭ خاص لطف ہے۔جو ٭ ن،٭ ار بیان کی٭ جستگی اور جدّت طرازی سے پیدا ہو٭ ہے ٭ ی ض کی شاعری خود اُن کی اشارے اور کنائے اور بھی مزہ دیتے ہیں۔

شاد عظیم٭ دی:۔

؎ حشر کا دِن جونہ٭ ی، تو قیامت ہوگی
کہیں کا میں نہ رہا تھا، ا/ یقیں ہو٭

؎ جو ٭ ھ کر خو د ا ٹھا لے
ہا تھ میں ، مینا اُ سی کا ہے

اک عمر سے تھی تکلیف جسے
کل شب کو وہ قیدی چھوٹ گیا

سیدعلی محمد نام ،شادؔ تخلص 1846ء میں عظیم آباد پٹنہ میں پیدا ہوئے نادر شاہ کے حملہ کے بعدان کے بزرگ دہلی سے پٹنہ چلے گئے تھے۔والد کا نام سیدعباس مرزا تھا۔ادبی تربیت میر سید محمد کے ذمہ تھی۔ جو اُردو زبان کے محقق تھے۔اُنہیں کی تربیت کا اثر تھا جس نے آئندہ چل کر شادؔ کی زبان کو اس قدر فصیح و بلیغ کردیا۔شادؔ کی شاعری ،کادور پندرہ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔کلام کی اصلاح شاہ الفت حُسین فریاد عظیم آبادی نے کی جو اُسکی آگے شاگرد تھے۔اوراُن کو خواجہ میر درد دہلوی سے تلمیذ تھا۔شادؔ نے اپنی تمام عمر اُردو ادب کی خدمت میں گذاری، خان بہادر، کا خطاب اور ایک ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ گورنمنٹ سے ملتا رہا۔46ر سال تک آنریری مجسٹریٹ رہے۔1967ء میں پٹنہ میں انتقال کیا۔

شادؔ کے کلام میں اخلاق،فلسفہ اورتوحید کا عنصر غالب ہے چونکہ بہت سے کہنہ مشق استادوں کی صحبت اُٹھائی تھی کلام میں پختگی پیدا ہوگئی ہے۔میر انیس ،اورمونس کی صحبتوں میں رہ چکے تھے۔ اسی لئے مرثیئے میں زبان وخیال کے اعتبار سے میر انیس کی پیروی کرتے ہیں شادؔ کا کلام صاف ستھرا ہے۔مضمون آفرینی کم ہے لیکن باتوں میں مضمون پیدا کرلیتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ نئی بات کہہ گئے ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر:۔

اسی طرح مولانا محمد علی جوہر بھی ڈاکٹر اقبالؔ کے معاصرین میں شمار ہوتے ہیں 10ر دسمبر 1876ء میں پیدا ہوئے۔ وجہد آزادی کے عظیم رہنما شاعر تحریک خلافت کے روحِ رواں،رئیس الاحراء مولانا محمد علی جوہر متحرک رہنما تھے۔ وجہد آزادی کی تحریک اور تحریکِ خلافت میں نمایاں

مقا م ہے 1930ء میں وہ گو ل میز کا /نس (Round Table Conference) میں شر ۔ کے لیے لندن گئے جہاں انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں غلام ملک میں واپس نہیں جاؤ نگا۔ میں ا ۔ غیر و ملک میں شروا یہ کہ وہ ا ۔ آ زاد ملک ہوں، مرنے کو ت جیح دونگا۔ اَ/ آپ ہندوستان کو آزادی نہیں دیں گے تو مجھے یہاں قبر کی جگہ دینی ہوگی۔ ان کی یہ خواہش حُرف بہ حُرف پوری ہوئی اور اس تقر ِ کے چند دن بعد (4) جنوری 1931ء کو وہ لندن میں وفات *ِ گئے۔ انہیں .M المقدس میں سپر دِ خاک کیا H۔

مولا*. کو ا ۔* رلا ہور جا* ہوا تو علامہ اقبالؔ سے اپنے بے تکلفانہ H ازمیں کہنے لگے۔

''ظالم! ہم تو تمہارے شعر پڑھ، پڑھ کر جیل جاتے ہیں۔

لیکن تم دُھسا اوڑھے۔ حقے کے کش لگاتے رہتے ہو۔''

تو اقبالؔ نے۔ جستہ H ازمیں جواب ۃِ

''میں تو قوم کا قوال ہوں اور اقوال خود و۔ وحال میں میں نہیں

ہو* ورنہ قوالی ختم ہو جائے۔

(*رِ اقبالؔ، مر$: غلام دستگیر رشید، سید عبدالرزاق حیدر* ددکن،)

سید سلیمان H وی:۔

ان کو بھی اقبالؔ کے معاصرین میں سے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ 22/نومبر 1884ء میں پیدا ہوئے اور 1953ء میں وفات *ِ ئی۔ اور اُنھوں نے سیرت النبیؐ اور خطباتِ مدراس بھی لکھی ۔مولا*. سلیمان H وی (جامع ¯ اسلامیہ) (ُ ل یونیورسٹی) کی C درکھی اور ممبر بھی رہے جو نئ دلّی میں واقع ہے۔ اور ا ۔ C دی ممبر کی اور اعلی درجہ کی حیثیت سے منتخب ہوئے ۔29/ اکتو۔ 1920ء میں علی گڈھ نیوٹیڈ ِ وایسنس میں محمد حَسن کے 5 قات ہوئی اور .# ''رموزِ

بخو دی'' چھپی تو اسی پر تبصرہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی نے معارف میں لکھا ! مصرعوں کی دروبست اور فصل و وصل میں قصور ممکن ہے، لیکن یہ ممکن ہے کہ جو مصرع ڈاکٹر اقبالؒ کی زبان سے نکل جائے وہ تیر و نشتر بن کر سننے والوں کے دل وجگر میں نہ اتر جائے۔ شاید اسی کا سبب یہی ہے کہ ڈاکٹر اقبالؒ اپنے مخاطب کیا حساسات پر مذہب، فلسفہ، تصوف اور شاعری ہر راہ سے حملہ کرتے ہیں۔ اسی لئے اختلافِ مذاق کے باوجود ان مختلف راہوں میں سے کسی ایک سے بھی بچ کر نہیں نکل سکتا۔

10 اکتوبر 1919ء کو علامہ اقبالؒ سید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں:۔ شاعری میں لٹریچر بحیثیت لٹریچر کے کبھی میرا مطمع نظر نہیں رہا کہ اسی کی باریکیوں کی طرف توجہ کرنے کے لیے وقت نہیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ خیالات میں انقلاب پیدا ہو اور بس۔ اسی بات کو مدِنظر رکھ کر جن خیالات کو مضید سمجھتا ہوں، اُن کہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ادھر سید صاحب معرف میں رقم طراز ہیں ایک سال کا عرصہ ہوا، معارف نے یہ اطلاع شائع کی تھی کہ ڈاکٹر اقبالؒ آج کل جرمن شاعر کے مغربی دیوان کے جواب میں ایک مشرقی دیوان مرتب کر رہے ہیں۔ ایک سال کے انتظار کے بعد ماہِ عید ''پیامِ مشرق'' بن کر نظر آیا۔ پیامِ مشرق مواعظ وحکم اور حقائق ومعارف کا ایک بحر ذخار ہے یقیناً یہ ڈاکٹر اقبال کے دماغ وقلم کا شہکار ہے، اور شاید اقبال بھی اسے سے بہتر کبھی نہ کہہ سکیں۔

5 جولائی 1923ء کو علامہ اقبال سید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں۔ ''پیامِ مشرق'' پر جو نوٹ آپ نے ''معارف'' میں لکھا، اسی کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ پروفیسر نکلسن کا خط بھی آیا ہے۔ انہوں نے اسے پسند کیا ہے اور غالباً اسی کا ترجمہ بھی کریں گے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ کتاب نئے خیالات سے مملو ہے اور گوئٹے کے ''دیوانِ مغربی'' کا قابل تحسین جواب ہے۔1 میرے لیئے آپ کی رائے پروفیسر نکلسن کی رائے سے زیادہ قابلِ افتخار ہے۔ ''سیرت عائشہ'' چھپی تو

سید سلیمان ندوی نے اسی کی ایک کاپی علامہ اقبالؔ کو بھی بھیجی۔اس پر 23 دسمبر 1920ء کو انہیں لکھتے:۔

''سیرت عائشہ'' کے لئے سراپا سپاس ہیں۔ یہ ہدیۂ سلیمان نہیں سرمۂ سلیمانی ہے۔اسی کتاب کے پڑھنے سے میرے علم میں بہت مفید اضافہ ہوا۔14 مئی 1922ء کوسید سلیمان ندوی کو لکھتے ہیں۔رواداری کے متعلق جو استفسار میں نے آپ سے کیا تھا،اس کا مقصد فلسفیانہ تحقیق نہیں تھی۔خیال تھا کہ شاید اسی بحث میں کوئی بات ایسی نکل آئے جس آئن سٹائن کے انقلاب انگیز نظریہ نور پر کچھ روشنی پڑے۔

اس خیالات کوابنِ رشد کے ایک رسالہ سے تقویت ہوئی جس میں انہوں نے ابولمعالی کے رسالہ سے ایک فقرہ اقتباس کیا ہے۔ابوالمعالی کا خیال آئن اسٹائن سے بہت ملتا جلتا ہے۔گومقدم الذکر کے ہاں یہ بات محض ایک قیاس ہے اور موخر الذکر نے اسے علم ریاضی کی رو سے ثابت کیا ہے۔

22 اگست 1922ء کوانہیں ایک خط میں لکھتے ہیں:۔جتنی آگاہی آپ نے دے دی ہے وہ اگر زمانہ فرصت دے تو باقی عُمر کے لیئے کافی ہے۔اسی خط میں لکھتے ہیں کہ زمان ومکان وحرکت کی بحث اسی وقت فلسفہ اور سائنس کے مباحث میں سب سے زیادہ اہم ہے۔میری ایک مدّت سے خواہش ہے کہ اسلامی حکماء صوفیات کے نقطۂ نگاہ سے یورپ کو روشناس کرایا جائے۔مجھے یقین ہے کہ اسی کا بہت اچھا اثر ہوگا۔4 ستمبر 1933ء کوانہیں لکھتے ہیں:۔

دارالمصنفین کی طرف سے ہندوستان کے حکمائے اسلام پر ایک کتاب لکھی جانی چاہئے۔اس کی سخت ضرورت ہے۔عام طور پر یورپ میں سمجھا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی کوئی فلسفیانہ روایات نہیں ہیں۔اسی خط میں لکھتے ہیں کہ علوم اسلامی کی ''جوئے شیر کا فرہاد'' آج ہندوستان

میں سوائے سید سلیمان+ وی کے اور کون ہے۔

اگست 1924ء کو سید سلیمان+ ی کے* م ا- خط میں انہوں نے اس* ت سے صاف صاف انکار کیا ہے کہ حدیثِ* سخ قرآن ہوسکتی ہے۔ستمبر 1924ء کو علامہ اقبالؒ نے سید سلیمان + وی کو لکھا کہ آپ (انجمن حما$ اسلام کے جلسے میں) ضرور آ N ۔یہاں کے لوگوں کو ختم نبوت کے مسئلے سے ,ڑی دلچسپی ہے اور آپ کی تقر K ءاللہ بے حد توجہ سے سنی جائے گی۔اس کے علاوہ میں ا- مدت سے آپ کی 5 قات کا اشتیاق ر r ہوں۔

میرے ہی غر$ خانے ,پ ٹھہریئے ،1 سید صا # اسی جلسے میں شر - نہ کر سکے۔اسی خط میں علامہ مشرقی اور ان کے ''+ کرہ'' کے* رے میں لکھتے ہیں:۔ جناب مشرقی امرتسر کے رہنے والے ہیں۔نو جوان آدمی ہیں۔کیمبرج سے ر* ضی میں اعلیٰ امتحان* پ س کیا......مجھے ان کی قابلیت کا حال ر* دہ معلوم نہیں۔1 اس کتاب کے ریویو سے جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ مغربی افکار ,پ بھی ان کی Ã نہا$ سطحی ہے۔* قی تفسیر قرآن* رتخِ اسلام کے متعلق آپ مجھ سے بہتر + ازہ کر h ہیں....

''زمیندار'' میں ''+ کرہ'' ,پ ریویو مفصل شائع ہوا ہے جو مصنف نے محنت و کاوش سے لکھا ہے۔1 سید سلیمان+ وی کا اسٹائل اور وسعتِ Ã اسی کو حاصل نہیں۔مجھے+ کرہ کا علم اسی ریویو سے ہوا۔اسی خط میں سید سلیمان+ وی کو لکھتے ہیں کہ آپ قلندر ہیں،1 قلندر جس کی نسبتِ اقبالؒ نے یہ کہا ہے۔

قلندر آن کہ۔ اہِ تو سخت می کوشند

زشاہِ* ج ستا ^ و قہ می پوشند

ے بخلوت + ھ کمندے بہ مہر ومہ پیچند
بخلوت + وزمان ومکاں درآغوشند

ے دریں جہاں کہ جمالِ تو جلوۂ* دارد
زفرق* بہ قدم د+ ہ ودل وگوشند

ے ., وز., م سر* پ چو, پ ل وحر.
., وزِ زم خود آ گاہ وتن فراموشند

,ترجمہ:۔ قلندر جو تیری راہ میں سخت کوشش کرتے ہیں، وہ قہ پہلے، 1* دشاہوں سے اج وصول کرتے ہیں۔ جلوت میں ہوں تو زمان ومکاں ان کی آغوش میں ہوتے ہیں۔اسی د* میں جہاں تیرے جمال کے بہت سے جلوے ہیں، وہ سر* پ د+ ودل گوش بن جاتے ہیں۔., م کے دن وسر* پ پ * ں اورحر. ہوتے ہیں۔اوررزم کے دن خود آ گاہ تن فراموشی ہوتے ہیں۔

عبد اللہ چغتائی لکھتے ہیں کہ آ سید سلیمان+ وی نے انجمن حمایتِ اسلام کے اپ یل 1927ء کے جلسے میں شر کی۔وہ لاہور آئے تو دہلی دروازے کے* ہر جہازی بلڈ- میں مولا* ظفرعلی خان کے ہاں ''زمیندار'' کے دفتر میں مہماں ہوئے۔ان سے ملنے کے لئے 15/ اپ یل کو علامہ اقبالؒ ''زمیندار'' کے دفتر گئے۔مولا* سید سلیمان+ وی دفتر کی اوپ کی منزل میں الگ کمرے میں فروکش تھے۔دونوں حضرات نہا$ تپاک اور مسرت سے اي- دوسرے سے ملے

۔5 قات ا ۔ گھنٹہ۔ رہی ۔تمام وقت علم دین وفلسفۂ اسلام کے موضوع پہ گفتگو ہوئی ۔ یہ ؒ یہ دہ امام رازی کی ''مباحثِ شرقیہ'' کے متعلق تھی ، کیوè ان دونوں زماں ومکاں کا موضوع اقبالؒ کے زیر مطالعہ تھا اوراس کے لئے وہ اکثر علماء وفضلاء سے استصواب کررہے تھے ۔ اسی 5 قات میں اقبالؒ نے مولانا سید سلیمان ندوی کو اپنے ہاں دعوتِ طعام بعدازنماز مغرب دی اور ساتھ ہی مولانا ظفرعلی خان کو مدعو کیا ۔ # ہم وہاں سے چلنے لگے تو اقبالؒ سید صا # کو اپنی موٹر میں بٹھا کر جلسہ گاہ سے باہر چھوڑ آئے ۔ اسی روز سید صا # نے ''عہدِ رسا ۔ میں اشاعتِ اسلام'' کے موضوع پر تقریر کی ۔

اسی شب مولانا سید سلیمان ندوی کی علامہ اقبال کے مکان پہ دعوت ہوئی ، جس میں مولانا ظفرعلی خان ، محمد دین تاثیر ، غلام رسول مہر ، عبدالمجید سالک وغیرہ شامل تھے ۔ علامہ مشرقی کی تالیف ''تذکرہ'' اور زمان ومکان کے موضوع پہ دیر ۔ مذاکرہ ہوتا رہا ۔ شعروشاعری پہ بھی گفتگو ہوئی ۔

امام رازی کی کتاب ''مباحثِ مشرقیہ'' میں بحثِ زماں ومکاں کے بعد مجلس کا اختتام ہوا ۔ 16 /اپریل 1927ء کو انجمنِ حمایتِ اسلام کے جلسۂ عام میں علامہ اقبالؒ نے "The spirit of Islamic culture" (ثقافتِ اسلامیہ کی روح) کے موضوع پہ انگریزی میں تقریر کی ۔ 17 /اپریل کو خواجہ محمد سلیم نے سید سلیمان ندوی کو دعوتِ طعام دی ۔ اس محفل میں علامہ اقبالؒ اور سید سلیمان ندوی سمیت بہت سے اہلِ کمال جمع تھے ۔ دعوت میں کافی لطیفے بھی ہوئے ۔ ایک موقع پہ # موضوع حدیثوں اور ضعیف راویوں پہ گفتگو ہو رہی تھی تو علاّمہ نے کہا کہ اب ہمارا راوی (دریائے راوی) بھی ضعیف ہوگیا ہے ۔

واپسی پہ سید سلیمان ندوی نے اپنے رسالے ''معارف'' میں لکھا کہ ڈاکٹر اقبالؒ سے یہ

میری پہلی ظاہری 5 قات تھی اور مراسلت کی* طنی 5 قات تو 1914ء سے قائم ہے ڈاکٹر صا # نے کرم کیا اور ملنے میں پیش دشی فرمائی۔ قیام گاہ میں آنے متعدد صحبتوں میں ساتھ رہے، پھر اپنے کاشانے میں مدعو کیا۔ ڈاکٹر صا # ان تمام صحبتوں میں شمع محفل تھے۔ انہوں نے تو ''شمع اور شاعر '' لکھی ہے۔ لیکن میں نے لاہور میں خود شاعر کو شمع دیکھا اور قدر شناسوں کو اس کا پ وانہ** ۔ ان کی صحبت لاہور کے نوجوانوں کی دماغی سطح کو بہت بلند کر رہی ہے۔ ان کے فلسفیانہ نکات، عالمانہ افکار شاعرانہ خیالات ان کی آس* پ س کی د* کو ہمیشہ متا ر p ہیں۔

اس کے بعد سید سلیمان+ وی اپ یل 1933ء میں دا ہ معارفِ اسلامیہ کے جلسے کے موقع پ لاہور آئے۔ انہوں نے ای طویل مقالہ ڈھا جس کا عنوان تھا۔ ''لاہور کا ای مندس خا+ ان جس نے* ج محل اور لال قلعہ بنا ۔ اقبالؔ نے جلسے کی صدارت کی ۔ یہ جلسہ پنجاب یونیورسٹی کے سینیٹ ہال میں مُنعقد ہوا۔

سید سلیمان+ وی کے م علامہ اقبالؔ کے بعض خطوط سے ظاہر ہو ہے کہ ان کے دل میں قوم کا کتنا درد تھا، مثلاً 24/اپ یل 1926ء کو انہیں لکھتے ہیں:۔

''میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ممالکِ اسلامیہ کے موجودہ حالات دیکھ کر بے انتہا اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ ذاتی لحاظ سے میرا دل مُطمئن ہے۔ یہ بے چینی اور اضطراب حظ اسی وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کی موجودی ± گھبرا کر کوئی اور راہ اختیار نہ کر لیے۔ اپنے 12/ نومبر 1916ء کے خط میں سید سلیمان+ وی کی ای غزل کی تعریف کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں۔ آپ کی غزل لاجواب ہے* لخصوص یہ شعر ڈ اپسند* ی:۔

ہزار* ر مجھے HL ہے متقل میں
وہ اک قطرہ خوں جو رگِ گلو میں ہے

عمر خیام پر سید سلیمان ندوی کی کتاب پر 9 دسمبر 1933ء کو انہیں لکھتے ہیں: ۔عمر خیام پر آپ نے جو کچھ لکھ دیا ہے، اس پر اب کوئی مشرقی یا مغربی عالم اضافہ نہیں کر سکے گا۔ الحمد للہ اس بحث کا علوم تاریخ اور صحافت کا یہ آفتاب جہاں تاب (سید سلیمان ندوی) کراچی میں غروب ہوا۔ علامہ اقبالؔ اور سید سلیمان ندوی کے درمیان خط وکتابت 1914ء تا اپریل 1927ء میں اس وقت ہوئی، جب سید صاحب انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں شرکت کے لئے لاہور آئے تھے۔ اقبالؔ شاعر مشرق اور مفکرِ اسلام تھے اور سید صاحب اسلامی علوم کا بحر بےکراں۔ دونوں حضرات ایک دوسرے کے علم وفضل کے معرف تھے اور ایک دوسرے کا بےحد احترام کرتے تھے۔ تاریخ میں ہم عصر مشاہیر کے درمیان یہ احترام ومحبت کمیاب ہے۔ اقبالؔ نے سید صاحب کو علومِ اسلامی کی جوئے شیر کا فرہاد کہا اور سید صاحب نے اقبال کو ایسی شخصیت قرار دیا جسے قدرت صدیوں کے بعد پیدا کرتی ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب ششم

﴿۔۔۔اقبالؒ کے نودر* یفت شدہ خطوط۔۔۔﴾

''علاّمہ اقبال کے خطوط> مطابق اصل''

اقبالؒ کے خطوط کے تلاش کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ان مجموعوں کے علاوہ خطوط کی خاصی تعداد متفرق اخبارات اور رسائل میں بھی شائع ہوئی ہے۔ جو ابھی۔۔ کسی علاحدہ منظرِ عام پر نہیں آئے ہیں ۔مہاراجہ کشن پرشاد کے نام اقبالؒ کے پچاس خط جو شاد اقبالؒ مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور میں شامل نہیں ہیں۔ پروفیسر محمد عبداللہ قریشی نے مرتب کر کے صحیفہ لاہور کے اقبالؒ نمبر حصّہ اوّل ۱۹۳۷ء میں شائع کرائے اس طرح راغب حسن کے نام اقبالؒ کے تین خط روزنامہ قومی آواز لکھنؤ میں شائع ہوئے ہیں ''دو ماہی الفاظ'' علی گڑھ میں اقبالؒ کے دو ایسے خط شائع ہوئے ہیں، جو اس سے قبل کہیں اور نہیں ہوئے تھے۔ زہ دریافت شدہ خطوط کے ساتھ ہر خط سے پہلے خط کا پس منظر اور مکتوبِ الیہم کے کوائف درج کئے گئے ہیں۔

اب تک اقبالؒ کے خطوط کے دس ۱۰ سے زائد مجموعے شائع ہو چکے ہیں، اور اس تعداد میں

دن اضافہ ہو رہا ہے۔ اقبالؒ کے خطوط کی تلاش اور دریافت کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ان مجموعوں کے علاوہ خطوط کی خاصی تعداد متفرق اخبارات اور رسائل میں بھی شائع ہوئی ہے۔ جو ابھی تک کسی علاحدہ مجموعے کی صورت میں جمع نہیں ہوئے ہیں۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے نام اقبالؒ کے ۲۵ پچاس خط جو شاد اقبالؒ مرتبہ ڈاکٹر سید محیٰ الدّین قادری زورؔ میں شامِل نہیں ہیں۔ پروفیسر محمد عبداللہ قریشی نے مرتب کر کے صحیفہ، لاہور کے اقبالؒ نمبر حصّہ اوّل ۱۹۷۳ء میں شائع کرائے اِسی طرح ابھی حال ہی میں مِس دیگِنا کے نام اقبالؒ کے ۲۷ خطوط ماہنامہ 'افکار' کراچی مئی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے ہیں۔ راغب حسن کے نام اقبالؒ کے تین ۳ خط روزنامہ قومی آواز لکھنؤ میں شائع ہوئے ہیں۔ دہائی الفاظ، علی گڑھ میں بھی اقبالؒ کے ۲ دو ایسے خط شائع ہوئے ہیں، جو اس سے قبل کہیں اور شائع نہیں ہوئے ہیں۔ غرض یہ سِلسلہ جاری ہے۔

اور اقبالؒ کے وہ خط بھی شامِل کئے گئے ہیں۔ جو اب تک مجموعے کی صورت میں شائع نہیں ہو سکے۔ اور ایسے بھی ان کی تلخیص ''روحِ مکاتیبِ اقبال'' مرتبہ محمد عبداللہ قریشی میں آ چکی ہے۔ نو دریافت شدہ خطوط میں کُل تعداد ۳۴ ہے۔ ان خطوط کے ساتھ ساتھ خط سے پہلے خط کا پس منظر اور مکتوب الیہم کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

۱۹۳۰ء میں پنجاب لیجیٹیو کونسل کی رکنیت کی مُدت ختم ہوئی اور از سرِ نو انتخابات کا مرحلہ سامنے آیا تو اس مرتبہ اقبالؒ نے کسی وجہ سے یہ طے کیا کہ اپنے حلقے سے کاغذات نامزدگی داخل کرائیں۔ اس کے لیے انہوں نے میر غلام بھیک نیرنگ سے خط و کتابت کی میر نیرنگ نے مشورہ دیا کہ اس سِلسلے میں سیّد محمد حنیف ایڈوکیٹ سے رابطہ قایم کیا جائے۔ سید محمد حنیف میر نیرنگ کے

قابل اعتماد دوستوں میں سے تھے۔ اور ا$لہ کے مُسلمانوں میں,ڑی قدر کیĀ سے دیکھے جاتے تھے۔ اقبالؒ نے میرV- کی تجوی,پ انہیں خط لکھا۔ یہ خط اپنے* ر8 پس منظر کے اعتبار سے,ڑی اہمیت رb ہے۔ سید محمد حنیف نے جواب میں کیا لکھا یہ معلوم نہیں ہوسکا۔ یہ خط اقبالؒ ریویو جنوری ۱۹۸۲ء کے شمارے میں رحیم بخش شاہیںؔ کی وساطت سے شائع ہوا ہے (ص ۵۴۔۵۵)

ا۔لاہور،۲۱ر جولائی ۱۹۳۰ء

ڈ۔یمسٹر محمد حنیف ،اسلام علیکم !

میر غلام بھیک V-َ کو میں نے آپ کے حلقے اور آئندہ اِنتخا*بت کے متعلق لکھا تھا۔ ان کا خط چند روز ہوئے مجھے*یتھا،جس میں وہ تحر,یفرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ کو اپنے خیالات سے آگاہ کرد*یہے کہ میں مز+یخط و کتا.$ آپ سے کروں در*یفت طلب امر یہ ہے کہ آپ کے احباب و معاد H نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اَ/ میر صا #*یآپ کی جما (. میں سے کوئی اور صا # کھڑے ہوں تو.ڑی خوشی کی*بت ہے لیکن اَ/ ایسا نہ ہوتو مہر*.نی کے اپنی جما (. کے فیصلے سے مجھے آگاہ فرما N کہ صورت حال کیا ہے۔ اور آپ کے حلقے کی طرف سے کون سے اُمیدور کھڑے ہوں گے۔اُمید کہ آپ کا

مزاج اَ/ امی نجیر ہوگا۔والسلام

مخلص۔محمد اقبالؔ

عبدالرحمٰن بجنوری کے * م اقبالؔ کا کوئی خط آج --   د7 ب نہیں ہوسکتا ہے۔ گوا قبالؔ اور بجنوری نہ صرف یہ کہ ہم عصر تھے، بلکہ دونوں ا-   دوسرے کی صلاحیتوں کے قائل بھی تھے۔ بجنوری نے اقبالؔ کی دومثنویوں 'اسرارخودی' اور 'رموز بےخودی' پ انگر-ی میں ا-   ریویو لکھا تھا جو رسالہ ایسٹ اینڈ و -   میں شائع ہ تھا۔ اقبالؔ نے اس تبصرے کو پسند کیا اور اکبرالہ* دی اور خان محمد * زالدّین کے * م اپنے خطوط میں (۱۴رستمبر ۱۹۱۸ء اور ۱۳را کتو ۱۹۱۸ء) اِس تبصرے کا ذکر کیا ہے۔

عبدالرحمٰن بجنوری   ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے تھے اور صرف تینتیس ۳۳ س کی عمر میں ۱۹۱۸ء میں اِنتقال کیا۔ کم عمری کے * وجود بھی اُردو ادب میں بقائے دوام کا سروسامان کر گئے   ۔ ان کا   .   سے اہم کا* مہ غا " کے * م سے شائع ہوا۔

مندرجہ ذیل ۲ دو خط جو اقبالؔ نے عبدالرحمٰن بجنوری کی وفات کے بعد لکھے ہیں۔ ان میں سے ا-   خط شعیب قریشی * یٹر کا مر* کے * م ہے جس میں بجنوری کی وفات پ اپنے * ات کا اظہار کیا دوسرا خط بجنوری کے والد مولوی نورالاسلام صا   #   کے * م لکھا ہے جس میں مرحوم کے لوحِ مزار پ ا-   * عی لکھی ہے۔

یہ خطوط پہلی * ر دو ۲ ماہی 'الفاظ' علی گ ھ کے جنوری فروری ۱۹۸۰ء کے شمارے میں عبدالرحمٰن بجنوری کے ا-   عز-ز جناب قاسم صدیقی کی وساطت سے شائع ہوئے۔ ان دونوں خطوط کی عکسی 1 ل بھی رسالہ مذکور میں شائع ہوئی ہیں۔

۲۔لاہور۔۸/نومبر ۱۹۱۸ء

ڈیئر مسٹر شعیبؒ السلام علیکم!

کل شام آپ کے ٭ رنے ٭ منِ صبر وقرار پر بجلی گرا دی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

۔ افسوس کہ گذشتہ پچاس ساٹھ سال کی تعلمی کش مکش کے بعد ایک آدمی ہم میں پیدا ہوا تھا جو دل و دماغ اور سیرت کے اعتبار سے قدیم حکماء اسلام کے نمونہ تھا۔1 مشیت ایزدی نے اسے ہم سے عین اُس وقت جُدا کیا۔ # کہ اِس کی سخت ضرورت تھی۔شایدٗ مرحوم اپنے وقت سے پہلے پیدا ہوا تھا٭ جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا وہ اس کی قدر نہ پہچان سکتی تھی۔ ہندوستان کے اِسلامی د٭ میں بہت کم ایسے آدمی ہوں گے جن کے بجنوریؒ کے پوشیدہ قوتوں کا احساس ہوگا اور کیا عجیب کہ مرحوم کو خود بھی ان قوتوں کا احساس نہ ہو لیکن اگر وہ دس ۱۰ سال ہم میں اور رہتا تو آنکھیں اس کے کمالات کی آب و٭ ب سے تیرہ ہو جاتیں۔ہم مُسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر سرِ تسلیم خم کرنے والے ہیں۔لیکن وہ ہمیں میں سے ایک تھا جس نے یہ کہا تھا کہ اِنَّمَا اَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي اِلَى الله۔ پس ہم بھی اپنی٭ دی کا روز٭ مہ اسی کے سامنے پیش کریں گے۔اس کی تقدیر سے کس کو مفر ہے؟ پھر کیوں ہم اپنے مصائب و آلام کو اس کے قُرب کا ذریعہ نہ بنا N ۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔اور اپنے حبیب٭ پ کؐ کے د٭ ر کی حاضری نصیب

کرے۔آہ املّت ا،سلامیہ+ نصیب ہے! ہرطرف.* دی وتباہی کے* رہیں1

کیا یہ و یانی کی* زہ تعمیر کا پیش خیمہ ہے۔

ہر بنائے کہنہ کا* دان کنند نے اوّل کہنہ راو یان کنند ا

مرحوم کے اعزا اوراقر* کی : مت میں میری طرف سے دِلی ہمدردی کا پیغام بھیجئے اور

مجھے ان کا پتہ تحری فرمائیے کہ میں خود بھی انہیں لکھوں۔

مخلص محمد اقبال لاہور

۳۔ مخدومی، السّلام علیکم!

میری رائے ڈاکٹر عبدالرحمٰن مرحوم کے مزار پ مندرجہ* عی بطور کتبے کی لکھنی چاہیئے۔

دِل من راز دان جسم و جان ا ۔ نہ پنداری اجل. من ا ان ا ۔

چہ غم ا ۔ جہان گم شد ز چشم ہنوز H رضمیرم صد جہان ا ۔

مخلص۔محمد اقبالؒ، لاہور،

۲/ستمبر۱۹۲۰ء

جناب راغب حسن صا # کے* م اقبالؔ* مہ جلد دوئیم (ص ۲۵۱-۲۵۲) میں ا یہ خط ۲۸ رمئی ۱۹۳۱ء کا چھپ چکا تھا۔ یہی ا یہ خط ان کے* م کا ابھی -- د7 ب ہوسکتا تھا۔ گو یہ* ت معلوم تھی کہ اُن کے تعلقات اقبالؔ کے ساتھ خاصے اُستوار تھے اس* ت کی شہادت سید* , * زیٔ کے* م بھو* ل سے لکھے گئے ۴ر مارچ ۱۹۳۵ء سے بھی* ہم ان کے* م صرف خط ہی 5 تھا۔ جس کا ذکر آ H ہے۔ اب اخبار قومی آواز لکھنو (۲۴ر مئی ۱۹۸۲ء) میں جناب محمد فر* الحق کے شکریئے کے ساتھ تین اور خط شائع ہو چکے ہیں اور ساتھ میں اصل خطوط کی عکسی 1 ل بھی چھپ گئے ہیں۔ ان میں سے ا یہ خط ۱۹۳۳ء کا ہے اور دو ۲ خطوط ۱۹۳۴ء کے ہیں۔ ان خطوط بھی لکھے ہوں گے، جو ابھی -- منظر عام پر نہیں آسکے ہیں۔

راغب احسن صا # کلکتہ کے ا یہ . نلسٹ تھے اور ہندوستان کے مُسلمانوں کی سیا -- سے گہری دلچسپی ر p تھے۔ اقبالؔ کے m ین میں ان کا شمار کیا جاسکتا ہے۔ نو د* فت شدہ خطوط سے معلوم ہو* ہے کہ اقبالؔ ان کی قابلیت اور صلا A سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ان کی قدر بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹ر اگست ۱۹۳۴ء کے خط میں اقبالؔ نے انہیں انجمن حما $ اسلام لاہور کی طرف سے % والے ا یہ اُردو اخبار کی اِدارت کی پیش کش بھی کی تھی۔ خطوط کی > یوں ہے:۔

۴ ۔ ۸/اپریل۱۹۳۳ء

ڈیر راغب حسن صا # ،السّلام علیکم!

آپ کا خط ابھی مِلا ہے جس میں محمد عثمان خان صا # کا خط بھی ملفوظ تھا ۔ سرٹیفیکٹ مطلوبہ مرسل ہے ۔1محمد عثمان خان صا # کے متعلق مجھے کچھ حالات معلوم نہیں ۔ نہ اُن کی کوئی تحریر میری Ã سے گذاری ہے ۔ آپ ان سے کہیں کہ وہ خود کوئی سرٹیفیکٹ لکھ کر بھیجدیں ۔ میں اس پر دستخط لکھ کر بھیجدوں گا یا آپ ان کے لیے لکھ دیں ۔ میں آپ کے لکھے ہوئے پر دستخط کر دوں گا ۔ کوائف ان کی تعلیم وغیرہ کے متعلق جا ... ہیں ۔

محمد اقبالؒ

میں آج صبح دہلی سے واپس آیا ۔ آپ کا خط مجھے نہیں مِلا یعنی وہ خط جو آپ نے دہلی کے پتہ پر لکھا تھا ۔

۵۔ لاہور ۱۹/اگست ۱۹۳۴ء

ڈ یر راغبؔ صا # ،اسّلام علیکم!

آپ کا خط ابھی مِلا ہے۔ میں ابھی -- علیل ہوں اگر چہ عام صحت رو بہ ترقی ہے، *-- ہم آواز میں ابھی کشایش نہیں ہوئی۔حکیم* C صا # کا علاج ہے، وہ صحتِ آواز کا یقین دلاتے ہیں 1 چوں کہ بیماری پرانی ہے۔اس واسطے کچھ مُدت بعد کامل صحت ہوگی۔مرتضٰی صا # اور آپ کے خیال* بالکل دُرست ہیں 1 میں ای- تو بولنے سے قاصر دوسرا آپ خود سمجھتے ہیں کہ اِس* بات کوخواہ اِس کے تہہ میں کتنی ہی دَردمندی کیوں نہ ہو، ذاتیات پر محمول سمجھا جائے گا۔میں اِس* بات میں بڑا احسّاس ہوں اور اِس قسم کا الزام میرے لئے دوزخ کی آگ کے برابر ہے۔مرتضٰی صا # کی : مت میں میری طرف سے سلام کہیئے اور اُن کو میرا یہ خط دکھا دیجئے۔اگر چہ اِس وقت -- ان کا کوئی خط میرے پاس نہیں *-- ہم جو خط دیکھنے والے ہیں اس خط کو اس کا جواب تصّور فرما کر ان کو پڑھا دیجئے۔ میں خود ان سیاسی مسلمانوں کے ہاتھ سے بہت* لاں ہوں،اس واسطے نہیں کہ ہر موقعہ پر انہوں نے میری مخالفت کی ہے بلکہ اِس واسطے کہ اِس کیریکٹر اور سیرت کے لوگ مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوئے۔* زیادہ کیا لکھوں سوائے اِس کے کہ آپ میرے لئے دُعا کریں۔اُمید نہیں کہ شملہ آسکوں۔آپ نے یہ

نہیں لکھا کہ مولوی شفیع داؤدی شملہ میں ہیں* یہ کہیں اور نیز یہ کہ وہ مجھ سے ملنے کے لیے

(اگر میں شملہ نہ* یہ تو) لاہور میں آسکیں گے* یہ نہیں۔

معلوم نہیں آپ کا شملہ میں کیا شغل ہے۔ کیا آپ انجمن حمای$ اسلام لاہور کے ہفتہ دار اخبار کی جو اُردو میں 9 ہے ادارت اپنے ذمّے لے سکیں گے۔ ممکن سے انجمن کوئی مز+ یہ ڈیوٹی آپ کو دے کر تنخواہ تقریباً ڈیڑھ سو روپے ماہوار کے آپ کو دے سکے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہو تو مجھے اطلاع کیجیے۔ آپ کی ادارت سے اخبار کو بہت فا+ دہ پہنچنے کی اُمید ہے۔ بہت سے امور میں جو خطوط میں نہیں لکھے جا h۔

محمد اقبال

۶۔

لاہور، ۱۱؍دسمبر۱۹۳۴ء

ڈیر راغبؔ صا # !اسّلام علیکم!

آپ کا خط ابھی مِلا ہے۔ اِس سے پہلے میں آپ کے جواب میں ا یہ خط لکھ چکا ہوں۔ اِس بحث میں جو کچھ میرے خیالات ہیں ان کا اظہار میں جاوی* مہ میں کر چکا ہوں، اِس کو غور سے پڑھیئے۔ آپ کے خیالات اجمالاً در ۔ ہیں مفصلِ گفتگو۔ # آپ سے مُلاقات ہوگی تو اِن شاء اللہ اس وقت ہوگی۔ مولوی صا # نے جو کچھ فرمایا ہے *۔ لکل دُر ۔ ہے۔قرآن میں تو ارض کے متعلق کئی جگہ* یہ ہے۔ الارض للہ۔ اور حضرتِ آدمؑ سے بھی یہی کہا گیا کہ ہمارے لئے ارض مستقر اور متاع یعنی فایدے کی چیز ہے۔

اِسلام کے نزدیک ملکیت صرف اللہ کی ہے مسلمان صرف اِس چیز کا امین ہے جو اس کے سُپرد کی گئی ہے۔ میر رائے میں اگر کوئی مُسلمان اپنی پرائیو$ زمین وغیرہ کا غلط اِستعمال کرے تو حاکمیت اسلامیہ کا حق ہے کہ وہ اس سے*۔ زپُرس کرے۔ یہی وہ نکتہ ہے اِسلام کا جس کو یورپ میں مسولینی نے خوب سمجھا ہے۔

غالباً امام محمد* یا ابو یوسف سے خلفائے عباسیہ میں سے کسی نے تفویٰ زمین کی ملکیت کے متعلق طلب کیا تھا تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ زمین اس کی ملکیت ہے جو اس کو زِ ہ

رکھ سکے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین کا مالک امام کے ‍ ‍ ‌ ‌ د ‍ ‍ ‍ یے ‍ وہی ہے جو حقیقت میں اپنی محنت سے اسے کا ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ کر‍ ‍ ‍ ‍ ہے۔ نہ وہ شخص کہ گھر میں بیٹھا بنائی ‍ ‍ ‍ ہے۔ حضور سا ‍ ‍ ‍ مآبؐ تو حیوانوں پر بھی شفقت کی ہے اور حکم ‍ ‍ یہ ہے۔ المرعی للہ ورَسولہ یعنی ‍ پ اگاہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی ملکیت ہیں کسی شخص کی پرائیو ‍ ‍ ‍ ملکیت نہیں ہیں۔ علی ہذا القاس بعض احاد ‍ ‍ ‍ میں ۲ دو منزلہ مکان بنانے سے بھی ا فر ‍ ‍ یہ ہے۔ غرضیکہ اس معاملے میں مفصل بحث اور ر ^ چ کی بھی ضرورت ہے۔ اِس پر آج ‍ ‍ کسی نے نہیں لکھا۔ مُسلمان علما اپنی غفلت سے اسلامی عقا‍ ‍ پر بحث و مباشے کرتے رہے اور اسلام کے معاشرتی %م کی طرف کسی نے (شایدؔ سوائے شاہ ولی اللہ کے) توجہ نہیں کہ۔ اب اس زمانے میں معاشرتی %مِ اسلام کی تفصیلات کی ضرورت ہے کیوè لوگ موجودہ زمانے کے اقتصادی سوالات کی وجہ سے عقایدؔ بعد الطبعین میں دلچسپی نہیں ‍ ‍ ، بحثیت مذہب کی کامیابی کا دار و مدار اس پر ہے کہ اِس کے معاشرتی %م کیا فضلیت زمانۂ حال کے %موں پر ‍ ‍ ‍ کی جائے۔ یورپ اور اسلام کی رقا ‍ ‍ ہمیشہ رہی ہے، 1 اس سے پہلے اس کا اِنتہائی نقطہ حروب صلیبیہ تھا۔ اب یورپ اور اسلام کی ‍ ‍ # تلواروں کی نہیں بلکہ معاشرت کے تقاضوں کی ہو گی۔ یعنی فسطائیت، بولشو ‍ ‍ م اور اسلام دماغی PLANE پر معرکہ آرا ہو گے۔ مُسلمانوں میں تو اس وقت مطلب کے آدمی تو موجود نہیں۔ کیا عجیب کہ یورپ کے مُفکر خود اس %م کا اکتساب کر لیں کہ یہ امر مشکل بہت ہے کیوè مذہب اسلام پر قرونِ اوّل سے ہی مجو ‍ ‍ اور یہود ‍ ‍ ‍ غا ‍ ‍ آ گئی اسلام کے اصلی افکار کو یہودی اور مجوسی افکار نے عوام کی نگاہوں سے چھُپا لیا۔ میری رائے ‍ ‍ قص میں اسلام آج ‍ ‍ بے 0 ب نہیں ہوا۔ افسوس کہ علا ‍ ‍ ‍ کی وجہ سے میں آپ کو طویل خط نہیں لکھ

سکتا، جو کچھ میں نے لکھا ہے بعض اشارات ہیں۔ ان کی تفصیل اگر آپ سامنے ہوتے تو

زبانی عرض کرتا، جائیداد کے متعدد مقامات پر اس مسئلے کے مختلف پہلو آئے ہیں، اس کو

شروع سے آخر تک پڑھیئے، ہر طرح آپ کی آگاہی کے لیے یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ قرآن

نے تقسیم جائیداد کے متعلق جو قاعدہ دیا ہے اس کا اطلاق (میری رائے ناقص میں) زمین

پر نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف جائیداد منقولہ کے لیے ہے، علماء کی رائے مختلف ہے اور

مسلمانوں کی پریکٹس بھی جیسا کہ آپ کو معلوم ہے مختلف ہے۔

محمد اقبال

سید خلیل احمد صاحب دہلی کے ایک رئیس زادے ہیں، جو کسی زمانے میں اینگلو عربک کالج

اورینٹل سوسائیٹی کے وائس پریزیڈنٹ تھے۔ اس سوسائیٹی کی طرف سے ۱۹۳۵ء میں غالب

ڈے، منایا گیا تھا۔ جس میں سر آغا خان نے غالب کی تصویر کی نقاب کشائی کی تھی۔ سیّد خلیل احمد

صاحب نے اِس تقریب پر ہونے والے مشاعرے کی صدارت کے لیے اقبالؒ کو دعوت دی تھی۔

لیکن علالت کے باعث اقبالؒ نے معذرت کا خط لکھا جو سید خلیل احمد صاحب کے پاس موجود

ہے۔ پروفیسر مسعود حسین خان نے ان اس خط کی فوٹو کاپی حاصل کر کے اقبالؒ انسٹی ٹیوٹ، کشمیر

یونیورسٹی کے مجلّہ اقبالؒ نمبر۲ میں اپنے تعارفی نوٹ کے ساتھ شائع کرایا۔ سید خلیل احمد صاحب نے

اِس سلسلے میں جو خط پروفیسر مسعود حسین خان صاحب کو لکھا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ اِس خط کے

آنے کے بعد بھی ان کی اقبالؒ سے خط و کتابت جاری رہی اور کچھ اور خط بھی ان کے پاس ہیں

لیکن جس فائل میں یہ خط ہیں وہ فائل انہیں ابھی تک نہیں مِل سکی ہے۔

اقبالؒ کا خط اِس طرح ہے:۔

۷۔ لاہور ۲۹/اکتو. ۱۹۳۵ء

جنابِ من۔

آپ کا نوازش* مہ مجھے آج ہی مِلا ہے، جس کے لیے سر* پ سپاس ہوں۔ میں دو۲ سال سے علیل ہوں، گلے کی بیماری ہے جس کی وجہ سے میں کسی قسم کی تقریر نہیں کرسکتا۔ میں اس کواَدا کر* اپنے لیئے سرمایہ اِفتخار جا ہوں1 افسوس کہ علا -- کی وجہ سے ایسا کر* میرے لئے ہے۔ میں آپ کی سوسائیٹی کو غا ''. کی قدر شناسی پر مُبارکباد کہتا ہوں۔

محمد اقبال

ڈاکٹر سعید اختر درانی کے توسط مِس وینگا یلے کے* م اقبالؒ کے ۲۷ ستا K خطوط پہلا ماہنا مہ 'افکار' کراچی (شمارہ ۷۵* $. مئی ۱۹۸۳ء) میں شائع ہوئے۔ ان خطوط کی کھوج ممتاز حسنؒ امان اللہ ہو بوہم (سفارت خانہ المانیہ' لندن) نے ۱۹۵۹ء میں نکالا تھا۔ مِس ویگنا یلے نے یہ خطوط کو دہائی کے اوائل میں امان اللہ ہو بوہم کے سپرد کئے تھے۔ ان خطوط کی مکتوب الیہ ہائیڈل. گ اقبالؒ کے مختصر قیام (جولائی ۱۹۰۷ء* اکتو. ۱۹۰۷ء) کے دوران میں ان کی . من ژ. ن کی مِس ایما دینگا -- (FRAULEIN EMMA WEGENAST) تھی، جن کا ذکر عطیہ بیگم اپنی کتاب 'IQBAL'S LETTERS TO ATTIYA BEGUM' میں ان ستا K ۲۷ خطوط میں پہلے سترہ خط. من ژ. ن میں ہیں اور آ. ی دس ۱۰ خط انگر. ی اُردو میں اُن کا. جمہ ڈاکٹر سعید اختر درانی نے کیا ہے۔ ان خطوط میں سے صرف ا- خط (۱۲/نومبر روحِ مکا M اقبالؒ مرتبہ محمد عبداللہ قریشی میں شامِل ہے*. قی چھبیس ۲۶ خط

پہلےؔ۔رشائع ہوئے ہیں۔خطوط۔پہم نے اس مقالے کے دوسرےؔ۔ب کے آ۔ میں مفصل بحث کی ہے۔

۸۔ اقامت خانۂ تھرمز

۱۴۔شلینگ۔ٹ اسے میونخ

۱۲۔اکتو۔ ۱۹۰۷ء

عزیزہ من فرا^ ; وینگیا ۔۔

مجھے آپ کا کارڈ مل۔ا ہے۔یہ۔ت قابل افسوس ہے کہ۔ من۔ن سے میری محدود واقفیت ہمارے درمیان ا۔ دیوار کی طرح اِستادہ ہے۔ اگر میرے خطوط مختصر ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ میرے۔س لکھنے کو کچھ نہیں ہے، بلکہ یہ کہ میرا ذریعہ اظہار۔قص ہے۔مز۔۔ ال، میں نہیں چاہتا کہ اپنی ٹوٹی پھوٹی ۔من سے آپ کی طبعیت ۔اب کروں لیکن یہ رکاوٹ آپ کے لیے موجود نہیں۔چنانچہ مجھے آپ سے مکمل اظہار کی اُمید ہے۔ میں نے اخبار میں ا۔ ا،شتہار دے۔ہے کہ مجھے ا۔ اچھی استانی کی ضرورت ہے۔یہ افسوس کی۔ت ہے کہ ہائیڈل۔گ کے قیام کے دَوران میں نے ۔من لکھنے کی مشق نہ کی۔یہ وہ پہلی تحر۔ہے جو میں اس ز۔ن میں لکھ رہا ہوں۔۔ اں کی دھیمی اور نم آلود ہوا۔ی خوشگوا ہے۔موسم ۔۔اخوبصورت ہے لیکن افسوس کہ ہر حسین چیز کی طرح اس کو بھی دوم نہیں ۔۔اہِ کرم جلد خط لکھئے۔

: احافظ آپ کا دو ۔۔

ایس۔ایم اقبال(. من سے)

۹۔ اقامت خانہ تھرمز

۱۴ سلینگ سڑاسے میونخ

۲۳/اکتو. ۱۹۰۷ء

عزیزہ من فرا^ ; وینگیا -- ۔

یہ آپ کا. ڈاکرم تھا کہ آپ نے (خط) لکھا لیکن بہت مختصر میں اس وقت--
آپ کو نہیں لکھوں گا. # -- آپ مجھے وہ خط نہیں بھیجتیں جو آپ نے پھاڑ ڈالا ہے۔
یہ. ڈی بے رحمی ہے۔آپ ہائیڈل. گ میں تو ایسی نہیں تھی۔شا+ ہا F. دن
(HEIL BRON) کی آب وہوا نے آپ کو بے مہر بنا* ی ہے۔
میں* ی دہ لکھنا چاہتا تھا 1 .....وہ خط۔آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میرا خط پھاڑ ڈالیں۔

آپ کا بہت مخلص

ایس،ایم اقبال

نوٹ:۔لفافے. پ یہ پتا لکھا ہے:۔

ٹکٹ. پ میونخ کی مہر ہے۔

۱۰۔ اقامت خ نہ تھرمز

۱۴۱۔شیلنگ سٹرا سے میونخ

۲۷۔اکتو. ۱۹۰۷ء

عزیزہ من مسِ ویگنیا

میں آپ کے خط کے لیے شکر گذار ہوں ۔ مجھے میونخ. ڈا پسند* ی ہے۔ جناب رائیز نے یہاں اپنی ا ی جاننے والی کو لکھا تھا اور انہوں نے میرے لئے ا ی استانی ڈھو+ ڈ لی ہے۔ اگ چہ اس مکان میں . من ژ* . ن بولنے کا کوئی موقعہ میسر نہیں آ* ہم میں اپنی دونوں اُستانیوں کے ساتھ کافی گفتگو کر "" ہوں ۔کل ہم لوگ ا ی آرٹ کی ú ئیش سو. دیکھنے کے لیے گئے ۔ وہاں اتنی بہت سی خوبصورت تصو یریں ہیں کہ Kl ن خود کو ا ی دُ * یٔ خواب میں محسوس کر* ہے ۔ہم نے وہاں دو ۲ گھنٹےُ/ ارے اور میری اُستانی جو آرٹ کی سمجھ ر b ہیں ۔ میرے لئے ایسی* . توں کی وضا # کرتی رہیں جن سے میں اس سے پہلے بے خبر تھا۔

کل مجھے محترمہ پ وفیسر صاحبہ کا خط موصُول ہوا۔انہیں جناب راُیز سے اطلاع ملی تھی کہی اس اقامت خانے سے خوش نہیں ہوں ، میں نے انھیں لکھا ہے کہ جو شخص

اقامت خانہ شیر ہے میں رہ چکا ہو۔ اُسے اور کوئی اقامت گاہ پسند نہیں آسکتی۔ آج میں* ہر نہیں نکل سکتا موسم خوش گوار نہیں ہے۔. اِہ کرم میری بھدّ ی . من* ن کا بُرا مت ما نیئے اور نہ اس کا جو میں نے اپنے پہلے خط میں لکھا تھا۔ اُمید ہے کہ آپ* لکل بخیر$ ہوں گی۔ مجھ میں سوچنے اور صحیح . من* ن لکھنے کا یرا نہیں ہے۔

آپ کا دو ۔۔ ایس، ایم اقبال

۱۱۔ لندن

۱۲ر نومبر ۱۹۰۷ء

عزیز من مِس وینگیا ۔۔ ا

مجھے آپ کا خط ملH ہے لیکن ابھی۔۔ جم کر نہیں بیٹھ سکا ہوں۔ ٹھہر کر لکھوں گا۔

دلّی نیک تمنا N

محمد اقبالؔ

۱۲۔ معرفت طامس کک اینڈ سن

لُڈ گیٹ سرکس ۔لندن

۲/دسمبر ۱۹۰۷ء

عزیزہ من فرائین ایما

مجھے آپ کا خط موصول ہوا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں اپنی جرمن بھول گیا ہوں میں بہت مصروف تھا۔اور زیادہ نہ سیکھ سکا۔آپ انگریزی کیوں نہیں سیکھ لیتیں۔میرے لئے آپ کو لکھنا اور اپنے دل کی بات کہنا بہت آسان ہو جائے گا۔

میرا خیال تھا کہ میں ہائل برون (HEIL BRONN) کے راستے (میونخ سے) سفر کرسکوں گا لیکن یہ ممکن نہ ہوا میرے لئے یہ لازم تھا کہ میں پانچ نومبر کو لندن میں ہوں۔پروفیسر آرنلڈ مصر گئے ہیں اور میں عربی کا پروفیسر مقرر ہوا ہوں میرے زمّہ ہفتے میں دو۲ لکچر ہیں۔

میں زیادہ لکھ یا کہہ نہیں سکتا۔آپ تصّور کرسکتی ہیں کہ میری روح میں کیا ہے۔میری بہت بڑی خواہش یہ ہے کہ میں وہ دوبارہ آپ سے بات کرسکوں اور آپ کو دیکھ

سکوں لیکن میں نہیں جا , کہ کیسا کروں جو شخص آپ سے دوستی کر چکا ہو اس کے لیے ممکن نہیں کہ آپ کے بغیر وہ جی سکے ,. اہِ کرم میں نے جو لکھا ہے اِس کے لیے مجھے معاف فرمایئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس قسم کے اظہار .* . ت کو پسند نہیں کرتیں۔ ,. اہِ کرم جلد لکھیئے اور . کچھ۔ یہ اچھا نہیں ہے کہ کسی شخص کا کچھ بگاڑا جائے جو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ *** ۔

آپ کا مخلص

ایس۔ایم اقبال (. من)

۱۳۔ معرفت طامس کک اینڈ سن

لُڈ گیٹ سرکس۔لندن ای سی

۲۰/جنوری ۱۹۰۸ء

عزیزہ من مِس ویگنیا

میں آپ کی تصاویر کے لیے ہزار گونہ شکریہ ادا کرتا ہوں جو کل شام مجھے موصول ہوئی۔ یہ آپ کی بڑی کرم فرمائی ہے۔ دونوں تصویریں بڑی خوبصورت ہیں اور وہ ہمیشہ میرے مطالعے کے کمرے میں میری میز پر رہیں گی لیکن یہ مت باور کیجئے کہ وہ صرف کاغذ ہی پر نقش ہیں بلکہ وہ میرے دِل میں بھی محفوظ ہیں اور تا حیات وہیں رہیں گی۔

شائد میرے لیے یہ ممکن نہ ہوگا کہ میں دوبارہ آپ کو دیکھ پاؤں......لیکن میں یہ ضرور تسلیم کرتا ہوں کہ آپ میری زندگی میں ایک حقیق قوت بن چکی ہیں۔ میں آپ کو کبھی فراموش کروں گا اور ہمیشہ آپ کے لُطف وکرم کو یاد رکھوں گا۔

میں اپنی جرمن زبان بالکل بھول چکا ہوں۔آپ ہی کیوں انگریزی نہیں سیکھ لیتیں؟ یوں ہم ایک دوسرے کی بات بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔ براہِ کرم جلد خط لکھیئے، جونہی میری فوٹو/ اف $ ہے میں آپ کو اپنی تصویر بھیج دوں گا۔

خدا حافظ میری عزیزہ مِس ایمّا اور ہمیشہ مجھے یاد رکھیئے۔

آپ کا ایس۔ایم اقبال (جرمن)

لفافے,پ یس تحر, یہ۔ میں دونوں تصو یریں اپنے* پ س رکھنا چاہتا ہوں۔

۱۴۔ معرفت طامس کک اینڈ سن

لُڈ گیٹ سرکس۔لندن ای۔سی

۲۱رجنوری ۱۹۰۸ء

میری عز,یز ہ مِس ایمّا۔

کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں تغافل شعار ہوں، یہ*. لکل*. ممکن ہے...... #

آپ کا پچھلا خط پہنچا تو میں بہت بیمار تھا اور اس نے مجھے اور بھی بیمار کرڈالا۔ کیوè آپ نے لکھا تھا کہ آپ نے,ڑے طوفان میں سے گذرنے کے بعد اپنی آزادی دو*. رہ حاصل کر لی۔ میں نے یہ سمجھا کہ آپ میرے ساتھ مز+ خط وکتا.$ نہیں کر*. چاہتیں اور اس*. ت سے مجھے,ڑا دُکھ ہوا۔اب مجھے پھر آپ کا خط موصول ہوا ہے اور اس سے مجھے,ڑی مسّرت ہوئی ہے۔ میں ہمیشہ آپ کے*. رے میں سوچتا رہتا ہوں اور میرا دِل ہمیشہ,ڑے خوبصورت خیالوں سے معمور رہتا ہے۔

اِ- شرارے سے اِ- شعلہ اٹھتا ہے اور اِ- شعلے سے,ڑا الاوَ روشن ہو جا*- ہے لیکن آپ تغافل کیش ہیں غفلت شعار ہیں۔آپ جو جی میں آئے کیجئے۔ میں*. لکل کچھ نہیں کہوں گا اور ہمیشہ صا,. وشا کر رہوں گا۔

شائد . # میں ہندوستان کو روانہ ہوں گا تو آپ سے 5 قات کرسکوں گا۔ میں اپنی . من تمام*- بھول چکا ہوں۔آپ انگر,یزی کیوں نہیں سیکھ لیتیں؟

آپ کا   اقبالؒ (. من)

۱۵۔ معرفت طامس کک اینڈ سن

لُڈ گیٹ سرکس۔لندن ای۔سی

۲۲رفروری ۱۹۰۸ء

عزیزہ من مِس ویگنیا

میں ہر چیز کے لیے معذرت خواہ ہوں ۔ مجھے اِس قدر مصروفیت رہی کہ میں آپ کو خط نہیں لکھ* پ ہوں ۔آپ ایسی فرشتہ خصلت ہیں کہ میں اُمید ر ۲ ہو کہ آپ مجھے معاف کر دیں گی ۔آج شام بھی مجھے ا ی لکچر دینا ہے ۔'تصوف' چندروز ہوئے مجھے محترمہ پ وفیسر صاحبہ کا خط موصول ہوا۔ان کا ا ی فرانسیسی طا . العلم لندن میں تھا۔اور ہم دونوں نے مل کر پ وفیسر صاحبہ کو ا ی خط لکھا۔آپ انگریزی کیوں نہیں سیکھ لیتیں ؟ مجھے آپ کے کانوں کو اپنی بھو+ ی . من سے اَ ال* . ر کرنے پ شرم آتی ہے ۔ بہرحال میں اِس خط و کتا $ کو . من ز* . ن کے سبق ! کا ا ی بہانہ سمجھتا ہوں ۔سو آپ مجھے اب -- درس دے رہی ہیں ۔ میں جولائی کے اوائل میں ہندوستان لوٹ رہا ہوں اور تمنا ہے کہ اپنے اس سفر سے پیشتر مجھے آپ سے ملنے کا موقع حاصل ہو سکے ۔میں پوری کوشش کروں گا کہ چند روز کے لیے ہائیڈل . گ آ سکوں' لیکن اَ ممکن ہو تو کیا پیرس میں مجھ سے مل سکتی ہیں ؟ آپ ہائیڈل . گ . آ N گی ۔ جناب را

(HERR REINER)

کہاں ہیں؟ وہ مجھے* لکل خط نہیں لکھتے۔ میں ۲ دو مرتبہ انہیں لکھ چکا ہوں۔ شا+ دوہ
بے حد مصروف ہیں۔ آپ تمام دِن کیا کرتی ہیں؟ کیا آپ مطالعہ کرتی ہیں
* یِ سہلیوں کے ساتھ وقت/ ارتی ہیں؟ آپ کی تصو یِ میری میز پ رکھی ہے اور
ہمیشہ مجھے ان سہانے دنوں کی* یِ دلاتی ہے جو میں نے آپ کے ساتھ گذارے تھے۔
ا یِ تسبیح خیالات خوش آ ئیند کے ساتھ آپ کا

ایس۔ایم اقبال (. من)

۱۶۔ معرفت طامس کک اینڈ کمپنی

لُڈ گیٹ سرکس۔لندن ای۔سی ۳؍جون ۱۹۰۸ء

عزیزہ من ویگیا

مجھے آپ کا خط مِلا اور میں فوراً جواب لکھ رہا ہوں۔شائد آپ کو میرا جواب موصول نہیں ہوا ہے آپ کے پو ٹ کارڈ کے لیے بے حد شکریہ!

۔ اِہ کرم جلد لکھیئے اور مجھے بتایئے کہ آپ کیا کررہی اور سوچ رہی ہیں،آپ میرے خط کا اِنتظار کیوں کرتی ہیں؟ میں ہر روز آپ سے اطلاع پ نے کی آرزو ر ہوں۔مس فیضی اپنی بہن اور ادر نسبتی کے ساتھ یہاں ہیں جو کہ ا ہندوستانی نواب ہیں۔میں چند روز ہوئے ان سے ملنے تھا وہ بخیر اور ڑی خوشی وخرّم ہیں۔شائد وہ منی جا N گی۔ میں بہت مصروف ہوں۔جلد انگلستان سے رخصت ہو رہا ہوں۔آغاز جولائی میں،مجھے معلوم نہیں کہ میرا منی کے رستے سفر ممکن ہوگا' یہ میری بہت ڑی تمنا ہے کہ میں ہندوستان لوٹنے سے پہلے آپ سے 5 قات کرسکوں،بے رحم نہ بنیئے۔ پلیز جلد خط لکھیئے اور تمام احوال بنایئے۔میرا جسم یہاں ہے۔میرے خیالات منی میں ہیں۔آج کل بہار کا موسم ہے۔سُورج مسکرا رہا ہے لیکن میرا دِل غمگین ہے۔مجھے چند سطریں لکھیئے اور آپ کا خط میری بہار ہوگی۔میرے دلِ غمگین میں آپ کے لیے ڑی خوبصورت سوچیں ہیں اور یہ خاموشی سے ا کے بعد ا

آپ کی طرف روانہ ہوتی ہیں ۔ یہ میں آپ کے لیے میری تمنا N ۔

آپ کا　　　　　　محمد اقبالؒ

۱۷۔ معرفت طامس کک اینڈ سن

لُڈ گیٹ سرکس ۔ لندن ای ۔ سی

۱۰ (دہم) جون ۱۹۰۸ء

عزیزہ من مِس ویگنیا

میں آپ کو پہلے لکھ چکا ہوں اور آپ کے خط کا منتظر ہوں ۔ خط کے ساتھ میں اپنی ای
تصویر بھیج رہا ہوں ۔ شائد میں ای اور تصویر آپ کو بھیجوں ۔

آپ کا

ایس ۔ ایم اقبالؒ

پسِ تحریر ۔ میں ۲ / جولائی کو ہندوستان روانہ ہو رہا ہوں اور وہاں سے خط لکھوں گا ۔

(. من سے)

۱۸۔ ۴۹۔ایلشم روڈ

کینگسٹن غرب ٬لندن

۲۰؍جون ۱۹۰۸ء

عزیزۂ من مس ایمّا

میں نے اتنی سی کوشش کی ہے کہ. منی کے رستے سفر کرسکوں....لیکن یہ ممکن نہیں ہے میں ۳ تین جولائی کوانگلستان سے روانہ ہوں گا اور چندروز پیرس میں رکوں گا جہاں مجھے کچھ کام ہے۔. اِہ کرم فوراً لکھیئے میں ہندوستان روانہ ہونے سے پہلے آپ کا خط* پنے کا متمنّی ہوں۔ میں اگلے سال یورپ واپس آنے اور آپ سے ملنے کی اُمید رr ہوں۔مت بھولیئے کہ اَ چہ کئی ملک اورسمندر ہمیں ا یـ دوسرے سے جُدا کریں گے، پھر بھی ہمارے درمیان ا یـ غیر معمولی رشتہ قائم رہے گا۔میرے خیالات ا یـ مقناطیسی قوت کے ساتھ آپ کی طرف دوڑیں گے اور اِس بندھن کومضبوط بنا N گے۔ہمیشہ مجھے لکھتی رہیئے گا اوز* یـ در ئ ٗ گا کہ آپ کا ا یـ سچا دو ت ہے، اَ چہ وہ فاصلہٗ دراز پ ہے. # دلِ ا یـ دوسرے کے قری$ ہوتو فاصلہ کچھ معنی نہیں رr ۔

.. اِہ کرم فی الضدر لیکھئے۔

آپ کا ایس۔ایم اقبالؒ

بسِ تحر یـ ۔ مجھے جناب خضرؒ کی بیماری کا سُن کر ڑ اافسوس ہوا ہے۔میں نے ان سے

کہا تھا کہ صحت کا خاص خیال رکھیں۔ (. من سے)

۱۹۔ سیالکوٹ شہر۔ ہندوستان

۳ رستمبر ۱۹۰۸ء

عز.ی ٔہ من مِس وینگیا ــ

میں یہاں پہنچ Hِ ہوں۔ یہ بہت ہی افسوس کی* ٍت ہے کہ میں انگلستان سے رخصت ہونے سے پہلے آپ سے مل نہ سکا۔. اِہ کرم جلد لکھیئے کہ آپ اِن دنوں کیا کر رہی ہیں؟ میں نے لاہور میں اپنے پیشے کے آغاز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ اےِ وکیل کے لیے اچھی جگہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہائیڈل. گ میں ہوں گی ۔. اِہ کرم جناب اور محترمہ. وفیسر صاحبان کو میرا اسلام دیجیئے اور . # آپ لوگ اےِ ساتھ ہوں، تو مجھے *ِ دیکیجیئے گا۔

یہاں. ٹ ی* ٍ رش ہوئی ہے ہر طرف * ٍنی ہی* ٍنی ہے اور مز+ِ کی توقع ہے۔

میں اپنی ساری . من ز* ٍن بھُو Hِ ہوں، لیکن مجھے صرف اےِ لفظ* ٍد ہے.... ایّا۔

آپ کا

ایس۔ایم اقبال (. من)

۲۰۔ لاہور، ہندوستان

۱۱رجنوری ۱۹۰۹ء

عزیز ہ من مِس ایمّا۔

آپ کے پر تکلف خط کے لیے بے حد شکریہ!

یہ آپ کا بڑا اکرم ہے کہ آپ نے مجھے لکھا اور مجھے یاد رکھا۔ جب کہ میں جرمنی سے اس قدر دور ہوں مجھے ہائیڈل برگ سے آپ کا کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ شائد آپ کا خط گُم ہو گیا ہے اور مجھے یہ جان کر بڑا افسوس ہوا ہے کہ میرا خط بھی رستے میں گم ہو گیا ہے۔ جب میں ہندوستان پہنچا تو میرے ہم وطنوں نے مجھے بہت بڑا اعزاز بخشا۔ میرے لئے میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ ملک کے ہر گوشے سے مجھے چالیس ۴۰ کے قریب نظمیں بھیجی گئیں.....دوستوں اور دوسرے لوگوں کی طرف سے خوش آمدید کے طور پر جب میں لاہور پہنچا تو لوگوں نے مجھے سونے کا ہار پہنایا ممبئ سے لے کر لاہور اور سیالکوٹ تک ہر اسٹیشن پر ہزار ہا لوگ جمع تھے جہاں میں نے دیکھا کہ بہت سے نوجوان اور بزرگ راستے کے اسٹیشنوں پر میری نظمیں گا رہے تھے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ جب میں گھر پہنچا تو میرے والدین بالکل صحت مند تھے۔ میری بہنیں اور والدہ بڑی مسرور ہیں کہ اب میں ان کے پاس ہوں۔

میں اب لاہور میں ہوں اور یہاں ایڈوکیٹ کی حیثیت سے کام کررہا ہوں۔ یہ

میرے لئے نہیں کہ میں کبھی آپ کے خوبصورت وطن کو بھول سکوں جہاں میں نے بہت کچھ سیکھا۔اور. اِہ کرم ہمیشہ مجھے لکھتی رہیے گا۔شائد ہم دو* رہ . منی* ہندوستان میں ا- دوسرے سے مل سکیں۔کچھ عرصے بعد. # میرے* پ س کچھ پیسے جمع ہو جا N گے تو میں یورپ میں اپنا گھر بناؤں گا۔یہ میرا تصور ہے اور میری تمنا ہے کہ یہ . پورا ہو۔

جناب خا* ل کے انتقال کی خبر سُن کر. ا افسوس ہوا۔شائد آپ کو* د ہو گا کہ میں نے ان کی صحت کے* رے میں ان سے کئی* . کرہ کیا تھا. اِہ کرم اپنے اور دو - کو مَت بھو لیے جو آپ کو ہمیشہ اپنے دِل میں ر - ہے اور جو آپ کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

ہائیڈل. گ میں میرا قیام مجھے ا- خوبصورت خواب لگتا ہے اور میں اس خواب کو د ہر* چاہتا ہوں۔کیا یہ ممکن ہے،آپ خوب جا : ہیں۔

نیک خواہشات کے ساتھ آپ کا

ایس ایم۔اقبال* . را $ لأ۔لاہور (ہندوستان)

(. من سے)

۲۱۔ لاہور، ہندوستان

رجنوری ۱۹۰۹ء

عزیزہ من فرائیلہ ; ایمّا۔

یہ آپ کی بڑ ی نوازش ہے کہ آپ نے مجھے* یاد کیا تھا۔ مجھے آپ کا خط* پڑھ کر (ہمیشہ) بہت ہی مسّرت ہوتی ہے۔اور میں بے* بی سے اِس وقت کا منتظر ہوں . # میں دو*بارہ آپ کے وطن میں آپ سے مل سکوں گا۔. اِز کرم مجھے ہمیشہ ہمیشہ لکھتی رہیئے۔ مجھے . منی پسند ہے۔اس نے میرے آدرشوں پر بہت اثر کیا ہے اور میں . منی میں اپنا قیام کبھی فراموش نہ کروں گا۔ میں یہاں* بالکل اکیلا رہتا ہوں اور خود کو بڑا غمگین* پا* ہوں۔ ہماری تقدیر ہمارے اپنے ہاتھوں میں نہیں ہے،ا یک ایسی قوت ہے جو ہماری زند گیوں کو منظّم کرتی ہے محترمہ پروفیسر صاحبہ،پروفیسر صا # اور تمام خواتین حضرات کو میں ہمیشہ اپنے دل میں رکھتا ہوں۔آہ! وہ دِن . # میں . منی میں تھا! مِس فیضی ممبئی میں ہیں۔اُن کی والدہ اِنتقال کرگئی ہیں اور وہ بہت غمزدہ ہیں۔ اب وہ کچھ بہتر ہیں۔بعض اوقات میں خود کو* بالکل تنہا محسوس کر* ہوں اور دِل میں یورپ اور* بالخصو . منی کو دو* بارہ دیکھنے کی بڑ ی آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔. اِز کرم مجھے اپنے دِل اور* یادوں میں ایک چھوٹی سی جگہ دیجیے۔

آپ کا دو ست

ایس۔ایم اقبال* بار ایٹ لاء (. من)

۲۲۔ لاہور (ہندوستان)

۲۲ر ستمبر ۱۹۱۰ء

عز،یۃ ہ من مِس وینگیا ۔ !

مجھے آپ کا نوازش*۔ مہ موصول ہHا ہے جس کے لیے میں آپ کا شکر یہ ادا کر*

ہوں ۔ آ ج ڈ اک کا دن ہے لیکن+ قسمتی سے میں بہت مصروف ہوں ۔

اگلے ہفتے میں آپ کو ا یۃ طویل" خط لکھوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممکن ہوگا۔ یہ

پوستین ا یۃ تبّتی بھیڑ کی ہے، یہ دراصل ا یۃ اور کوٹ کے کالر اوژ* زؤں کے لیے ہے۔

دِلّی تمناؤں کے سَاتھ

محمد اقبال*. را$ لاَ (. من)

۲۳۔ لاہور (ہندوستان)

عزیزہ ٔمن فرا^ ; وینگیا ؛ !

آپ کا خوبصورت پو ٹ کارڈ مجھے ملHَ ہے اور اس کے لیے میں آپ کو اپنے دلی شکریہ بھیجتا ہوں۔ میرے.ٔی تمنا ہے کہ. منی کا دؤ. رہ سفر کروں٭ کہ آپ سے مِل سکوں اور1 میں نہیں جا , کہ یہ َکس دِن ممکن ہو سکے گا۔ لیکن میرے خطوط آپ کو اس 'ظالم'. من ژ٭. ن کی وجہ سے جو میں لکھتا ہوں کافی دِل لگی کا سامان بہم پہنچاتے ہوں گے۔ وہ خوبصورت٭ ٔیاں مجھے مِل گئی تھیں۔ میں بے حد شرمندہ ہوں کہ میں اِس قدر مصروف تھا، کہ آپ کو لکھ نہ سکا اور اپنا شکریہ نہ بھیج سکا۔. # آدمی کوئی ژ٭. ن نہیں لکھ سکتا تو اس کا قلم بہت دِل شکستہ ہو٭ ہے اور ایسے اKَ ن کے لیے یہ ممکن نہیں ہو٭ ہے کہ ایسے شکریئے کا پُورا اظہار کر hَ میرے٭ پ س٭. لکل وقت نہیں ہے کہ اپنی . من صحیح کر سکوں ۔. اِہ کرم میری غلطیوں کو معاف فرمائیے۔ لیکن مہڑ٭. نی کر کے ا یِ طویل خط لکھیئے مجھے اُمید ہے کہ محترمہ پ وفیسر صاحبہ بخیر$ ہوں گی۔

آپ کا دو ؛

محمد اقبال ا (. من سے)

۲۴۔ آپ کے خط کے لیے بہت شکر یہ،. اِہ کرم مجھے لکھیئے کہ آپ کیسی ہیں؟
اِن دِنوں لا ہور میں بے حداَ می ہے۔ہم ا ۔ دوزخ میں رہ رہے ہیں۔میں . منی کو کبھی نہ بھول سکوں گا۔

محمد اقبالؔ

۴؍جولائی ۱۹۱۲ء

محترمہ پ وفیسر صاحبہ کا کیا حال ہے، میرے خیال میں گھر بھرا ہوا ہوگا۔ یہ دِلی کی جامع مسجد ہے

(. من سے)

۲۵۔ لاہور

۳۰رجولائی ۱۹۱۳ء

ڈ یِمس وینگیا ۔ !

مجھے آپ کے والدصا # کی وفات کی خبرسُن کر بے انتہا صدمہ ہوا ہے، اوراگر چہ میرا خط اس افسوسناک سا G کے بہت دنوں بعد آپ ۔ پہنچے گا، ہم اِس # وہناک نقصان پر آپ کے ساتھ مجھے جو ہمدردی ہے اس کی شدّت کو نہ وقت کم کرسکتا ہے، نہ فاصلہ، اس خبر سے مجھے حقیقتاً بے حد دُکھ ہوا ہے اور میں : ائے تعالٰی سے دُعا کر* ہوں کہ وہ اس . رگ اور قابلِ احترام ہستی پر اپنے T م واکرام کی . رش کرے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعَوْ نَ ۔ یہ وہ آ $ مقدسہ ہے جو ہم کسی کی وفات کی خبرسُن کر پڑھتے ہیں اور آپ کا غمناک خط پڑھ کر میں نے یہ آ $ دہرائی۔ ایسے سا ` ت ہر شخص کی ز + گی میں ضرورت + . ہوتے ہیں اور یہ لازم ہے کہ ہم اپنے مصا $ کا مقابلہ اسی مامردی سے کریں، جیسا کہ ان لوگوں نے کیا جن کی ز H ں ہمارے لیے شمع ہدا $ ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ گوئیٹے نے اپنے لمحۂ موت پر کیا کہا تھا۔ مزید روشنی، موت مزید روشنی کی طرف ا یک نئی راہ ہوا کرتی ہے اور ہمیں ان مقامات ۔ لے جاتی ہے۔ جہاں ہم # ی حُسن و صاقت کے رو. وکھڑے ہو جاتے ہیں، مجھے وہ وقت بخوبی یاد ہے. # میں نے گوئٹے کی شاعری

آ پکے ساتھ ,ڑھی اور مجھے اُمید ہے کہ آ پکو بھی وہ اچھے دِن* ی دہوں گے . # ہم روحانی طور

سے ا ی دوسرے کے اِس قدر قری$ تھے اور میں محسوس کر* ہوں کہ ہم اب بھی ا ی

دوسرے کے قری$ ہیں ۔ یہاں-- کہ میں روحانی لحاظ سے آُپ کا شریکِ غم ہوں ۔

. # آپ کی طبعیت خط لکھنے کو چاہئے تو. اِ کرم مجھے ضرور لکھیئے ۔ کاش میں . منی میں

ہو*-- کہ اپنی ہمدردی میں ذاتی طور سے آپ-- پہنچا سکتا ۔ فی امان اللہ!

ہمیشہ آپ کا محمد اقبال

#ڈ وکیٹ ۔ لاہور ۔ (انگر ی ی)

۲۶۔ لاہور(ہندوستان)

۷؍جون ۱۹۱۴ء

عزیزہ من فرا ^ ; وینگیا ۔!

مجھے کچھ عرصہ ہوا آپ کا خط 5 تھا جسے* پ کر مجھے بے حد خوشی ، ہوئی تھی +۔ قسمتی سے
علا ۔ کہ وجہ سے میں اِس سے پہلے اِس کے جواب سے عہدہ. آ نہ ہوسکا۔ یہ. ڑے
افسوس کی* .ت ہے کہ میں آپ کی خوبصورت ز* .ن . من میں نہیں لکھ سکتا ہوں ۔ اگلے روز
میں ہا g کا مطالعہ کرر ہا تھا اور مجھے وہ پ مسّرت دن* یدآ گئے . # ہائیڈ ل. گ میں محترمہ
, پ وفیسر صاحبہ کے یہاں ہم دونوں اِس کوا یہ ساتھ, پڑ ھا کرتے تھے۔ وہ کیا اچھی. ·رگ خا
تو ن تھیں ! اُمید ہے کہ وہ بخیر $ ہوں گی آپ کی ان سے کہیں 5 قات ہوتو میرا سلام انہیں
دیجئے گا۔

میں یہ جاننے کے لیے مضطرب ہوں کہ آپ ان دنوں کیا کر رہی ہیں اور آپ کے کیا
اِرادے ہیں۔ اَ ہیں تو ہوسکتا ہے میں اگلے سال یورپ آؤں لیکن اس کا کچھ ٹھیک نہیں ہے
، یہ . حالات, پ منحصر ہے اَ میں واقعی یورپ* یتو یقیناً اُس ؤ* یرِ قدیم . منی کا بھی پھر
سفر کروں گا اور آپ سے دؤ* . رہ ہائیڈ ل. گ* ی 'ہٰ یل. ون' میں 5 قات کروں گا جہاں
سے ہم دونوں ا یہ ساتھ اس عظیم دانشور گوئٹے کے مزارِ مقدس کی ز* یرت کو جا N گے۔
اَ چہ مجھے آپ کے بھائی اور بہنوں کے ساتھ 5 قات کا شرف کبھی حاصل نہ ہوا تھا
پھر بھی* . لضرور ان کو میرا سلام پہنچائیے۔

آپ کا مخلص محمد اقبال

۲۷۔ لاہور (ہندوستان)

۱۰/اکتوبر ۱۹۱۹ء

عزیزہ من فرا^ ; وینگیا ۔ !

دریائے نیکر* یدہے جس کے کنارے پر ہم دونوں ای ساتھ گھوما کرتے تھے لیکن فی الحال کوئی بات پختہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ جلد ہی میں آپ کو یہ اطلاع دے سکوں گا کہ* میں روم جاتے ہوئے رستے میں . منی سے گذر سکتا ہوں ۔ مجھے روم سے ای دعوت موصول ہوئی ہے اور میں بالآ ہندوستان کی واپسی سے پہلے وہاں جا چاہتا ہوں ۔ مجھے یہ کہنے کی بالکل ضرورت نہیں کہ میری یہ بڑی ہی آرزو ہے کہ میں پھر آپ سے مِلوں اور اُن پر مسّرت دنوں کی یاد تازہ کروں جو افسوس کہ اب ہمیشہ کے لیے گذر چکے ہیں۔

دریں اثناء مجھے* کید سے خط لکھیئے گا۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال (انگریزی سے)

پس تحریر۔ میں اب پروفیسر نہیں ہوں۔

۲۸۔ ۱۱۳۔اے، سینٹ جمیز کورٹ بکنگھم گیٹ۔ایس (کذا) ڈبلیوں

۱۹/نومبر ۱۹۱۳۱ء

مائی ڈیِمس ویگنیا ٹ !

یہ آپ کی بڑی کرم فرمائی تھی آپ نے خط لکھا اور میں آپ سے ہائیڈل برگ میں ملنے کے لیے محوانتظار تھا لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دینی پڑتی ہے کہ میرے پروگرام میں بعض ایسے ضروری تغیرات ۔ رونما ہو گئے ہیں کہ جن کے پیش Ã اب میرے لئے . منی کے راستے سفر کرنا ممکن نہیں رہا۔ میں سیدھا روم جا رہا ہوں، جہاں جناب مارکونی نے (SIGNOR MARCONE) مجھے مدعو کیا ہے اور وہاں سے میں ۷/دسمبر کو منعاد ہونے والی مؤتمر عالمِ اسلامی میں شر کت کرنے کے لیے یروشلم روانہ ہو رہا ہوں۔

اس امر سے مجھے بے انداز ہ خوشی حاصل ہوتی کہ میں جرمنی میں ایک مرتبہ پھر آپ سے مل سکتا اور پُرانی صحبتوں کو پھر تازہ کر سکتا، لیکن یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ بات ممکن ہو گئی ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ میں شائید اگلے سال پھر یورپ آؤں۔ اگر ایسا ہوا تو میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ سے ملنے کے لیے ہائیڈل برگ آنے کی پوری کوشش کروں گا۔ اِز راہِ کرم میرا صمیم قلب سے بھیجا ہوا اسلام قبول کیجئے اور یہ اپنی ان سہیلیوں کو بھی پہنچائے جن سے آپ نے ہائیڈل برگ میں میرا تعارف کرایا تھا۔ گاہے بگاہے کید سے مجھے میرے لاہور ہندوستان کے پتے پر خط لکھا کیجئے۔ جیسا کہ فارسی کی ایک ضراب المثال ہے۔ خط نصف 5 قات ہے۔

اُمید کہ آپ ہر طرح سے بخیر $ ہیں۔

آپ کامخلص محمداقبال (انگر۔ یز ی سے)

۲۹۔ لاہور۔ ہندوستان

۱۷/جنوری۱۹۳۲ء

عز۔ یز ہ من فرا^ ; ویگنیا ۔ !

مجھے آپ کا خط کل موصول ہوااور میں نے اس مندر جات۔ بڑ ی مسّرت کے ساتھ پڑ ھے، مجھے بے حدافسوس ہے کہ میں . منی نہ آسکا اور ان سُہانے دنوں کی* ی دیں* زہ کر سکا جو میں نے آپ کی اور کچھ د ۱۷ احباب کی معیت میں ہائیڈ ل۔ گ میں بسر کئے تھے۔ میرے یہ کہنے کی شائدضرورت نہیں ہے کہ ان تمام. سوں میں، میں نے آپ کو کبھی فراموش نہیں کیا اور میرے دِل میں ہمیشہ یہ تمنا ز+ ہ رہی ہے کہ میں دو*. رہ آپ سے مِلوں گا لیکن جیسا کہ بختِ تیرہ کو منظور تھا۔

''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''

ان دنوں کی* ی د. # ہم گوئٹے کا' فاؤ سٹ' ا ی ساتھ پڑ ھا کرتے تھے، ہمیشہ ا ی غم انگر۔ یز ی مسّرت کے ساتھ میرے دِل میں آتی رہتی ہے۔ آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو بتاؤں کہ ان تمام. سوں کے دوران میں کیا کر* اور سوچتا رہا ہوں 'تو سنیئے' میں نے بہت کچھ لکھا ہے اور تمام چیز یں جو میں نے بطورِ شاعری اور فلسفے کے لکھی ہیں وہ میں نے شا ئع کر دی ہیں* ہم میرے ذہن نے ہمیشہ ا ی کمی سے محسوس کی ہے اور خود کو اپنے ان ہندی/ دونواح میں تنہا سا* ی ہے جوں جوں میری عمر۔ بڑ ھ رہی ہے۔ اِس تنہائی

کا احساس بھی فزوں تر ہوتا جاتا ہے، لیکن سوائے تسلیم و رضا کے ہمارے لئے اور کوئی چارہ نہیں اور میں نے بمبئی پوری تسکین دِل کے ساتھ اپنی قسمت کو قبول کیا ہے۔

یہ بات باعثِ افسوس ہے کہ میں جرمن زبان کے ساتھ اپنا رابطہ قائم نہیں رکھ سکا ہوں، لیکن میں ہمیشہ آپ کے خطوط کو جرمن لغت کی مدد سے پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہوں، بجائے اس کے کہ کسی اور سے ان کا ترجمہ کرواؤں۔ اپنے خطوط کسی اور کو دکھانا اچھا نہیں ہوتا۔ مجھے چاہئے آپ کا خط ختم کرنے میں تین دِن لگیں، پھر بھی میں کوشش کرتا ہوں کہ اسے بطور خود ایک لغت کی مدد سے سمجھ پاؤں لیکن میں نہیں چاہتا کہ یہ کسی اور کو دکھاؤں اور میں نے ہمیشہ یہی طریق کار اختیار کیا ہے۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ اپنی بہن کے ساتھ رہ رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان کی تصویر دیکھی تھی جو آپ نے مجھے دکھائی تھی۔ ازِ کرم انہیں اور اپنے ان دوسرے دوستوں کو میرا اسلام کہیئے جن سے میں ضرور جرمنی میں 5 ہوں گا۔ مجھے اُمید ہے کہ میں دوبارہ یوروپ آؤں گا اور میں تب تو میں بالالتزام آپ سے اور آپ کی ہمشیرہ سے ہائیڈل برگ ملنے آؤں گا۔ جرمنی میرے لئے ایک طرح سے دوسرا رُوحانی وطن تھا۔ میں نے اس ملک میں بہت کچھ سیکھا، اور بہت کچھ سوچا تھا۔ گوئٹے کے وطن نے میری روح کے اندر ایک دائمی گھر حاصل کرلیا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گی۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال (انگریزی سے)

۳۰۔ لاہور۔ ہندوستان

۱۲/دسمبر۱۳۲۲ء

کو ; اینٹر منیشنر سینٹ جمیز*پ رک لندن ۔ایس ڈبلیو1

عزیزہ من فرا^ ; وینگیا ۔ !

میں ا یہ مختصر عرصے کے لیے دو*رہ انگلستان میں ہوں اور یہ خط یہ دز*یفت کرنے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ *** حال ہائیڈ. گ اشٹا ؤبن سٹرا سے نمبر۱۴ ہی میں مقیم ہیں ۔اُمید ہے آپ ہر طرح بخیر$ ہوں گی ۔ازراہِ کرم جلد خط کا جواب دیجیئے گا۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال (انگریزی سے)

۳۱۔

۲۹/دسمبر۱۹۳۲ء

کو ; اینٹرمنیشنر سینٹ جمیز* پ رک لندن۔ایس ڈبلیو1

عز. ہ من فرا^ ; وینگیا ۔ !

آپ کے خط کے لیے شکریہ میں لندن سے ۳۰/دسمبر کو روانہ ہوں گا۔میرے موجودہ پ وا/ ام کے مُطابق میں ہائیڈ ل. گ ۱۸/جنوری۱۹۳۳ء کو رات کے دس بجکر تیئیس منٹ (۲۳۔ا ۃ .) پہنچونگا۔اوڑ* . ٗ شر ہوف ہوٹل میں ٹھہروں گا۔ ہائیڈ ل. گ میں میرے قیام کا واحد مقصد آپ سے اتنے سال/ٗ رنے کے بعد دۋ* . رہ ملنا ہے۔

میں آپ سے 5 قات کا. ٹ ے اشتیاق کے ساتھ منتظر ہوں۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال (انگر. ی سے)

۳۲۔

میڈرر۔۲۱ رجنوری۱۹۳۳ء

میں جنوبی ہسپا5 کے دَورے کے بعد آج میڈرڈ واپس پہنچا ہوں۔افسوس کہ میرے لیے اِس مرتبہ ہائیڈ ل,. گ*#. ممکن ہو گا۔ مجھے وہ سارے ٹکٹ منسوخ کرنے,پڑے جو میں نے لندن میں ٍ+یے تھے کیوè میرے لئے لازمی ہے کہ میں و ! سے دس فروری۱۹۳۳ء کو روانہ ہونے والے جہاز (کوتے وری) سے سفر کروں۔

ہوسکتا ہے کہ میں اپ یل میں پھر انگلستان آؤں۔

آپ کا

محمد اقبال (انگر ی ی سے)

بابِ ہفتم

مکاتیبِ اقبالؒ کا تنقیدی جائزہ

اقبالؒ نے اپنی شاعری کے ذریعے جو پیغام دیا ہے اس سے صَرفِ Ã یہاں صرف ان کے خطبات ومکاتیب کی روشنی میں ان کے خیالات کو ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اقبالؒ کی نظمیں اور خطبات اور خطوط میں افادیت اور مقصدیت کے اعتبار سے بڑی اہمیت ہے۔ انھوں نے لفظ شناسی سے کام نہیں لیا بلکہ حقیقت نگاری سے کام لیا ہے۔ یہ ان کے روشن خیالی کا ثبوت ہے کہ انہوں نے سادہ اور آسان زبان استعمال کی اور اصلاحی کوشش ان کی نظموں اور مکاتیب میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے اسلئے ایک مفکر فلاسفر اور Ä نگار کی حیثیت سے ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

مکتوب کا شمار اردو کی غیر افسانوی اصناف میں ہوتا ہے۔ مکتوب میں روزمرہ کی چھوٹی باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جن کا تعلق مکتوب نگار یا مکتوب الیہ کی ذات سے ہوتا ہے۔ خطوط میں بے ربطی اور منتشر خیالی کے ساتھ کبھی ذاتی اور کبھی سیاسی، سماجی، معاشرتی اور تہذR اشارے ملتے ہیں۔ دراصل خط نصفِ 5قات کہلاH ہے۔

خورشیدالاسلام لکھتے ہیں:۔

"خط حسنِ اتفاق کا* م ہے اور حسنِ اتفاق ہی سے یہ ادب کی ا ۔
صنف ہے، اچھے خط ادبی کا* مے ہوتے ہیں، خط چھوٹی چھوٹی . توں سے
بنے ہوتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی . توں میں د* کا لطف ہے۔" (تنقیدیں)

شعرا اور ا* . اکثر و بیشتر اپنی شخصیت کو تخلیقات کے پ دے میں پوشیدہ ر p کے عادی ہوتے ہیں۔ کسی فنکار کی شخصیت اور اس کے مزاج و کردار کے تج* تی مطالعے کی لیے اس کی تخلیقات سے کہیں ز* دہ مکا M مددگار ہوتے ہیں۔ کیو è مکتوب ا ۔ تحر ہی نہیں ہو* بلکہ ا ۔ ایسے صاف شفاف آ W کی حیثیت بھی ر r ہے جس میں صاحبِ تحر کی شخصیت اپنی تمام خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ a ں ہو جاتی ہے۔

اس سلسلے میں مولوی عبدالحق تحر فرماتے ہیں:۔

" مکتوب دلی خیالات و . * ت کا روز* مچہ اور اسرارِ حیات کا
صحیفہ ہے۔ اس میں وہ صداقت و خلوص ہے جو دوسرے کلام میں A نہیں * ۔
خطوں سے K ان کی سیرت کا جیسا # ازہ ہو* ہے، وہ کسی دوسرے ذریعے
سے نہیں ہوسکتا۔" (مقدمات عبدالحق)

خطوط نہ صرف لکھنے والے کے* . رے میں ذاتی معلومات کا ینہ ہوتے ہیں بلکہ ان کے مطالعے سے لکھنے والے کی پسند* پسند، اس کی ذہنی سطح، اس کی خواہشات اور آرزو N اور اس کی فکر و ذہن کے سفر کی داستان بھی سامنے آتی ہے۔ علامہ اقبال کے خطوط کی بھی یہی نوعیت ہے۔ ان کے خطوط کے مطالعے سے . + اردو شاعری کے سے . ڑے شاعر کی ز# گی، افکار و خیالات، پسند* پسند اور

تعلقات سے متعلق بیش قیمت معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

شاعر شخصیت کے بجائے اس موقعہ کا اظہار کرتا ہے جس میں *, ات اور تجر*بات کیب* پتے ہیں۔ اور اس عمل کے نتیجے میں فنِ شخصیت کے : وخالu*یں ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر فن بیک وقت دو طرح کی زH+یں/َ ارتا ہے، ا یے عام جس میں عام لوگوں کی طرح ذاتی، معاشی اور سماجی حقیقتوں کا سامنا کرتا ہے اور اپنے لیے کسبِ معاش کی . وجہد کرتا ہے۔ اور دوسری ز+ گی وہ ہے جو تخلیق کے عمل کے دوران لمحوں میں/َ ارتا ہے یہ وہ لمحے ہوتے ہیں جن میں تخلیق کی بھٹی میں اس کی ز+ گی کے تجر*بات کا سو پگھل جاتا ہے اس کے نتیجے میں فن دمکتا اور جاوداں ہو جاتا ہے۔

اس طرح سے خطوط ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن کا مطالعہ اس شخصیت کو سمجھنے میں کلیدی حیثیت رp ہیں۔

علامہ اقبال کی اردو کا. ا سرمایہ ان کے وہ خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے دوستوں، . رگوں، عز. وں، عالموں، دانشوروں، ادیبوں اور شاعروں کو لکھے، یہ مکاM بیشتر اردو میں ہیں، اس کے علاوہ انگر. ی، . من، فارسی اور عربی میں ہیں، مکا$ اقبال کا یہ ذخیرہ اقبال کی شاعری، شخصیت اور تصورات کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ ان مکا$ کی روشنی میں ان کی ز+ گی کے واقعات صاف شفافÃ آتے ہیں، اور خود علامہ اقبال اپنے خطوط میں خیالات کی وضا # کرتےÃ آتے ہیں، ا یے جگہ لکھتے ہیں:۔

"میرے مقاصد شاعرانہ نہیں بلکہ مذہبی اور اخلاقی ہیں۔" (انوارِ اقبال)

علامہ اقبال اپنے خطوط میں صاف اور سادہ ز*ن میں اپنا نقطۂÃ پیش کرتے ہیں، اقبال کے ان خطوط میں ان کے حالات، خیالات، معا5ت، .*ت، Ã*یت اور افکار کے مختلف گوشوں پ روشنی

ڈالتے ہیں، شا+ اسی لیے ڈاکٹر جمیل جالبی نے بجا طور پر کہا ہے کہ :۔

"وہ لوگ جو اقبال کو صرف شاعری کے آWیٔ میں دیکھتے ہیں خود اقبال

اور مطالعہ اقبال کے ساتھ زٔیادتی کرتے ہیں۔" (ادب کلچر اور مسائل)

علامہ اقبال کے خطوط میں ایسا کلیدی مواد ہے جس کے ذریعے اقبال کی شخصیت کے کئی گوشے

Ûیں ہو جاتے ہیں، چنانچہ انہوں نے خود ایک جگہ لکھا ہے کہ :۔

"شاعر کے لٹریری اور پرائیوٹ خطوط سے اس کے کلام پر روشنی پڑتی ہے،

اور اعلیٰ درجے کے شعراء کے خطوط شائع کرٔ لٹریری اعتبار سے مفید ہے۔" (انوارِ اقبال)

ان کا یہ قول کسی اور سے زٔیادہ ان کے مکا$ پر صادق آ ہے، محمد عبداللہ قریشی تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت علامہ کے ہمہ گیر شخصیت کے گؤ گوں پہلوؤں کو سمجھنے

کے لیے ان کے ~ اور ذاتی خطوط کے عظیم سرمائے کو . سے

اہم کلیدی حیثیت حاصل ہے۔" (روحِ مکاMِ)

علامہ اقبال کے خطوط ہمیں ایک عظیم Kان کی شخصی عظمت کا قائل کرتے ہیں۔ مکا$ اقبال

میں ہمیں جا بجا علامہ اقبال کی عظمت کی .)یں دکھائی ہیں۔ مکا$ اقبال کا کوئی ڈھنگ کا مجموعہ علامہ

اقبال کی زندگی میں شائع نہیں ہو سکا کیوèعلامہ اقبال مرزا غا . کی طرح اپنے خطوط کی اشا(کو

*• پسند کرتے تھے۔ انہوں نے خان محمد * زالدین کے نٔام ایک خط میں لکھا ہے کہ :۔

"مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ میرے خطوط محفوظ ر p ہیں، خواجہ حسن

%می بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا . # انہوں نے میرے بعض خطوط

ایک کتاب میں شائع کر دیئے تو مجھے بہت پشیمانی ہوئی کہ خطوط ہمیشہ عجلت میں

لکھے جاتے ہیں، ان کی اشا (مقصود نہیں ہوتی۔ عدیم الفرصتی تحر یر میں ا ـ
ایسا# از پیدا کردیتی ہے جس کو پ ائیو$ خطوط میں معاف کر h ہیں 1
اشا (نظرِ*ٹ نی کے بغیر نہیں ہونی چاہیئے۔"

علامہ اقبال نے اپنی ز# گی میں بہت سارے خطوط لکھے۔

علامہ اقبال ا ـ قادر الکلام شاعر، مفکر اسلام اور سیاسی قا# کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، معاشرے کے ہر طبقے کے لوگوں نے انہیں خط لکھے، ز# گی کے دوسرے معا5 ت میں سستی کے* وجود خط کا جواب لکھنے میں بہت مستعدی دکھائی ہے، ڈاکٹر محمد عبداللہ کی رائے میں کبھی بھی کسی سے علامہ اقبال کی طرف سے خط کا جواب نہ ملنے کی شکا$ موصول نہیں ہوئی، وہ عام طور پ خط ملتے ہی جواب لکھ دیتے تھے۔ ان کے خطوط میں بکثرت اس طرح کے جملے ملتے ہیں:۔" کل آپ کا خط 5۔" "ابھی ا ـ لمحہ پہلے آپ کا خط 5۔" "آپ کا نوازش*. مہ ابھی ابھی موصول ہوا۔" چند خطوط کے علاوہ ان کے ہر جواب میں امکانی حد- ا ـ اختصار موجود ہے، وہ اکثر خطوط "*ز یدہ کیا عرض کروں" کا جملہ لکھ کر ختم کردیتے ہیں۔

اس طرح سے حالی، شبلی اور مولا*. آزاد جیسی ساری ہستیوں کے مکا M کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کیو è ان حضرات کا بھی خطوط کی روا$ میں اہم حصہ *. جا* ہے۔

مکتو* ت حالی کے مقدمے میں مولوی عبدالحق کی رائے سے اختلاف کی گنجائش نہیں کیوں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ حالی کا دل درد سے لبر یز تھا اور اس میں بنی نوعِ KI ن کی ہمدردی بھری ہوئی تھی اور مکتو* ت حالی کا ہر ا ـ خط اس حقیقت کی دلیل ہے۔ اپنی صا ñ ادی کو ا ـ خط میں لکھتے ہیں:۔

''میں تو فرائض کے بعد کوئی عبادت اور کوئی بھلائی اس کے. ا. نہیں
سمجھتا کہ اوّلاً اپنے عزیز وں اور دوستوں کے ساتھ اور پھر تمام ابنائے جنس
کے ساتھ جہاں -- ممکن ہو بھلائی کی جائے۔''

کیوè حالی نے اپنی ز+ گی میں کچھ فرائض مقرر کئے تھے جن کی ادائیگی میں وہ* خیر کو روا نہیں
ر p تھے۔

شبلی نے اس* ت کا اعتراف نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے مکتوب نگاری
میں شعوری طور, غا ". کی پیروی کی ہے اور اسی پیروی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اُردو کے جوہرU یں
ہوئے۔ غا ". کی طرح شبلی کے بھی خطوط میں بے پناہ. جستگی ملتی ہے۔

مو* آزاد کے مکاM کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان میں جو شہرت ''غبارِ خاطر'' کو
حاصل ہوئی وہ کسی اور مجموعے کو حاصل نہ ہو سکی۔ غبارِ خاطر کے خطوط آزاد نے قلعہ احمد نگر میں اپنی
اسیری کے دوران اپنے صدیقِ - م، مو* حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے* م لکھے، گو یہ خطوط
جیل سے*. ہر نہ بھیجے جا سکے* ہم مو* اپنی طبع* لہÕ اور ذوق کے ہاتھوں مجبور تھے اور وہ خط لکھتے
رہے۔

''ان خطوط کے*. رے میں گو پی* تھ امن لکھنوی نے. ڑی اچھی*. ت کہی ہے کہ:۔
''ان کے خطوط کی نوعیت میکھ دوت کے گھند ھرب کی سی ہے
جو*. دلوں سے مخاطب ہو کر اپنے دل کے.* ت بیان کر* ہے۔''

اقبالؒ چوں کہ عمل اور. وجہد کے شاعر ہیں لہذا اس ادب اور فن کی مذمت کرتے ہیں
جس سے بے عملی کا فروغ ہو' یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مختلف مواقع, + از اور اسلوب کی
تبدیلیوں کے ساتھ حیات بخش کردار, زور* یہ ہے 1933ء میں اقبالؒ نے کابل کی ا ی- ادبی

انجمن میں جن کردار کا ذکر کیا ان کی روشنی میں اقبالؔ کے مخصوص Ã یہ شعر کی تفہیم کا مسئلہ آسان ہوجا* ہے۔

''میرا عقیدہ ہے کہ آرٹ یعنی ادبیات* یِ شاعری* یِ مصوری* یِ موسیقی
ان میں ہرا یِ ز+ گی کی معاون اور: مت/ ار ہے۔اسی بناء,پ
میں آرٹ کوا) دواختراع سمجھتا ہوں' نہ کہ محض آلہ تفریح۔شاعرِ قوم کی
ز+ گی کی C یِ دکو* . دبھی کرسکتا ہے اور,.* . دبھی،شعراء,پ لازم ہے کہ
وہ نوجوان قوم کے سچّے رہنما بنیں، ز+ گی کی عظمت اور,.· رگی کی
عظمت اور,.· رگی کی بجائے موت کو* یِ دہ,ُ ھا کر نہ دکھا N ۔چوè
اس وقت وہ سخت خوفناک اور,.* . دکن ہوجا* ہے اور حسن قوت سے
خالی ہو وہ محض پیام موت ہے۔''

دلبری بے قاہری جادو/ ی ا

دلبری* . قاہری پیغمبری ا

اقبالؔ کے,·د یِ فن کا مقصد ز+ گی کو خوشگوار بنا* ہے اور اس کی محرومیوں' تلخیوں اور* کامیوں کو روشنی میں+ ل دینا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اقبال چاہتے ہیں کہ فن کار افکارِ تخیل کی گدائی کے بجائے مقاصدِ حیات کو C یِ دی اہمیت دے' جو فن کی نوعیت افاد یِ $ اور معیار کو جانچنے کی کسوٹی ہے وہ کہتے ہیں:۔

''تمام Kا نی سر/ میوں کا انتہائی مقصد ز+ گی ہے۔,پ شو '
,پ قوت مالا مال ز+ گی' تمام Kا نی آرٹ کے پیشِ Ã یہی مقصد ہو*
چاہیئے اور ہر چیز کی قدر اس کی حیات بخش قابلیت کے مطابق

مقرر کی جانی چاہیئے ۔بلند‪‬ ین آرٹ وہ ہے جو ہماری کھوئی ہوئی قوتِ
ارادہ کو بیدار کرنے اور جوز‪+‬ گی کے امتح‪*‬ ت کا مردانہ وار
مقابلہ کرنے کی ہم میں قوت پیدا کرے ۔ ہر وہ چیز جو نیند لاتی
ہے جو ہماری آنکھیں بند کر دیتی ہے اور ہمیں آس‪*‬ پ س کی چیزیں
دیکھنے نہیں دیتی جس کو قابو میں لانے ہی‪,‬ پ ز‪+‬ گی کا انحصار ہے‘
زوال اور موت کا پیغام ہے ۔آرٹ کی خاطر آرٹ کا واہمہ
تنزل ا‪3‬‪*‬ ی کی ا‪-‬ عیارانہ ا‪)‬ د ہے جو ز‪+‬ گی اور قوت کی طرف
سے بہکا کر ہمیں دوسری جا‪$‬ لے جاتی ہے ۔‘‘

ادب‪,‬ ائے ادب کے‪Ã‬ یئے کی مخالفت کوئی نئ‪*‬ ت نہیں تھی اقبالؒ سے پہلے سرسید احمد خان اور ان کی تحر‪-‬ سے وابستہ اد‪$‬ اور شاع‪*‬ لخصوص مولا‪*‬ حالی نے بے مقصد ادب سے بیزاری کا اظہار کیا تھا بلکہ ہمعصر ادبی رجح‪*‬ ت‪,‬ پ تنقید بھی کی ۔سر سید اس حقیقت کو‪*‬ پ چکے تھے کہ اعلیٰ مقاصد اور قومی مفادات کے حصول میں ادب کو ا‪-‬ موث‪ ‬ ہتھیار کے طور‪,‬ پ استعمال کیا جا سکتا ہے ۔حالی نے اپنے مقدمہ شعر و شاعری میں انہی خیالات کو ادبی اصولوں کو درجہ‪3‬‪*‬ ‪-‬ اور متغیر حالات میں نئے ادب کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کی ۔حالی اس‪*‬ ت‪,‬ پ خاصہ زور‪3‬‪*‬ ‪-‬ کہ ادب کے ذریعے قومی سطح‪,‬ پ اعلیٰ‪,‬ ‪‬ ین اخلاق کی‪,‬ ‪‬ وتیج سے قومی فلاح اور ملی بہبود کا کام لیا جا سکتا ہے ۔حالی اور شبلی نے سوانح نگاری کے لئے بھی ایسی ہی شخصیتوں کا انتخاب کیا جو کسی نہ کسی لحاظ سے مسلمانوں کے لیے روشن مثال ‪W‬ کی اہلیت ر‪b‬ تھیں لیکن یہ‪*‬ ت اپنی جگہ صحیح ہے کہ اقبالؒ نے جس شدّت سے شاعری میں موضوع کی اہمیت کو جتلا‪*‬ ‪-‬ اور شاعری کے لئے حیات بخشی کو لازمی قرار‪3‬‪*‬ ‪-‬ اس سے پہلے اتنی شدّت سے یہ‪*‬ تیں نہیں کہی گئیں تھیں ۔

اقبالؒ ادب کو ا یہ عمل سمجھتے ہیں ۔ایسا عمل جو مردہ اور $ قوم میں زندگی کی لہر پیدا کرے اور جس ادب میں وہ اس طرح کی صفت نہیں پاتے تھے ، اسے بے کار اور قابل اصلاح سمجھتے ہیں ۔اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں :۔

''میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کا لٹریچر تمام ممالکِ اسلامیہ میں قابلِ اصلاح ہے۔

Pessimistic Literature کبھی زندہ نہیں رہ سکا۔قوم کی زندگی کے لئے اس کا اور اس کے لٹریچر کا Optimistic ہونا ضروری ہے۔''

اقبالؒ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ فن جیسا بھی ہو اچھا ہو یا بُرا بہر صورت افراد کی انفرادی زندگی پر ہی نہیں بلکہ قوم وملت کی اجتماعی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں :۔

''آرٹ اقوام عالم کی زندگی کا عکس ہے ،کسی قوم کے آرٹ کو دیکھ کو اس قوم کی نفسیاتی کیفیتوں کا صحیح نقشہ کھینچا جا سکتا ہے۔''

زندگی اور آرٹ کے اس رشتہ میں اقبالؒ نے زندگی کو جو بلند مقام دیا ہے' اس کا احساس ان کے تصورِ حیات و کائنات کی C دبھی ہے اور ان کے Ã یہ فن کا مرکزی نقطہ بھی ۔ دوسرے لفظوں میں اقبالؒ فن کو زندگی کی تفسیر سمجھتے ہیں ۔اقبالؒ کے نزدیک فن کار کے فن میں اگر زندگی کی تڑپ پیدا کرنے کی خوبی نہیں ہے اور یہ خواب آوری کا سامان بن جاتی ہے تو ایسے فن کار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ فن کا مظاہرہ ہی نہ کرے جو فن بعض عناصر یا ہنر کو فروغ دینے کا W ہیں ۔اسی طرح بعض اس کو تباہ کاری کی طرف لے جاتے ہیں ۔غلامانہ ذہنیت اور O لی کو اقبالؒ فن کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں غلام فن کا ہنر و فنِ زندگی کی

Ó ں سے*۔ آشنا ہو* ہے اور اس کا بیمار تخیل ا K ن کو*۔ تو اں اور مریض بنا دیتا ہے اور بحیثیتِ مجموعی اسے زند گی سے بیزار کر دیتا ہے' اقبال کہتے ہیں :۔

''اعلیٰ ت ین فن وہ ہے جو ہماری جبلی قوتِ ارادی کو بیدار کرے
اور ہمیں مصافِ زند گی میں مردانگی سے مقابلہ کرنے کی طاقت بخشے
تمام خواب آور ا ات جو حقیقت سے ا ِ یز کرنے کی تعلیم دیں۔ فی
نفسہ ا ِ یغامِ ا Z ط و ممات ہیں۔ ادبیات کو د * ئے افیون
خوردہ کے 1 ش سے مبّرا ہو*۔ چاہیئے ۔فن ِ ائے فن کا اصول
ز مانہ تنزل کی ا) د ہے جس کا مقصد ہمیں ذوقِ حیات
اور ِ بہ ٔعمل سے محروم کر دینا ہے۔

یہاں اس* ِ ت کا اظہار بھی منا . ہے بلکہ ضروری معلوم ہو* ہے کہ اقبالؒ کے گہرے مطالعے سے یہ دلچسپ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ اقبالؒ نے ہر ممکن طر 3 سے اپنے کلام کی زیبائش کی ہے اور کہا ہے :۔

مری نوائے ِ یشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرم رازِ درونِ مے خانہ

خوش آ گہی ہے جہاں کو قلندری میری
و ا نہ شعر مرا کیا شاعری کیا ہے

علامہ اقبال کے پہلے خط کا مجموعہ 1942ء میں شاد اقبال کے*۔ م سے شائع ہوا، یہ تمام خطوط مہاراجہ کشن ِ ساد کو لکھے گئے ہیں۔اس کے بعد اسی سال اقبال کے خطوط جناح کے*۔ م سے دوسرا مجموعہ شائع ہوا۔ یہ تمام خطوط انگر ِ ی میں تھے 1 کئی مرتبہ ان کے اردو ت اجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔اقبال

*۔ مہ جلد اول 1945ء میں اور جلد دوم 1951ء میں شائع ہوئی، یہ اقبال کے لکھے ہوئے خطوط کا ۔
سے ضخیم ذخیرہ ہے۔ مکاتیب اقبال بنام خان محمد * زالدین 1954ء میں شائع ہوئی، یہ خطوط اس لحاظ
سے بڑے اہم ہیں کہ مکتوب نویس اور مکتوب الیہ دونوں اعلیٰ ± کے کبوتروں کے شوقین تھے، اور یہ بھی
علامہ اقبال کی زندگی کا بہت ہی عجیب و غریب پہلو ہے۔

یہاں اقبال کے تنقیدی نظریات کا جائزہ لینا دلچسپی ہوگا۔ یہ نظریات ان کے مکاتیب
میں بکھرے پڑے ہیں اور یہاں ان میں سے چند ایک کے جائزے پر ہی اکتفا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد عباس علی خان کے نام ایک خط سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اقبال کے
زمانے میں شاعری میں جدید اور قدیم کی بحث شروع ہو چکی تھی کیوں کہ اقبالؒ لکھتے ہیں:۔

’’قدیم شاعری اور جدید شاعری کا سوال بھی سرمایۂ
ادب کا ایک سبجیکٹ ہے میں فقط فرسودہ مضامین
کی حد تک جدید و قدیم کی بحث کو مانتا ہوں۔ شاعری کی
جان تو شاعر کے جذبات ہیں۔ جذبات کی گرانی اور کیفیتِ
قلبی اللہ کی دین ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ طبع موزوں اس
کے ادا کرنے کے لئے پُر اثر الفاظ کی تلاش کرے۔‘‘[1]

یہاں اقبال غالب کے ہم خیال معلوم ہوتے ہیں جو کہتے ہیں۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

اس کے علاوہ صوفیوں کی طرح اس بات کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ دراصل اقبال اپنا
تجربہ یوں بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے اپنے شاعرانہ اور تخلیقی کام کو الہام کے جیسا محسوس
کیا تھا۔ اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اقبال کئی بار اپنی گفتگو میں بھی اس بات پر زور دیا تھا

کہ انہیں ای- خاص طرح کی کیفیت طاری ہو جانے پ اشعار کی آمد ہوتی تھی ۔تنقیدی لحاظ سے اگر اس Ã یئے کو پ کھنا چاہیں تو یہ *. ت صاف ہو جاتی ہے کہ یہ Ã یہ اقبال سے پہلے بھی رائج رہا ہے اور خود افلاطون نے بھی یہ Ã یہ پیش کیا تھا۔ انگر. ی میں رسکن اسی Ã یہ کا حامی تھا کہ # ر کی آواز کے بغیر اعلیٰ فن * پ رے کی تخلیق * ممکن ہے۔اس کے مطابق اعلیٰ فن کار کے لئے * پ کیزگی اور روحا M بھی ای- شرط تھی ۔اقبال نے بھی یہی * . ت ای- خط میں بیان کیا ہے۔عبدالما . د * . دی کو لکھتے ہیں :۔

''میرے کلام کی مقبولیت محض فضلِ ا. دی ہے ورنہ اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا اور اعمالِ صالحہ کی شرط بھی مفقود ہے۔''[1]

اقبالؒ نہ صرف قدیم اصنافِ سخن کی تقسیم کو پسند کرتے تھے۔ انگر. ی ادبیات کے زیرِ ا ثر نظمِ معریٰ جو خود انہیں کے زمانے میں ابھری ۔اقبال اس کے بھی مخالف تھے چناچہ ای- خط میں لکھتے ہیں :۔

''اب کچھ عرصہ بلا ردیف وقافیہ نظمیں لکھی جاتی ہیں اور یہ انگر. ی نظموں کی تقلید ہے جس کا * م انگر. ی میں ''بلینک ورس'' جس کو نثرِ مر . کہنا چاہیئے ۔اگر چہ پبلک مذاق کچھ ایسا ہو ` ہے 1 میرے خیال میں یہ روش آئندہ مقبول نہ ہوگی ۔''

اقبال ز + گی بھر تجدد پسند رہے اور اپنی شاعری اور فلسفہ کے ذریعے اس * . ت کی تلقین کرتے رہے کہ ہمیں K نوں کے قانون سے ڈ * نہیں چاہیئے ۔

اقبال کو نفسیات سے کوئی دلچسپی نہ تھی* ہم یہÃ یہ انھوں نے اپنے شاعرانہ و. ان سے ہی د*یفت کیا تھا۔ اردو*.ن سے اقبالؔ کو محبت تھی‘ اس کا اظہار انھوں نے عملاً اس طرح *ی کہ خود بھی اس *.ن کو اپنیÄ و کے لیئے استعمال کیا اور دوسروں کو بھی اردو میں علمی مضامین اور کتابیں لکھنے کی ,ترغیب دی ان کے کچھ خطوط سے ظاہر ہو* ہے کہ جامعہ عثما**5** میں وضع اصطلاحات کا جو کام ہو رہا تھا‘ اس میں بھی اقبال مدد دیتے رہے۔ 20 جنوری 1922ء کو مہاراجہ کشن پ شاد کو لکھتے ہیں:۔

’’ادھر مولوی عبدالحق صا # اصطلاحات علمیہ کی ای طویل فہر - ارسال کرتے ہیں کہ ان کے تراجم اردو پ تنقید کرو۔‘‘

مولوی عبدالحق صا # کے* م ای خط میں اردو کا **/** نس میں دعوت شمولیت کے جواب میں لکھاH ہے‘ لکھتے ہیں:۔

’’اَ چہ میں اردو *.ن کی بحیثیت *.ن : مت کرنے کی اہلیت نہیں رr* ہم میری لسانی عصبیت دینی عصبیت سے کسی طرح کم نہیں‘‘۔

مولوی عبدالحق کے * م دو اور خطوط کے اقتباسات اردو *.ن کے ساتھ ان کی شیفتگی کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں:۔

’’آپ کی تحری اس تحری سے کسی طرح کم نہیں جس کی ابتداء سرسید رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔‘‘ کاش میں اپنی ز+ گی کے *.قی دن آپ کے ساتھ رہ کر اردو کی : مت کر سکتا۔‘‘[۴]

''اقبالؒ کا Ã یہ ژ*.ن صحت منداور ~ قی پسندÃ یہ تھا۔ وہ ز+ ہ ژ*.نوں کے اس اصول سے واقف ہے کہ ژ*.ن ہمیشہ اپنے ارتقائی عمل میں مصروف ہوتی ہے اور+ لتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ مولا*۰ /امی کو 21، مئی 1917ء کو اطلاع دیتے ہیں:۔

''مثنوی کل سنسر کے محکمے سے واپس آ گئی ہے۔K(ءاللہ آج کا $ کے حوالے کی جائے گی۔''

اس طرح کی بہت سی مثالیں مکا~M اقبالؒ سے پیش کی جا سکتی ہیں، جن سے ان کی تصانیف اور مختلف نظموں کے*.رے میں بعض مفید اور کارآمد*.تیں ملتی ہیں۔ اسی طرح وہ مکا~M بھی خاصہ اہمیت کے حامل ہیں جوانہوں نے کچھ ایسے دوستوں کے خطوط کے جواب میں لکھے ہیں جو اپنے خطوط میں کلامِ اقبالؒ پر اپنی رائے ظاہر کرتے تھے ان میں سے کچھ ایسے حضرات بھی تھے جن کی تنقید اور رائے کے اقبالؒ نہ صرف منتظر رہتے تھے بلکہ جنہیں وہ خود بھی اس کی تحر یـ دیتے تھے، ان میں سید سلیمان+ وی، منشی سراج الدین، مولوی حبیب الرحمان شیروانی " ، مولا*۰ /امی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں، رموزِ بےخودی پر سید سلیمان+ وی نے تبصرہ کیا تو اس میں ساتھ ژ*.ن میں بھی تبدیلیاں لازمی ہوتی ہیں۔

الفاظ ومحاورات کی صحت کے*.رے میں کہا تو اقبالؒ نے انہیں خط لکھا کہ ان لغزشوں سے انہیں آگاہ کیا جائے۔ .# سید سلیمان+ وی نے ایسے الفاظ و محاورات کی K(+ ہی کی، تو اقبالؒ نے اپنے خطوط میں ان کے*.رے میں اپنا نقطۂ Ã بیان کیا اور جہاں کہیں موقع 5، اسا~۰ ہ فن کے کلام سے اسناد بھی پیش کیں جن سے ایـ طرف ژ*.ن اور شاعری کے*.رے میں ان کا نقطۂ Ã بھی سامنے آ~ ہے اور دوسری طرف ان کے وسیع مطالعہ کا اظہار بھی ہو~ ہے۔ اس ضمن میں چند خطوط سے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

''اصولِ تشبیہ کے متعلق کاش آپ سے زبانی گفتگو ہوسکتی، قوت وہمہ کے عمل کے رو سے بیدلؒ اور غنی کا طرز بیدہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ گو کتب بلاغت کے خلاف ہے، زمانۂ حال کے مغربی شعراء کا بھی طرزِ عمل یہی ہے،'' ''خیمہ زد از حقیقت در مجاز''

کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ از میں تجاوز کا مفہوم نہیں کیوں کہ خیمہ زدن کے معنی قیام کرنے کے ہیں میں تلاش میں تھا کہ کوئی سند مل جائے، جیسا کہ میں نے گذشتہ خط میں بھی عرض کیا تھا، آج کلیاتِ سعدی میں وہ سند مل گئی جو ارسالِ خدمت ہے:۔

ان خطوط میں اقبال اپنے بارے میں ایک مخصوص انداز کے اظہار اور اپنے غموں پر ایک خاص زاویے سے روشنی ڈالتے ہیں۔ اس میں جہاں بقولِ کسی 'خود آسودگی تھی وہاں مخاط سے داد طلبی اور اس سے وابستہ نفسی محرکات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔'' یہ بات یقیناً قابل لحاظ ہے کہ اقبال جب یورپ کے تین سالہ قیام کے بعد وطن لوٹے تو انہیں اس شدید تفاوت کا احساس ہوا جو لندن اور ہائیڈل برگ کی زندگی اور لاہور میں اقبالؒ کے گھر کی فضا میں پایا جاتا تھا اور انہیں رہ رہ کر یورپ کی گزری ہوئی صحبتوں کی یاد آتی تھی۔ 7، اپریل 1909ء کے خط میں عطیہ کو لکھتے ہیں۔

''چند روز ہونے دیں گے راس کا خط آیا تھا۔ جب اُسے جواب لکھوں گا تو وہ دن یاد کراؤں گا۔ جب آپ جرمنی میں تھیں افسوس ہے کہ وہ دن اب ہمیشہ کے لیے گزر گئے۔''

اقبال کی ازدواجی زندگی کی یہ ناآسودگیاں پہلی بیوی سے مستقلاً کنارہ کشی پر منتج ہوئی اور اس آسودگی کے حصول کے لئے اقبالؒ کو دو اور شادیاں کرنی پڑیں۔ یہ شادیاں 1913 یا 1914 میں ہوئیں۔ عبدالمجید سالک نے ان شادیوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے یہ 1913ء کا واقعہ ہے

جبکہ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے ان کا ذکر 1914ء کے تحت کیا ہے۔ بہرحال ان شادیوں کے بعد اقبال مرزا جلال الدین سے بالکل مطمئن تھے اور اپنے آپ کو بہ الفردوس میں خیال کرتے تھے یہاں یہ بات واضح کر دینی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اقبالؒ کا ذہنی اضطراب محض ازدواجی زندگی کی خوشگواری ہی سے نہ تھا۔ ایسا کہنا حقائق کی حد سے زیادہ سادہ تعبیر ہوگی، حقیقت یہ ہے کہ تزلزل ذہنی اور کرب عطیہ فیضی کے نام خطوط میں ملتا ہے، خاص طور پر متذکرہ بالا خط میں اس کے لیے محض ازدواجی تلخی کو ذمہ دار ٹھہرانا صحیح نہیں ہے۔ اس کے پیچھے بعض پیچیدہ عناصر اور ان کی آویزش اور کشمکش کرم فرما تھی۔ یہ کشمکش وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مدھم پڑ گئی۔ اس میں اس خوداعتمادی اور توازن پسندی نے ان کی مدد کی جو اقبالؒ کے مزاج اور شخصیت کی شان تھی۔ ان کے مزاج کی اسی توازن پسندی اور خوداعتمادی نے انہیں احساسِ نامرادی اور محرومی کی تلخیوں سے بچا کر ان میں ایک طرح کی دلسوزی اور دردمندی پیدا کی جو اپنے سوز و گداز کے باوجود صحت مند تھی۔ اور پھر یہ بھی ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ انہوں نے عشقِ رسول، عشقِ ملّت، عشق MI KI اور عشقِ باری تعالیٰ کی تمام ضروری اور حیات بخش منزلیں طے کیں اور ان کا قلب ان تمام لطیف اور نازک کیفیات سے آشنا ہوا جنہیں بجا طور پر MI KI کی ایک معراج قرار دیا جا سکتا ہے۔''

اقبالؒ اور عطیہ بیگم کی خط و کتابت 26 سال کے عرصے پر محیط ہے۔ پہلا خط کیمبرج سے 1907ء میں لکھا گیا ہے اور آخری خط لاہور سے 1933ء میں۔ تعلقات کی نوعیت کا جو اندازہ ان خطوط سے ہوتا ہے ان کے پیشِ نظر یہ باور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ اقبالؒ نے صرف یہی دس ۱۰ خط لکھے ہوں گے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ عطیہ بیگم کے نام خط مصلحت کی بنا پر رہ گئے ہوں۔ دوسرے یہ کہ سوائے ایک کے یہ سبھی خط 1911ء ہی تک لکھے گئے ہیں۔ بہرِحال عطیہ فیضی نے اقبال کے یہ چند خطوط شائع کر کے اقبال کے قارئین پر احسان کیا ہے کہ ان سے بھی بڑی حد تک اقبالؒ کی

شخصیت کے کچھ اہم گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ ذیل میں ان خطوط سے چند اقتباسات دیتے جاتے ہیں کہ بقولِ کسے ''شراب جام بلور کے ہر بھی عکسِ ریز ہونے لگتے ہے۔

''افسوس ہے مجھے دوسروں کی خاطر آپ کے لطفِ صحبت سے محروم ہو

پڑ رہا ہے۔''

''آپ کی خواہشات کا احترام میں نے ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے۔''

''ممنو کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو' آپ کی مسّرت ہی میرا صلہ ہے۔''

یہ اقتباسات منہ بولتی تصویریں ہیں۔ انہیں پڑھ کر اور کچھ تو نہیں لیکن اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اقبالؒ اور عطیہ فیضی ای دوسرے کے قری تھے۔

ان مکا کے کچھ حصے ایسے ہیں جن سے افسردگی' حرماں اور احساس تنہائی کا اظہار ہو ہے اور اس معاملے میں مجموعی طور پر ان مکا کی کیفیت لکل ویسی ہی ہے جیسی کہ عطیہ بیگم فیضی کے م خطوط کی ہے۔ دونوں میں بڑی مماثلت ہے اور دونوں مکتوبِ الیہم کے م خطوط کی بیشتر تعداد تقریباً ای ہی دور سے تعلق ر ہے۔

علامہ اقبال کے عطیہ بیگم کے م دس خطوط بھی انتہائی حیثیت ر ہیں، اگر یہ خطوط منظرِ عام پر نہ آتے تو علامہ اقبال کی زندگی کا ای پہلو عوام کی وں سے اوجھل رہ جا، مکا کے پورے ذخیرہ میں یہی وہ دس خطوط ہیں جو ان کی و تی زندگی سے تعلق ر ہیں، آپ ای خط میں عطیہ فیضی کو لکھتے ہیں کہ :۔" آپ میرے رے میں کچھ جا : ہیں اور اسی وجہ سے میں نے اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنانے کی . اُت کی ہے۔"یہ کتاب پہلے انگریزی میں شائع ہوئی، پھر ان کا جمہ اردو میں بھی شائع ہوا۔ ان خطوط کے اردو ن میں مختلف لوگوں نے جمے کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ، * زی م سے بھی خطوط می ای مجموعہ بھی شائع ہوا ہے۔ انوارِ اقبال کے م سے 1967ء میں ای

مجموعہ شائع ہوا جس میں بہت سے وہ خطوط بھی شامل ہیں جو اس سے قبل شائع ہو چکے تھے، اس مجموعہ میں فارسی میں لکھے دو خط بھی شامل ہیں۔ مکا"M اقبال بنام مولا*· / امی 1969ء میں شائع ہوا، اور اس کو دو*. رہ 1976ء میں رفیع الدین ہاشمی نے مر$ کیا۔

* زالدّ ین خان اور اقبالؒ میں ا۔ جیسی عادتیں تھی کہ دونوں کبو" وں کے شوقین تھے، کبو" *پ لنے کا شوق اقبالؒ کو بچپن ہی سے تھا اور اس سلسلے میں وہ خاص اہتمام کرتے تھے طرح طرح کے کبو* پ لتے تھے، بقولِ خالد نظیر صوفی ’ چوè اِس زمانہ میں فرا · (ژ* یدہ تھی ۔ اِس لئے لوگ عجیب عجیب مشاغل رکھے تھے ۔ انہیں میں سے ا۔ مشغلہ کبو* پ لنا بھی تھا، اور سیالکوٹ کے محلّہ کشمیر*ی ں میں تو یہ شغل ان دنوں زوروں پ تھا۔ آج بھی وہاں اِس کے کافی * ر ملتے ہیں ۔ چوè بچّے پ+ وں اور جانوروں کے دِلدادہ ہوتے ہیں ۔ اِس لئے ان کا اس ماحول میں کبو" وں کی طرف خیال ہو جا*· ا۔ عام*. ت تھی ۔ میاں جی (والد اقبالؒ) نے ان کا شوق دیکھ کر انہیں گھر پ ہی کبو" ہی کبو" ر p کی اجازت دے دی*" کہ وہ کبو" وں کے شوق میں غلط صحبت میں نہ پڑ جا N ۔ اب** جان (اقبالؒ) اپنے کبو" اُڑاتے اور O ں خاموش بیٹھے اُن کی پ واز سے لُطف# وز ہوتے رہتے ۔''[۱]

کبو"* پ لنے کا شوق انہیں بقولِ خالدÃ صوفی جاوۂ اقبالؒ کی ولادت "- رہا، جاوۂ اقبالؒ کی ولادت ۱۹۲۴ء میں ہوئی اور * زالدّ ین خان کے* م جس خط میں آ · *. ر کبو" وں کا ذکر ہے وہ ۱۹۲۲ء کا ہے ۔ اس صورت میں خالد نظیر صوفی کی*. ت میں ماننے میں کسی قسمِ کا*" مل نہیں ہوسکتا ۔ اصل میں اقبالؒ نہیں چاہتے تھے کہ جاوۂ اقبالؒ پ اس شوق کے ا* ات پ ڑیں ’ اس "ک شوق کے بعد بھی کبو" ں سے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ ۔ # کبھی آپ چھت پ ہوتے تو دُور فضا میں محو پ واز کبو" وں کو فوراً پہچان !" کہ یہ کون سی قسم ہے اور وہ M± ۔''[۳]

* زالدّین خان جیسا کہ او پ ذکر ہوا ہے، خود بھی کبو * پ لنے کا شوق ر p تھے اور اقبالؒ کو بہت اقسام کے کبو بھیجتے رہتے تھے، لہٰذا اُن کے م متعدد مکتو ت میں اِس موضوع پ طرح طرح کی تصریحات کا پ جا ا ی قدرتی عادت ہے۔

ا ی اور خط میں لکھتے ہیں:۔

''کبو وں کے ۲ دو جوڑے جو آپ نے بکمالِ عنا $
» فرمائے تھے۔ان میں سے ا ی جوڑا بچے نہیں دیتا۔
H ے تو دیتا ہے اور دوسرے کبو وں کے نیچے بھی
اس کے H ے رکھے جا N تو بچّے نہیں % ، دوسرے
جوڑے نے بچّے دیئے، 1 ان میں سے ۲ دو جو بہت اچھا
اُڑتے تھے، شکاری جانوروں کا شکار ہو گئے، ا ی * قی ہے
جوڑے میں ضعیف اور کمزور ہے، اُمید نہیں کہ دی ہ
رہے۔بہتر یہ ہے کہ چند بچّوں کے جوڑے بھجوایئے۔اَ ممکن
ہو تو ۔ میں نے لُدھیانہ بھی لکھا ہے اور شاہجہا z ر
سے بھی K اءاللہ کبو آ جا N گے۔''

خط کی ا ی ا ی سطر سے اقبالؒ کی کبو وں سے دلچسپی کا اظہار ہو ہے۔اقبالؒ کے مِلنے والوں میں جن لوگوں کو اس شغل سے دلچسپی تھی، اقبالؒ اس موضوع پ ان سے تبادلہ خیالات کرتے۔

چنانچہ خان صا # کو خط میں آگے لکھتے ہیں:۔

''آپ کے صا ادے نے ذکر کیا تھا کہ فیروز پور میں کوئی

شخص ہے جو کبو ّ وں کو مستقل رَ- دے سکتا ہے، جو رَ- اُن
کے بچّو ں میں منتقل ہوسکتا ہے ۔مہر*. نی کر کے صا .٠ ا د ے
سے در*ِ فت کیجئے کہ اس آ دمی کا پتہ کیا ہے ۔کل کرنل سٹیفنسن
صا # سے کبو ّ وں کے رنگوں کے متعلق بہت گفتگو ہوئی ۔
انہوں نے چند کتابوں کے٭ م لکھنے کا وعدہ کیا ہے ۔''۲؎

ا ٍ- اور خط میں کبو ّ وں کے جوڑے منگواتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

''ہاں کبو ّ وں کے متعلق لکھنا بھُو HِL ۔دو جوڑے ارسال
فرمائے تھے جن میں سے ا ٍ- عدم وجود کے. ۔ لہٰ تھا کیو è وہ
اپنے H٭ ے توڑ دیتا تھا ۔اب مہر*. نی کر کے ۲ دو جوڑ ے٭ ا/
دونہیں تو ا ٍ- ارسال فرمایئے وہ ± کبو ّ وں کی بہت عمدہ ہے ۔
اس ± سے ہوں جس سے پہلے وہ کبو ّ تھے ۔''۱؎

لہٰ یل ۱۹۲۰ء کے ا ٍ- خط میں اقتباس مُلا خطہ کیجئے کہ اِس سے کبو ّ وں کے* . رے میں
اقبالؒ کا شوق دکھائی دیتا ہے اور ساتھ ہی خانؒ صا # کے بھیجے ہوئے کبو ّ وں کی تعریف بھی کی
ہے، لکھتے ہیں کہ :۔

''کبو ّ وں کے واسطے میں نے ماسٹر رحمت اللہ ڈ رائنگ
ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول جالندھر کو لکھا ہے ۔ا/ وہ عنقر$ِ
لا ہور آ نے والے ہوئے تو ان کے ذ ریعے ارسال فر ما
دیجئے گا ۔اور ا/ مجھے معلوم ہوا کہ وہ عنقر$ِ آ نے والے نہیں

ہیں تو پھر میں آپ کے بُلانے پر اپنا آدمی یہاں سے ارسال
کر دوں گا۔اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کے کبوتروں کے
.. ا.. میرے تجربے میں کوئی ± کبوتروں کی نہیں آئی۔
میں نے لُدھیانہ،ملتان، سیالکوٹ، گجرات، شاہجہاZ ر سے
کبوتر منگوائے 1 اتنی تعداد اچھے خواص کی کسی ± میں جمع
نہیں، جتنی کہ آپ کے کبوتروں میں ۔ ..* ت تو یہ ہے کہ
ظاہری شکل خوبصورت اور اُس کے ساتھ اُڑان اور کھیل۔''۲

ای۔ اور خط میں دیکھئے* ت کبوتروں سے ہوتی ہوئی کہاں پہنچتی ہے۔کہاں کبوتر اور کہا
شریف حرم۔اس خط کا متعلقہ اِقتباس 5 حظہ کیجئے اور اقبالؔ کے ذہن کی داد دی جاسکتی ہے۔

''نواب ا.. اہیم علی خان صا # نے گنج پورہ سے چند سفید
کبوتر بھیجے ہیں دیکھنے میں وہ بھی نہا $ اچھے ہیں۔کیا عجیب
کہ وہ صاف میں بھی اچھے ہوں۔ چوè بھیجنے والا* ئی کعبہ
کا ہمنام ہے اِس واسطے میں نے کبوتروں کو کبوتران ِحرم کا
خطاب *ڈ ہے۔1 افسوس ہے کہ آج کل کے کبوتران ِحرم پر
اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔کِسی فارسی استاد کا شعر تھا۔میں نے
اس پر ای۔ اور شعر لگا کر شریف حرم کو خطاب کیا ہے۔''

مکا M کی پیشتر تعداد وہ ہے جن میں اقبالؔ نے اپنی بیماری اور اپنے علاج کی کیفیت بھی
لکھی ہے۔اور اپنے ان خطوط سے اقبالؔ کی بیماری سے متعلق تقریباً تمام * تیں معلوم ہو جاتی ہیں۔
اِس سلسلے میں . سے پہلا خط ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء کا ہے اس میں اقبالؔ نے ڈاکٹر بہجت دہی،

جو کی کے ای پُر جوش اور غیور مُسلمان تھے، اور ڈاکٹر ا « ری کے رفیقِ درس رہ چکے تھے، خطبات کی صدارت کرنے سے معذوری ظاہر کی ہے۔

''میری طبعیت کئی دنوں سے علیل ہے۔ اِس لئے دہلی ڈاکٹر بہجت دہبی کے لیکچر کی صدارت کے لیے نہیں جاسکوں گا۔''[1]

اقبالؒ نے یہ خط اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا تھا۔ لہٰذا سید * زمی کو دّ د ہوا۔ اور انہوں نے استفسار حال کیا۔ اقبالؒ نے دوسرے خط میں انہیں لکھا کہ انہیں انفلوانیز اہHی تھا۔ اور یہ کہ گلے کی ابی+ ستوڑ قی ہے۔[2] تقریباً تین مہینوں کے وقفے کے بعد اقبالؒ نے گلے کی شکا$ کا بھرپُور ذکر کیاHی ہے۔ اِس خط کے لکھنے کے صرف* پنچ روز بعد اقبالؒ نے سید+ ,ی * زمی کو لکھا کہ وہ حکیم* C ی صا # سے مِل کر ان کی بیماری کے* رے کہدیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے ذرا تفصیل سے لکھا ہے:۔

''آپ حکیم* C صا # کی : مت میں پھر میری طرف سے حاضر ہوا ور بیماری کے حالات عرض کر دیں۔ ڈاکٹر کہتے ہے کہ گلے کے نیچے جو آلہ صوت LARYNX ہے، اس کا* رڈھیلا ہHی ہے۔ اس وجہ سے آواز بیٹھ گئی۔ چار ماہ-- علاج ہوا 1 کچھ خاص فا+ ہ اِس سے نہیں ہوا جسم کی کمزوری ھ رہی ہے۔ درد اَ دہ اور تقرس کا حال تو حکیم صا # کو خود ہی معلوم ہے۔ درد اَ دہ کا پھر دَورہ نہیں ہوا۔ جن سے ان کا علاج کیا ہے، آج چھ س ہو گئے ہیں۔ اِس دَرد نے پھر تکلیف نہیں دی۔ البتہ N س کی شکا$ کبھی کبھی ہو جاتی ہے، بعض

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ Nس کا اثر گلے پر پڑ سکتا ہے۔''[1]

اس خط کے تیسرے ہی دن ایک اور خط میں مزید تفصیلات لکھی گئیں ہیں۔

''ڈاکٹروں نے مزید معائینہ کیا ہے اور چھاتی وغیرہ کی اO رے (X-RAY) فوٹو لئے گئے۔ معلوم ہوا کہ دل کی اُوپر کی طرف ایک نئی GROWTH ہو رہی ہے جس کے دباؤ سے وکل کارڈ (VOCAL CHORD) متاثر ہوئی ہے۔ ان کے نزدیک اس بیماری کا علاج الیکٹرک ہے اور بہترین الیکٹرک علاج یورپ میں ہی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی اندیشہ ہے کہ GROWTH کا اثر پھیپھڑوں پر نہ پڑے۔ اِس وقت پھیپھڑے اور دل اور دماغ اور دوران خون بالکل صحیح اور تندرست حالت میں ہیں۔ ان امور کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ظاہر ہے کہ معاملہ پیچیدہ ہے لیکن میں اس سے پہلے مغربی اطباء کا اِمتحان کر چکا ہوں۔ حکیم صاحب سے مشورہ کئے بغیر یورپ نہ جاؤں گا اور یورپ کے علاج پر روپیہ خرچ بھی نہیں ہو سکتا۔''[2]

یہ خط ۲/جون ۱۹۳۴ء کا تھا۔ اس کے بعد بیماری کی دوسری تفصیلات دوسرے خطوط میں ملتی ہیں۔ ۳/جون کو بھی ایک اور خط میں صرف بیماری کا ہی تذکرہ ہے۔ ۵/جون کو ۲ دو خط لکھے گئے ہیں۔ اور دونوں میں بیماری، پرہیز اور دَوا کا ذکر ہے۔ پھر ۸/جون کے خط میں ڈاکٹروں کے باہمی اختلافِ رائے کا ذکر ہے ۱۱/جون ۱۹۳۴ء کو اقبالؔ حکیم صاحب سے ملنے کے لیے دہلی آئے اسی شام واپس لاہور گئے۔ اور دوسرے روز یعنی ۱۲/جون کو ایک اور خط لکھا جس میں کھانے پینے کی کچھ چیزوں کے متعلق حکیم صاحب کے لیے اِستفارات میں دوسرے ہی دن یعنی ۱۳/جون کو ایک اور

خط لکھا، جس میں کچھ مز+ دڑ*یفت پوچھے گئے ہیں۔ یہی کیفیت ۱۶، ۱۷، اور ۲۰/ جون کے مکا M
کی ہے۔ ۲۰/ جون کو دو۲ خط * زی صا # کے* م لکھے گئے ہیں' دونوں خطوط میں دوا ور, پرہیز
سے متعلق استفسارات ہیں۔ البتہ دوسرے خط میں اپنے آئیندہ کے, پروگرام کے* رے میں ای
خواہش کا اظہار بھی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ # اقبال کی شہرت ہندوستان سے* ہر بھی پھیل چکی تھی اور
ای سر, آوردہ مُسلمان شاعر اور مُفکر کی حیثیت سے وہ خاص طور, پر مُسلم مما لک میں, ڑی عزّت کی
Ã سے دیکھے جاتے تھے۔ ایسی صورت میں ان کی مسلسل علا - اور خاص طور, پر ان کی آواز کا بیٹھ
جا* , پریشانی کا* (تھا۔ اسی سلسلے میں اقبالؒ+ ",ی * زی کو لکھتے ہیں:۔

''آواز جلد تبدیل ہو* کہ آئندہ, پروگرام وضع کر سکوں۔
کل جنوبی افر 2 سے دعوت آئی ہے اور وہاں کے مُسلمان
مصر ہیں کہ یہاں کا دَورہ ضروری ہے۔ گذشتہ ہفتہ ای خط
. منی سے* ی جس سے معلوم ہوا ہے کہ - کی کی طرف سے
بھی دعوت دی جانے والی ہے۔ بہر حال میری خواہش ہے
کہ اس جہاں سے رخصت ہونے سے پہلے''

علامہ اقبال کے. نی کے* م خطوط اس کے بعد شائع ہوا، اس میں سے ای خط جوان کے, ڑے
بھائی شیخ » محمد کے W بیٹے شیخ اعجاز کے* م ہے، اس وقت علامہ اقبال لاہور میں رہائش+ , یہ ہو چکے تھے
. # کہ ان کے والدین سیالکوٹ میں رہتے تھے کے ای کالم میں تحر, یر فرماتے ہیں:۔

"والد- م کی طبیعت پہلے ہی رقیق تھی، اب بسبب ضعف پیری
اور بھی رقیق ہوگئی ہے، اس کے علاوہ *یدہ عمر کا آدمی کوئی رفیق نہیں
رہا، اس کو د* نئی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو تنہا* ہے،

جس سے اس کی طبیعت گھبرا جاتی ہے، اس واسطے میرا مشورہ
تم کو یہ ہے کہ دن میں ای- دفعہ وقت نکال کرای- ادھ گھنٹہ ان
کے* پ س بیٹھا کرو اور جن* توں میں ان کی دلچسپی ہو ان کے
متعلق ان سے گفتگو کیا کرو خواہ وہ گفتگو بے تکلف ہی کیوں نہ ہو،
تم اس* ت کو+ گی کے دV فرائض کی طرح لازم کرلو اور ای-
دن بھی اس فرض کی ا م دہی سے غافل نہ ہو۔"

شاعری کی طرح اقبال کے خطوط میں بھی ب ا تنوع ملتا ہے، ان میں مختلف علمی، ادبی، فکری اور مذہبی موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں، اور ایسے موضوعات بھی جو اقبال کے تحت الشعور میں تو تھے1 شاعری میں کسی منا عنوان سے ظاہر نہ ہو سکے تھے، اس سلسلے میں رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:۔

"خطوط میں اقبال نے مختلف علمی، معاشی اور فلسفیانہ مسائل
پ بحث کی ہے اور اپنے مکتوب الیہم کے ساتھ قرآن،
حد$ ، فقہ، تصوف اور دین و شریعت کے مختلف پہلوؤں پ
تبادلہ خیال کیا ہے، کئی خطوط میں اپنے بعض Ã* ی ت
و تصورات مثلاً Ã یۂ خودی، تصور شاہین، تصوف و اجتہاد
وغیرہ کی وضا # کی ہے، نیز انہوں نے خطوط میں جابجا
اپنے اشعار و افکار کی تشریح بھی کی ہے۔" (خطوط اقبال)

علامہ اقبال نے جس ماحول میں آ?کھولی اس میں تصوف کا گہرا ا ث تھا، ان کے والد شیخ نور محمد کی تصوف سے نہ صرف لگاؤ تھا بلکہ تصوف کا رن- ان پ بہت ز* دہ غا تھا، ان کے روحانی تجربوں کے

* رے میں کئی تیں مشہور ہیں۔خود علامہ اقبال کا بیان ہے کہ :۔

"میں نے والدہ کی زبانی سنا ہے کہ ایک دفعہ مرتبہ ایسا بھی
ہوا کہ والد کی غیر موجودگی میں بے چراغ کمرے کے اندر
رات میں عجیب وغریب قسم کا نور ظاہر ہوا، اور
کمرے میں ایسا معلوم ہوا کہ سورج نکل آیا ہے۔" (روزگارِ اقبال)

شیخ نور محمد نے اپنے گھر میں تصوف سے متعلق مشہور کتابوں کی تعلیم کا بھی انتظام کر رکھا تھا، علامہ اقبال بچپن میں ہی اس قسم کی مجالس میں شریک رہتے تھے، چنانچہ ۲۴ فروری 1916ء کی شاہ پھلواری کے نام جو اس وقت کے صغیر کے بلند پایہ عالم وصوفی تھے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ :۔

"میرے والد کو فتوحات اور فصوص سے کمال شغل رہا ہے اور
چار برس کی عمر سے کانوں میں ان کا نام اور ان کی تعلیم
پڑنی شروع ہوئی۔ برسوں ان دونوں کا درس ہمارے
گھر میں رہا، گو بچپن کے دامن میں مجھے ان مسائل کی سمجھ
نہ تھی ہم محفل درس میں ہر روز شریک ہوتا۔" (انوارِ اقبال)

اس طرح اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ :۔

"اسلامی تصوف کا میں کیونکر مخالف ہو سکتا ہوں کہ خود سلسلۂ عالیہ قادریہ سے
تعلق رکھتا ہوں۔" (کلیات مکاتیب)

ہندوستان کے مشہور صوفیوں کے بارے میں ان کی عقیدت کا جو حال ہے وہ ان کے اشعار وخطوط سے ظاہر ہوتا ہے، حضرت نظام الدین اولیا کے مزار پر علامہ اقبال کئی مرتبہ حاضر ہوئے ہیں،

چنانچہ مہاراجہ کشن پرساد کو لکھتے ہیں کہ :۔

"دہلی تو گیا تھا اور دو دفعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی درگاہ پر بھی حاضر ہوا تھا۔" (اقبال نامہ)

اب ایسے شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ تصوف کا مخالف تھا ۔ انتہائی لغو اور بے بنیاد بات ہے، ہاں یہ بات صحیح ہے کہ علامہ اقبال کو تصوف کے بعض مسائل سے اختلاف تھا جس کا اظہار انہوں نے شعری و نثری تحریروں میں کیا ہے، انہوں نے غیر اسلامی تصوف پر جو بے عملی، ترک دنیا، رہبانیت اور کش مکش حیات سے گریز کی ترغیب دیتا ہے شدت سے تنقید کی ہے، اسلامی تصوف کے بارے میں لسان العصر اکبر الہ آبادی کو لکھتے ہیں کہ :۔

"عجمی تصوف سے لٹریچر میں دلفریبی اور حسن و چمک پیدا ہوتی ہے مگر ایسا کہ طبائع کو پست کرنے والا ہے، اسلامی تصوف دل میں قوت پیدا کرتا ہے اور اس قوت کا اثر لٹریچر پر ہوتا ہے۔" (اقبال نامہ)

علامہ اقبال کے فلسفے کی بنیاد چونکہ اسلامی افکار پر استوار ہے، اسی لیے وہ تصورِ علم کے نقیب اعلی رہے ہیں اور ان کا نظریۂ علم فلسفۂ حیات اسلامی ہی سے ماخوذ ہے، اسی تصور علم کے وہ نہ صرف حامی بلکہ داعی اور علمبردار رہے ہیں، چنانچہ خواجہ غلام السیدین کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ :۔

"علم سے میری مراد وہ علم ہے جس کا دارومدار حواس پر ہو، عام طور پر میں نے علم کا لفظ انہیں کے معنوں میں استعمال کیا ہے، اس علم سے طبیعی قوت ہاتھ آتی ہے جس کو دین کے ماتحت رہنا چاہئے، اگر دین کے تحت نہ رہے تو محض شیطنت ہے، مسلمان کے لیے لازم

ہے کہ وہ علم کو مسلمان کرے۔" (اقبال* مہ)

* زاحمد خان کو ا یـ خط میں تحر یر کرتے ہیں کہ :۔

"مذہبی مسائل* بالخصوص اسلامی مذہبی مسائل کے فہم کے لیے
ا یـ خاص ت .M کی ضرورت ہے، افسوس کہ مسلمانوں کی
نئی پود اس سے* بالکل کوری ہے، جہاں تـ مسلمانوں کا تعلق
ہے تعلیم کا تمام ت غیر دینی ہو جا* اس مصیبت کا* ہوا ہے۔"
(کلیات مکاتM)

علامہ اقبال اسلام کو ا یـ ایسی تعلیمی تحر یـ سمجھتے تھے جس کے ہر رکن سے درس و ت ریس اور تعلیم و ت .M عیاں ہے، انہیں کے الفاظ میں :۔

"اسلام ا یـ خالص تعلیمی تحر یـ ہے، صدر اسلام میں اسکول نہ
تھے، کالج نہ تھے، یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تعلیم و ت .M اس کی ہر
چیز میں ہے، خطبۂ جمعہ، عید، حج، وعظ غرض تعلیم و ت .M کے بے شمار
مواقع اسلام نے بہم پہنچائے ہیں۔" (مضامینِ اقبال)

علامہ اقبال کے فکر کا خاص محور 'خودی' ہے، ان کے نز دیـ M K کی تکمیل 'خودی' کے پیدا ہونے کے بعد ہی ہو سکتی ہے، اسی لیے ان کے تمام تصورات کی طرح تعلیم کا مقصد بھی 'خودی' کی نشوونما ہے، بقول عبدالسلام ن وی :۔

"ڈاکٹر صا # کے نز دیـ تعلیم کا اصلی مقصد خودی کی نشوونما ہے۔" (اقبال کامل)

علامہ اقبال کو اجتہاد کے مسئلے میں اس قدر گہری دلچسپی تھی کہ انہوں نے نہ صرف خطبات میں ا یـ

*۔ب اسی موضوع پر وقف کیا بلکہ اپنے مکا$ میں اپنے دور کے علما سے جن میں سرِ فہر -- سید سلیمان + وی ہیں سے اس مسئلے پر ۔ا۔ خط وکتا$ کرتے رہتے تھے، بقول آل احمد سرور:۔

"خطوط میں اقبال کو جس مسئلے سے خاص دلچسپی ہے وہ ماضی وحال کی نئ" جمانی اور مستقبل کے لیے ا- واضح راستہ تلاش کرنے کی کوشش ہے، اس میں اجتہاد کی اہمیت مسلم ہے۔"

(Ã یہ اجتہاد اور اقبال)

علامہ اقبال پیامِ مشرق کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اس وقت د* میں اور ممالک مشرق میں ایسی کوشش جس کا مقصد افراد واقوام کی نگاہ میں جغرافیائی حدود سے*۔لا" کرکے ان میں ا- صحیح اور قومی Kا نی سیرت کی تجد+*۔ تولید لائق احترام ہے۔"

الغرض اقبال کی خطوط علم ،فکر اور معلومات کا ا- ایسا ذخیرہ ہے جن کے مطالعے سے اقبال کی ز+ گی کے مختلف پہلو واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں، ان خطوط میں علامہ اقبال اپنے خیالات کی خود وضا # کرتے ہوئےÃ آتے ہیں، صاف اور سادہ ز*۔ن میں اپنا نقطۂÃ پیش کرتے ہیں، ڈاکٹر جمیل جالبی کے الفاظ میں:۔

"اقبال کی ی تحر ۔وں اور خاص طور پر ان کے خطوط کے مطالعہ سے ان کے خیالات وافکار اورÃ*۔ت وتصورات نہ صرف واضح ہوتے ہیں بلکہ ان میں تضاد کے بجائے تسلسل

اور اتحادÃ* ہے،اور پھر یہ ا یہ حقیقت ہے کہ خطوط کو

پڑھ کر ذہنی سفر اور ان کے ذہنی ارتقا کی داستان قلم

بند کی جاسکتی ہے۔" (مطالعہ مکاM اقبال)

اقبالؔ کے افکار وتصورات ایسے تھے جن کی+ و ۔ ن+ گی میں محبوM کا بلند ین مقام نصیب ہوا۔ انھوں نے اس شمع فروزاں کی ما^ جو اپنے/ دو پیش کی د* میں اجالا کر دیتی ہے، دل کی روشنی اور بصیرت کے نور سے لوگوں کے دلوں کی* ر یہ بستیوں کو منور کیا۔ اور فکر کے مختلف پہلوؤں کی توضیح وتعبیر میں شاعری کے حوالے سے مدد لی گئی ہے۔ مثال کے طور پ :۔

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے ے

نگاہ مسلماں کو تلوار کر دے

یہ . اقبالؔ کے علمی* ر 8 ، مذہبی فکر کا ٓ ینہ ہے۔ مکاM کا بھی یہی حال ہے۔ اقبالؔ کے سلسلے میں مسلم ہے۔ زیÃ* ب میں مختلف ذ# عنو* ت کے تحت انہیں موضوعات اور مسائل کے *رے میں اقبالؔ کے نقطہٴÃ کو ان کے مکاM کی روشنی میں ابھارنے اور سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---اختتامیہ---

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی شاعری اور مکاتیب بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی اشاعت سے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے 1857ء کے بعد ادب بڑی تیز رفتاری کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہوئیں، لہذا اقبالؒ کے کلام میں بھی اس کا عکس ملتا ہے۔ انھوں نے نئے طرز کی نظمیں اور غزلیں لکھیں۔ اور اردو شاعری اور نثر کو ایک نئی راہ دکھائی اسے ہم ایک کامیاب تجربہ قرار دے سکتے ہیں۔ اقبالؒ نے اردو شاعری اور نثر نگاری کی سمت ایک اور رفتار بدل دی۔ وہ سماجی اور سیاسی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اقبالؒ ماضی پرست نہیں ماضی دوست تھے۔ آپ نے مختلف مسائل کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا اور مختلف ہیئت کے مختلف سانچے استعمال کئے مثال کے طور پر خودی اور قوم کے نوجوانوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی، انہیں گویا ایک نئی زندگی بخش دی۔

اقبالؒ کا تعلق چونکہ ایک مذہبی گھرانے سے تھا جس کی وجہ سے ان میں مذہبی جذبہ موجود تھا۔ آپ کے والد شیخ نور محمد بھی صوفی منش تھے اور خوش قسمتی سے اقبالؒ کو بچپن میں میر حسن جیسے استاد سے استفادے کا موقع بھی نصیب ہوا تھا جو مشن کالج سیالکوٹ میں عربی کے

پروفیسر تھے۔آپ نے مذہب اور زندگی کی رنگینیوں کو ان سے سیکھا۔

والد محرم نے آپ کی پرورش پر بہت دھیان دیا اور آپ میں مذہبی اور دینی مسائل پر

گرفت پیدا کر دی اقبال کے اشعار قرآن پاک کا ترجمہ تفسیر معلوم ہوتی ہے مثال کے

طور پر قرآن پاک اور اقبال کی شاعری کے باہم ربط کو سمجھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہ شعر قرآن کی آیت : k ×Ò çi än×Â çâŸ] äû] Ÿ ä×³û] o³fŠu (سورہ توبہ

آیت نمبر 129)

"ترجمہ؛ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، وہی معبود حقیقی ہے اس پر میرا یقین ہے" کا مفہوم

معلوم ہوتا ہے یعنی مومن کو: اس کی ذات پر یقین ہے جو بنا ہتھیار کے بھی فتح نصیب کرنے

پر قادر ہے۔اس طرح سے اقبال کا یہ شعر بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اقبالؒ کے اشعار اس طرح سے بھرے ہیں جو قرآن سے محبت اور دلی لگاؤ کی روشن مثالیں ہیں،

اقبالؒ آنے قوم میں مسلمان اسلافوں کی روح پھونک کر ان میں جان پیدا کرنے کی کوشش کی

اور ان کے اندر وہ صفات پیدا کی جن کی وجہ سے اقبالؒ کو دنیا آج بھی یاد کرتی ہے۔

چنانچہ خط لکھنا غالب کی طرح ان کا شوق نہیں بلکہ اس کو فرائض میں سے ایک فرض سمجھا تھا اور

اس فرض اور اخلاقی ذمہ داری سے جلد از جلد سبکدوش ہونے کی خاطر وہ افسوسناک بے تعلقی کے

ساتھ خط لکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ بے پناہ خلوص، شفقت، ہمدردی، انکساری کے

ہوتے ہوئے بھی ان مکاتیب میں زندگی اور توانائی کے عناصر کم آئے ہیں۔اس کے برعکس غالب

کے خطوط حسن اور توانائی سے بھرپور ہیں خلوص اور شخصیت کے کھرے پن کے علاوہ اس ذوق و

شوق کا نتیجہ بھی ہے جس سے وہ خط لکھتے تھے اور دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ وہ اپنا بیشتر وقت خطوں کے ,ڑ ھنے اوران کا جواب لکھنے میں گذارتے تھے اور وقت بچ رہتا تو منشی بنی بخش کو لکھتے ہیں۔

لندن میں قیام کے دوران علامہ اقبال نے مختلف موضوعات,پ لیکچروں کا ا یـ سلسلہ بھی شروع کیا، مثلاً اسلامی تصوف، مسلمانوں کا اثر تہذیبِ یورپ,پ ، اسلامی جمہور $ ، اسلام اورعقلِ Kا نی وغیرہ +بد قسمتی سے ان میں ا یـ کا بھی ر رڈ نہیں ملتا۔

ا یـ مرتبہ آ*. لڈ لمبی رخصت,پ گئے تو علامہ اقبال نے ان کی جگہ,پ لندن یونیورسٹی میں چند ماہ کے لیے عربی کے,پ وفیسر بھی مقرر ہوئے۔

مئی 1908ء میں . # لندن میں آل ا* یـ مسلم لیگ کی,. ٹش کمیٹی کا افتتاح ہوا تو ا یـ اجلاس میں سید امیر علی کمیٹی کے صدر چنے گئے اور علامہ اقبال کو مجلسِ عاملہ کا رکن*. مزد کیا۔

اسی زمانے میں انہوں نے شاعری " ک کر دینے کی ٹھان لی تھی،1 آ*. لڈ اوراپنے قرR دو ۔ شیخ عبدالقادر کے کہنے,پ یہ ارادہ چھوڑ د* یـ ، فارسی میں شعر گوئی کی ابتدا بھی اسی دور میں شروع ہوئی۔

یورپ پہنچ کرانہیں مغربی تہذ $ وتمدن اوراس کی روح میں کارفرما مختلف تصورات کو ,. اہِ را ۔ دیکھنے کا موقع 5، مغرب سے مرعوب تو خیر وہ کبھی نہیں رہے تھے، نہ یورپ جانے سے پہلے نہ وہاں پہنچنے کے بعد،1 مغرب کے فکری، معاشی، سیاسی اورنفسیاتی غلبے سے آنکھیں پ ائے بغیر انہوں نے عالمی تناظر میں امتِ مسلمہ کے گذشتہ عروج کی* . ز* یـ فت کے لیے ا یـ وسیع دائ ے میں سوچنا شروع کیا، یہاں -- کہ ان,پ مغربی فکر اور تہذ $ کا چھپا ہوا بودا پن منکشف Hہ۔

جولائی 1908ء میں وطن کے لیے روانہ ہوئے، ممبئ سے ہوتے ہوئے 25 جولائی 1908ء

کی رات دہلی پہنچے۔

''پیامِ مشرق ا یـ سال کا عرصہ ہوا کہ معارف اِ نے ایہ اطلاع شائع کی تھی کہ ڈاکٹر اقبال آج کل . من شاعر کے مغربی دیوان کے جواب میں ا یـ مشرقی دیوان مر$ کررہے ہیں۔ا یـ سال کے انتظار کے بعد ماہِ عید ''پیامِ مشرق'' بن کرÃ ٭یـ ۔پیامِ مشرق مختلف اوزان و بحور میں مواعظ و حکم اور حقائق و معارف کا یـ بحرِ ذخار ہے۔یقیناً ڈاکٹر اقبالؔ کے دماغ و قلم کا شہکار ہےاور شا‡ اقبال بھی اس سے بہتر نہ کہہ سکیں گے۔'' (معارف ماہِ جون 1923ءصف403)

جنوبی ایشیا کے اردو اور ہندی بولنے والے لوگ علامہ اقبال کو شاعرِ مشرق کے طور,پ جا... ہیں، علامہ اقبال حساس دل و دماغ کے مالک تھے،آپ کی شاعری ز+ ہ شاعری ہے جو ہمیشہ برِصغیر کے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی، یہی وجہ ہے کہ کلامِ اقبال د* کے ہر حصہ میں,پڑھا جا‡ ہے، علامہ اقبال نے نئ± میں انقلابی روح پھو- دی ہے اور اسلامی عظمت کو اجا/ کیا، ان کے کئی کتب کے انگر,یزی، .منی، فرانسیسی، چینی، جا‡پانی اور دوسری ز*.نوں میں ,ترجمے ہو چکے ہیں، جس سے بیرونِ ملک بھی لوگ علامہ اقبال کے معترف ہیں، بلا مبالغہ علامہ اقبال ا یـ عظیم مفکر مانے جاتے ہیں۔

اردو ادب میں مکتوب نگاری کا آغاز روا$ کے زیرِ اثر ہوا۔,ڑی مدّت-- خطوط نگاری فارسی طرزِ تحر,یر کے‡ بع رہی۔اور اسی طرح سے وہ ساری خوبیاں اور خامیاں جو سرکاری رقعات میں *پائی جاتی تھیں وہ ~ خطوط میں بھی در پیش آ N ۔ مثلاً سرکاری رکھ رکھاو کا خیال رکھا جا‡ تھا ، چنانچہ مکاM میں ان*.توں کو ضروری سمجھا جا‡ تھا ۔ اس طرح مکاM بھی تشبیہ و استعارہ کا استعمال اور عبارت مقفٰی اور مسّجع ہو گئی۔ اور القاب و آداب,پ بھی اثر,پڑا۔اسی کے ملنے والے ~ خطوط میں بھی رشتہ دار اور اپنی حیثیت کے

مطابق ملنے جلنے والوں کے لیے الگ الگ القاب مقرر ہو ئے ۔ رقعاتِ ابو الفضل اور عالمگیری، بہارِ عجم وغیرہ فارسی مکاتیب کے مجموعے ہیں جو ہندوستان میں تیار ہو کر درسی کتابوں میں شامل ہو ئے ۔ # اردو کا رواج ہوا تو اردو خطوط میں بھی انہی کی تقلید ہو ئی ۔

اقبالؔ چوں کہ عمل اور وجہد کے شاعر ہیں لہذا اس ادب اور فن کی مذمت کرتے ہیں جس سے بے عملی کا فروغ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مختلف مواقع پر انداز اور اسلوب کی تبدیلیوں کے ساتھ حیات بخش کردار پر زور دیا ہے۔

’’ آرٹ زندگی کا مظہر ہی نہیں، زندگی کا آلہ کار بھی ہے اور سچّا آرٹسٹ وہ ہے جو اپنے کمال کو بنی نوعِ انسان کی بہتری کے لئے وقف کر دے ۔‘‘

زندگی اور آرٹ کے اس رشتہ میں اقبالؔ نے زندگی کو جو بلند مقام دیا ہے، اس کا احساس ان کے تصورِ حیات و کائنات کی بنیاد بھی ہے اور ان کے یہ فن کا مرکزی نقطہ بھی ۔ دوسرے لفظوں میں اقبالؔ فن کو زندگی کی تفسیر سمجھتے ہیں ۔ اقبالؔ کے نزدیک فن کار کے فن میں اگر زندگی کی تڑپ پیدا کرنے کی خوبی نہیں ہے اور یہ خواب آوری کا سامان بن جاتی ہے تو ایسے فن کار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ فن کا مظاہرہ ہی نہ کرے جو فن بعض عناصر یا ہنر کو فروغ دینے کا باعث ہیں ۔ اسی طرح بعض اس کو تباہ کاری کی طرف لے جاتے ہیں ۔ غلامانہ ذہنیت اور ... لی کو اقبالؔ فن کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں ۔ غلام فن کا ہنر وفنِ زندگی کی ... ں سے نا آشنا ہوتا ہے ۔

غرض یہ کہ شاعر شخصیت کے بجائے اس موقعہ کا اظہار کرتا ہے جس میں ... ات اور تجربات ترکیب پاتے ہیں ۔ اور اس عمل کے نتیجے میں فنِ شخصیت کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر فن بیک وقت دو طرح کی زندگیاں بسر کرتا ہے، ایک عام جس میں عام لوگوں کی طرح ذاتی، معاشی اور سماجی حقیقتوں کا سامنا کرتا ہے اور اپنے لیے کسبِ معاش کی جدوجہد کرتا ہے ۔ اور

دوسری زندگی وہ ہے جو تخلیق کے عمل کے دوران لمحوں میں گزرتی ہے یہ وہ لمحے ہوتے ہیں جن میں تخلیق کی بھٹی میں اس کی زندگی کے تجربات کا سونا پگھل جاتا ہے اس کے نتیجے میں فن دمکتا اور جاوداں ہو جاتا ہے۔

اس طرح سے خطوط ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن کا مطالعہ اس شخصیت کو بے نقاب کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بات جس قدر غالب پر صادق آتی ہے، ایسا غالباً کسی اور شاعر پر نہیں آتی، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اُردو مکتوب نگاری کی دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا کیا اس بات کا غالب کو خود بھی احساس تھا اور اس نئے طرز کو اپنی دولت سمجھتے تھے اور ایک خط میں میر مہدی کو لکھتے ہیں:۔

''میر مہدی جیتے رہو، آفرین صد ہزار آفرین۔ اردو لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجھ کو رشک آنے لگا سنو دلّی کے تمام مال و متاع اور زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں کی گئی ہے یہ طرزِ عبارت خاص میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لے گیا مگر میں نے اس کو بحال کیا۔ اللہ برکت دے۔''

قدیم مکتوب نگاری سے غالب نہ صرف غیر مطمئن تھے بلکہ جو لوگ اس طرح سے خطوط لکھتے انہیں اپنے ایک خاص انداز میں تلقین کرتے تھے۔ پُر تکلف آداب و القاب لکھنے کے انداز پر جو اس زمانہ میں مکتوب نگاری کے آداب میں تھا۔

اس طرح سے حالی، شبلی اور مولانا آزاد جیسی ساری ہستیوں کے مکاتیب کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان حضرات کا بھی خطوط کی روایت میں اہم حصہ مانا جاتا ہے۔

مکتو* بِ حالی کے مقدمے میں مولوی عبدالحق کی رائے سے اختلاف کی گنجائش نہیں کیوں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ حالی کا دل درد سے لبریز تھا اور اس میں بنی نوعِ Kا ن کی ہمدردی بھری ہوئی تھی اور مکتو* بِ حالی کا ہر ا یک خط اس حقیقت کی دلیل ہے ۔ اپنی صا ñ ادی کو ا یک خط میں لکھتے ہیں:۔

''میں تو فرائض کے بعد کوئی عبادت اور کوئی بھلائی اس کے

برابر نہیں سمجھتا کہ اوّلاً اپنے عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ اور پھر

تمام ابنائے جنس کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو بھلائی کی جائے۔''

کیوè حالی نے اپنی زند گی میں کچھ فرائض مقرر کئے تھے جن کی ادائیگی میں وہ* خیر کو روا نہیں ر p تھے۔

شبلی نے اس* بت کا اعتراف نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے مکتوب نگاری میں شعوری طور پر غا " کی پیروی کی ہے اور اسی پیروی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اُردو کے جو ہرu* یں ہوئے۔ غا " کی طرح شبلی کے بھی خطوط میں بے پناہ برجستگی ملتی ہے۔

مولا* آزاد کے مکا M* کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان میں جو شہرت ''غبارِ خاطر'' کو حاصل ہوئی وہ کسی اور مجموعے کو حاصل نہ ہوسکی۔ غبارِ خاطر کے خطوط آزاد نے قلعہ احمد نگر میں اپنی اسیری کے دوران اپنے صدیقِ مکرم، مولا* حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے* م لکھے، گو یہ خطوط جیل سے* ہر نہ بھیجے جا سکے* ہم مولا* اپنی طبع* لہÕ اور ذوق کے ہاتھوں مجبور تھے اور وہ خط لکھتے رہے۔

اردو کی* ریخ کے سلسلے میں یہ بڑی حیرت انگیز* بت ہے کہ اقبالؒ کی شخصیت کے مطالعے اور ان کے شعر و فلسفے کی تفہیم کے لئے ان کے مکا M* جس قدر اہم اور C یدی اہمیت ر p ہیں ان

کے خطوط کی بے توجہی کی وجہ سے ان کے* . قاعدہ تصنیف ذیل میں نہیں آتے ۔ مکاM اقبال کا کوئی مجموعہ اقبال کی ز+ گی میں شائع نہ ہوسکا، کیوè غا ". کی طرح اقبال بھی اپنے خطوط کی اشا (. کو *. پسند کرتے ہیں ۔لیکن یہی* ت ان کے خطوط کے مطالعے کو* یدہ ضروری اور تفہیم اقبال کے لئے *یدہ اہم بنا دیتی ہے۔

اقبال کے مضامین و مقالات کے علاوہ مکاM کا بھی ا ۔ خاص , ا سر* یہ ہے ۔ یہ تمام ی تحر یں اقبال شناسی کے سلسلے میں ا ۔ C دی اہمیت رb ہیں ۔ اقبال کے متعلق ہمارے ذہنوں میں جو خیالات اورÃ* یت جو خاکے ابھر کر سامنے آتے ہیں، اس میں ان کی ی تحر وں کے مطالعے سے ر ۔ بھرے جا h ہیں کیوè ا ۔ طرف تو ان کے افکار وÃ* یت کی تفصیل ہمیں ان کی ہی میں ملتی ہیں اور دوسری طرف اردو کی* ریخ میں ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو بھی ان کی ی تحر وں سے ہی روشن ہوتے Ã آتے ہیں ۔ اقبال کا مفکرانہ + از اور تجز* یتی مزاج ان کی ہی میں اپنے آپ کا رو ú کر* ہے فکر کی جو گہرائی اور اظہار ہے اس کے پیشِ Ã اقبال کی شاعری کی مفکرانہ عظمت سے صحیح طور , آشنا ہونے کے لئے یہ ی تحر یں ا ۔ قیمتی . انہ ہیں ۔

اقبال کی ی تحر وں میں مکاM اپنی کیفیت کے اعتبار سے نہ سہی لیکن 7 کے اعتبار سے یقیناً . وَغا . ہیں ۔ اس لئے جو لوگ اقبال کو صرف شاعری کے آW میں دیکھتے ہیں خود اقبال اور مطالعۂ اقبال کے ساتھ ز* دتی کرتے ہیں ۔''

اقبال کا پہلا خط جو د7 یب ہوا ہے وہ 28، فروری 1899ء کا ہے اور احسن رہبری کے . م ہے ۔ آ . ی خط وفات سے ا ۔ روز قبل کا لکھا ہوا ہے اس طرح اقبال کے خطوط کا زمانۂ تحر ا , لیس 39 ,,. سوں کا ہے ۔ یہ دور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری د* میں رہا ہے ۔ سیاسی لحاظ

سے یہ نہا $ ہی پُر آشوب دور تھا روس کے انقلاب اور پہلی جنگِ عظیم کے نتیجے میں جو ز د
سیاسی سماجی اور اقتصادی تبدیلیاں ہو N تھیں، وہ K نی ریخ میں اتنی کم مدت میں کبھی واقع نہیں ہوئی تھیں۔

علمی میدان میں بھی جو پیش رفت ان چار دہائیوں میں ہوئی وہ بھی بے مثال ہے۔ ان انقلا ت سے اقبالؔ کا متا ہو * * / یا تھا۔ چنانچہ شعری اور ی تحر یوں کے مکا M میں بھی ا R ات اور عوامل Ã آتے ہیں۔ خود اقبال کی ذاتی ز گی میں بھی اس عرصے میں جو نشیب و فراز آئے ان کی جھلک بھی خطوط میں Ã آتی ہے۔ یہاں البتہ یہ * ت ملحوظِ Ã رہنی چاہیئے کہ جہاں اقبالؔ کے شخصی حالات کا تعلق ہے اس معاملے میں وہ خطوط میں بھی بہت * دہ نہیں ملتے۔

افکار و Ã * یت سے قطع Ã یہ خطوط اقبالؔ کی شخصیت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اور اس وجہ سے ان کے سوانح نگار کے لئے بے حد اہم ہیں، ان کی شخصی ز گی کے علاوہ مکا M ان کے مختلف رجحا ت اور نفسیاتی * تی کیفیتوں کے آئینہ دار بھی ہیں۔

۴۔ مکتوبِ الیہم میں اقبالؔ کی کن لوگوں کے ساتھ مراسلت اور مکا M ہوئی ہے کرہ ہے۔ اقبالؔ کے احباب کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان کے سوانح نگاروں کے بقول ان کے * س کوئی شخص کسی بھی وقت آ جا سکتا تھا، ان کے * س کسی قسم کی * بندی نہیں تھی * ہمہ خط و کتا $ کا حلقہ کافی وسیع تھا۔ اقبالؔ کے د 7 یب خطوط کی تعداد تقریباً ا ہزار تین سو پہنچتی ہے، اس طرح ان کے مکتوب الیہم کی تعداد بھی تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔ جس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ مثال کے طور پر ادنیٰ اعلیٰ اد $ و شاعر اور زمیندار، جاگیردار اور اسا ہ طا علم ہیں اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ جن میں مسلمان اور ہندو سکھ اور عیسائی بھی تھے۔ غرض ہر طرح کے لوگوں سے اقبالؔ کی مراسلت اور مکاتبت ہوئی ہے۔ مکتوب الیہم: مولا غلام قادر امی، سید سلیمان + وی، خان محمد * ز الدین خان اور سید

* ذی وغیرہ شامل ہیں۔ان کےٌ م لکھے گئے مکاMیب میں جہاں اقبالؒ کے مافی الضمیر اورفکر کے علاوہ اورا R ہنر سے فیض اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔

سید سلیمان+ وی کےٌ م خطوط میں کچھ خط ایسے بھی ہیں جن کی ادبی اہمیت ہے،جن میں اقبالؒ نے 'رموز بے خودی' سیّد صا # کے کچھ اعتراضات کا جواب دی ہے۔سید سلیمانؒ+ وہ معارف کے ایڈیٹر تھے اور اقبالؒ اِس رسالے کے بڑے مدّاح تھے۔چنانچہ اقبالؒ کبھی کبھی اپنے اشعار اشا (کے غرض سے سیّد صا # کو بھیجتے تھے' خود سید صا # بھی اشعار کے لئے تقاضا کرتے تھے۔رسالہ صوفی میں اقبالؒ کی کوئیÄ شائع ہوئی،تو سیّد صا # نے اقبالؒ سے شکا$ کی کہ 'معارف'پر 'صوفی' کو ترجیح کیوں دی گئی۔

۵۔اقبالؒ کا دور. صغیر کے رتخ ساز افراد وافکار کے میل جول کا دلنشیں مر ہے۔ان کے معاصرین میں شاعر ادی$ عالم صوفی فکر قومی سر. اہان مملکت شامل ہیں۔انھیں بزرگوں کی شفقت دوستوں کی محبت اور عزیزوں کی والہانہ عقیدت حاصل تھی۔ان معاصرین کا اطلاق ہم عمر اورا۔ ہی دور کے ساتھیوں پر ہو ہے۔لیکن پیدائش اور وفات کی تاریخوں پر سختی سے کار بند ہو کر معاصرین کی فہر - سازی مشکل ہے جس طرح سر سیّد، حالی،شبلی کی عمروں میں فرق کے. وجود انھیں معاصر سمجھا جا ہے یوں بھی ادب میں اس طرح کی حد بندیاں زی دہ مفید$ نہیں ہوتیں۔مکاMیب کے مطالعہ کی خاطر چند اشخاص کا انتخاب کیا ہے کیوè اقبالؒ کے معاصرین کی فہر - بہت طویل ہے۔مولا الطاف حسین ابوالکلام آزاد اقبالؒ کے ہمعصر تھے اور اپنے زمانے کے جید عالمِ دین اور عام طور سے یہ خیال کیا جا ہے کہ یہ دونوں ا۔ دوسرے سے اجنبیت. تتے تھے۔

الطاف حسینحالی،شبلی نعمانی،محمد علی جوہر،شاد عظیم آ. دی،ابوالکلام آزاد،سید سلیمان+ وی، مولوی عبدالحق، رض خیر آ. دی وغیرہ۔

حالی کی اسی اخلاق پسندی نے ان کے تعلقات کبھی بھی فرق نہیں آنے ۃ*ی ۔انھوں نے ہر طور سے مذہب اور تہذیہ$ میں اخلاق کو ترجیح دی ۔وہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے انھوں نے جس میدان میں بھی قدم رکھا اس میں اپنے 1ش چھوڑے ادبی اعتبار سے حالی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔لیکن وہ اس میدان میں بھی M Ki کا ساتھ نہیں چھوڑتے ۔اقبالؔ بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مشہور زمانے میں ہے* م حالی

معمور مۓ حق سے ہے جام حالی

خط آدھی 5 قات $ ہی بن سکتا ہے . # اس میں گفتگو کی سی سادگی ، بے تکلفی اور آمد ہو جس خط میں بناوٹ اور آور ہو وہ ممکن ہے ادب کا ای- شہ* رہ بن h اسے ''المکتوب نصف الملاقات'' کہتے ہیں جس سے 5 قات کا سا لطف اور مسرت حاصل ہوتی ہے ایسے خطوط کے لئے مولوی عبدالحق نے کہا کہ :

''ادب میں سینکڑوں دلکشاں ہیں' اس کی بے شمار

راہیں ہیں اور اَن گنت کھاتیں ہیں ۔لیکن خطوط

میں جو جادو ہے (بشرطیہ کہ لکھنا آ* ہو) وہ اس

کی کسی ادا میں نہیں Ä ہو* ول' ہو' ڈراما ہو*ی کوئی

اور مضمون ہو۔''۱۰

مہاراجہ کشن پرشاد کے* م اقبالؔ کے پچاس خط جو شاد اقبالؔ مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور میں شامل نہیں ہیں۔ پروفیسر محمد عبداللہ قریشی نے مر$ کر کے صحیفہ لاہور کے اقبالؔ نمبر حصّہ اوّل ۱۹۳۷ء میں شائع کرائے اس طرح راغب حسن کے* م اقبالؔ کے تین خط روز* مہ قومی آواز لکھنؤ میں شائع

ہوئے ہیں ''دوماہی الفاظ'' علی گڑھ میں اقبالؔ کے دو ایسے خط شائع ہوئے ہیں، جو اس سے قبل کہیں اور شائع نہیں ہوئے۔ زہ دریافت شدہ خطوط کے ساتھ ہر خط سے پہلے خط کا پس منظر اور مکتوب الیہم کے کوائف درج کئے گئے ہیں۔

اب تک اقبالؔ کے خطوط کے دس ۱۰ سے زائد مجموعے شائع ہو چکے ہیں، اور اس تعداد میں دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اقبالؔ کے خطوط کی تلاش اور دریافت کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ان مجموعوں کے علاوہ خطوط کی خاصی تعداد متفرق اخبارات اور رسائل میں بھی شائع ہوئی ہے۔ جو ابھی تک کسی علاحدہ مجموعے کی صورت میں جمع نہیں ہوئے ہیں۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے نام اقبالؔ کے ۲۵ پچاس خط جو شادا قبالؔ مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور میں شامل نہیں ہیں۔ پروفیسر محمد عبد اللہ قریشی نے مرتب کر کے صحیفہ، لاہور کے اقبالؔ نمبر حصّہ اوّل ۱۹۷۳ء میں شائع کرائے اِسی طرح ابھی حال ہی میں مِس دیگنا کے نام اقبالؔ کے ۲۷ خطوط ماہنامہ 'افکار' کراچی مئی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے ہیں۔ راغب حسن کے نام اقبالؔ کے تین ۳ خط روزنامہ قومی آواز لکھنؤ میں شائع ہوئے ہیں۔ دہائی الفاظ، علی گڑھ میں بھی اقبالؔ کے ۲ دو ایسے خط شائع ہوئے ہیں، جو اس سے قبل کہیں اور شائع نہیں ہوئے ہیں۔ غرض یہ سِلسلہ جاری ہے۔

اور اقبالؔ کے وہ خط بھی شامِل کئے گئے ہیں۔ جو اب تک مجموعے کی صورت میں شائع نہیں ہو سکے۔ اور ایسے بھی ان کی تلخیص ''روحِ مکاتیب اقبال'' مرتبہ محمد عبداللہ قریشی میں آ چکی ہے۔ نو دریافت شدہ خطوط میں کُل تعداد ۳۴ ہے۔ ان خطوط کے ساتھ ساتھ خط سے پہلے خط کا پس منظر اور مکتوب الیہم کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

۱۹۳۰ء میں پنجاب کے لیجسلیٹیو کونسل کی رکنیت کی مُدت ختم ہوئی اور از سرِ نو انتخابات کا مرحلہ سامنے آیا تو اس مرتبہ اقبالؔ نے کسی وجہ سے یہ طے کیا کہ انتخاب لڑنے سے کا غذات

۰ مزدگی داخل کرا N ۔اس کے لیے انہوں نے میر غلام بھیک V۰- سے خط وکتا$ کی میر V۰- نے مشورہ ۃِ کہ اس سِلسلے میں سیّد محمد حنیف +ٹ وکیٹ سے رابطہ قائم کیا جائے ۔سید محمد حنیف میر V۰- کے قابل اعتماد دوستوں میں سے تھے۔اورا$لہ کے مُسلمانوں میں,ٹ ی قدر کیÃ سے دیکھے جاتے تھے۔اقبالؒ نے میر V۰- کی تجوینِ,پ انہیں خط لکھا۔ یہ خط اپنے* ر8 پس منظر کے اعتبار سے,ٹ ی اہمیت رb ہے۔

اقبالؒ اپنے مکا۔Mِ میں قومی ز+ گی کے مسائل کی بھی,۔ جمانی کرتے ہیں اوران کی+ و ۔۔ اجتمائی مسائل کوموضوعِ شعر بنانے کے لئے فضا ہموار کرتے ہیں،انہوں نے جو@ بوَ*ِ تھا وہ رفتہ رفتہ ا۔ تناوردر# میں تبدیل ہHِ اس اس لئے یہ کہاHِ ہے کہ اقبال نہ ہوتے تو جوشؔ اور,+ شاعروں کا بھی وجود نہ ہو*۔

اقبالؒ کے ۃ*ل کے بعد جوشؔ ان کیٰ*ِ د میں لکھتے ہیں:

واپس آ اقبالؒ تجھ بن د* تیرۃ۰ رہے ؎

تیرے+ ٦ لے جوشؔ مرنے کے لئے تیار ہے

۔۔۔حوالہ جات۔۔۔

۱۔ یہ تفصیل تذکرہ سلیمانؒ از غلام محمد (بی۔اے عثمانیہ) ص ۱۳۱

۱۔معارف۔سلیمانؒ نمبر ص ۱۷ ۲ ۳۔اقبالؒ نامہ جلد اوّل۔ص ۱۱۳، ۱۷۸

۱۔معارف۔سلیمان نمبر۔ص ۱۷۷۔۱۷۸

۱۔معارف سلیمان نمبر ص ۲۳۲

۲ اقبالؒ نامہ حصّہ اوّل، ص ۷۶۔۷۷ ۳ معارف مئی ۱۹۲۷ء

۱۔ماخوذ از دیباچہ 'اقبالؒ اور سلیمانؒ ندوی'۔طاہر تونسوی، ص۔۸

۲۔ایضاً۔تقریظ از سیّد صباح الدّین عبدالرحمٰن۔ص ۱۲

۱۔اقبالؒ نامہ۔جلد اوّل، ص ۷۵ ۱۔اقبالؒ نامہ، جلد اوّل، ص ۷۶

۱۔اقبالؒ نامہ جلد اوّل، ص۔۱۰۷ ۱۔'معارف' سلیمانؒ نمبر، مئی ۱۹۵۵ء، ص ۶۴۔۶۵

۱۔معارف۔سلیمانؒ نمبر، مئی ۱۹۵۵ء ص ۶۵

۲ اقبالؒ اور سید سلیمانؒ ندوی، سید صباح الدّین عبدالرحمٰن

(مضمون مشمولہ اقبالؒ کے ممدوح علماء مرتبہ فضل حق قریشی) ص ۲۷، ۱، ۲، ۳۔

اقبالؒ نامہ، جلد اوّل، ص ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۲۔۴۰۳، ۱۶۷

۱۔اقبالؒ نامہ۔حصّہ اوّل، ص، ۲۷۰

۳ کلیاتِ اقبالؒ (صدی ایڈیشن) ص ۲۵۲، ۲۵۴

۱۔اقبالؒ نامہ، حصّہ اوّل، ص ۱۲۲

۲ اقبالؒ سلیمانؒ ندوی۔ص ۲۲ ۳ روح مکاتیب اقبالؒ۔ص ۲۹۸ء

۱۔ اقبالؔ ارسید سلیمان ندوی۔ طاہر تونسوی۔ ص ۳۵

۲۔ مکاتیب اقبالؔ۔ ص ۳ ۳۔ اقبال نامہ۔ حصّہ دوئم۔ ص ۶۸

۱۔ شعرائے پنجاب، ص ۲۹، ماہنامہ مخزن لاہور، (گرامی نمبر) اگست ۱۹۲۷ء، ص ۶

۲۔ مکتوب گرامی بنام اقبالؔ (بحوالۂ مقدمہ مکاتیب اقبالؔ گرامی، محمد عبداللہ قریشی، ص ۱۴)

۳۔ تذکرہ سخنوراں چشم دیدہ، ترک علی شاہ ترکی۔ ص ۱۰۰

۱۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی بھی گرامی کا سال پیدائش ۱۸۵۶ء بتاتے ہیں۔ مفلوظات اقبالؔ (تعلیمات) رب، حفیظ جالندھری اپنے ایک مضمون اُستاد گرامی مرحوم، مشمولہ ماہ نو کراچی، اگست ۱۹۵۶ء میں لکھتے ہیں۔ ''غدر سے چار سال پیشتر جالندھر میں پیدا ہوئے۔'' ۲۔ ترک محبوبیہ از غلام صمدانی گوہر، جلد دوئم، ص ۱۴۷

۲۔ مکتوبات آزاد۔ مطبوعہ گیلانی پریس (لاہور) ۱۹۲۷ء، ص ۳۶

۱۔ بحولۂ مقدمہ مکاتیب اقبالؔ گرامی۔ ص ۳۴

۱۔ بحولہ مکاتیب اقبالؔ، ص ۴۹

۲۔ شعرائے پنجاب، نسیم رضوانی، ص ۲۱ ۳۔ مقدمہ مکاتیب اقبالؔ بنام گرامی

۱۔ دیباچہ 'رموز بے خودی'۔ پہلا ایڈیشن ۱۔ مکتوبات اقبالؔ بنام گرامی

۲۔ مکاتیب اقبالؔ بنام گرامی۔ ص ۱۳۸ ۱۔ مکاتیب اقبالؔ بنام گرامی، ص ۱۶۲۔

۲۔ مکتوبِ اقبالؔ بنام گرامی ۲۱ کتوبر ۱۹۲۳ء ۳۔ مکاتیب اقبالؔ بنام گرامی، ص ۴۷

۱۔ مکتوبات اقبالؔ بنام گرامی، ۲ر دسمبر ۱۹۱۸ء

۲۔ مکتوبات اقبالؔ بنام گرامی، ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء،

۱ ۔مکتوب اقبالؔ بنام گرامی ۲۱۔اکتوبر ۱۹۲۳ء

۲ ۔مکتوب اقبالؔ بنام گرامی ۱۶ مئی ۱۹۲۲ء

۱ ۔مکتو* ت اقبالؔ بنام گرامی ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء

۲، ۳۔مکاتیب اقبالؔ بنام * زالدین خان ۔ص ۲۲،۲۳

۱ ، ۲۔مکاتیب گرامی ،ہفتہ وار’لاھور‘ ۹/مارچ ۱۹۲۴ء

(بحوالۂ مقدمہ مکاتیب اقبالؔ بنام گرامی ،ص ۸۰)ص ۷،

۱ ۔مکتوب اقبالؔ بنام گرامی یکم جولائی ۱۹۱۷ء

۱، ۲، ۳۔مکاتیب اقبالؔ، ۴۳، ۴۹، ۵۰

۲ ۔ مکاتیب اقبالؔ،ص ۱۶ ۱، ۲، ۳ ۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۱۷،۱۸،۱۹

۱، ۲ ۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۲۰،۲۸ ۱، ۲، ۳۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۱،۲،۲

۱ ۔یہ مضمون اقبار وکیل امرتسر ۲۸، جون ۱۹۱۶ءکوشائع ہوا ہے

۲، ۳، ۴ ۔مکاتیب اقبالؔ، ۴،۴،۶ ۱ ۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۷

۱ ۔ مکاتیب اقبالؔ،ص ۲۴

۱ ، ۲، ۳۔ مکاتیب اقبالؔ،ص ۴۵،۴۶،۴۶

۲۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۴۰ ۱، ۲ ۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۲۱،۲۲

۱، ۲۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۲۹، ۳۰ ۱، ۲، ۳۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۳۰۔۳۱،۸،۔

۴مکتوب،۵/فروری ۱۹۱۹ء ۵ ۔مکاتیب اقبالؔ،ص ۲۰

۶۔مکا تیب اقبال،ص۲۲(مکتوب ۱۴۔اکتوبر ۱۹۱۹ء)

۱، ۲۔مکتوبات اقبال۔سیّد نذیر نیازی۔ص۵،۹(فٹ نوٹ)

۱، ۲، ۳۔مکتوبات اقبال،ص۱۰، ۱۱، ۱۳ ۱، ۲۔مکتوبات اقبال،ص۲۲، ۲۳، ۲۴

۱۔مکتوب ۹ردسمبر ۱۹۳۰ء۔(مکتوباتِ اقبال،ص۴۰)

۱۔مکتوب ۱۱ردسمبر ۱۹۳۰ء،(مکتوباتِ اقبال،ص۴۳)

۱۔مکتوبات اقبال،ص۴۶۔۴۷ ۱۔مکتوبات اقبال۔ص ۱۲۶ ÷

۲۔مکتوب ۲۷رفروری ۱۹۳۴ء ۱۔ ۲۔مکتوبات اقبال۔ص۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴

۱۔ مکتوبات اقبال،ص ا،ص۱۵۲ ۱۔مکتوب۔۲۸راگست ۱۹۳۴ء

۲۔مکتوب۔۲۷ردسمبر ۱۹۳۴ء ۳۔مکا تیب اقبال،ص۲۶۴

۱۔ مکتوبات سرسید،مرتبہ شیخ محمد اسمعیل پانی پتی،مجلس ترقی اردو ادب لاہور ۱۹۶۹

صف ۲۔ ۸۱ - ۳۸۰ ایضاً

۳۔ ۳۸۲ مقالات حالی،ترجمہ حالی،حصہ اول جامعہ پریس دہلی ۱۹۳۴

صف ۴۔ ۶۸-۲۶۷ مکاتیب حالی،مرتبہ شیخ محمد اسمعیل پانی پتی،اردو مرکز لکھنو ۱۹۵۰

صف ۵۔ ۱۷ مکاتیب حالی،مرتبہ محمد اسمعیل پانی پتی،اردو مرکز لکھنو ۱۹۵۰ص ۱۸

۶۔ چند ہم عصر،مولوی عبدالحق،انجمن پاکستان کراچی ۱۹۵۳

صف ۷۔ ۱۵۷ چند ہم عصر،مولوی عبدالحق،انجمن پاکستان کراچی ۱۹۵۳صف

۸۔ ۱۵۹ حیات جاوید تلخیص؛مولانا الطاف حسین حالی،پریس دہلی ۱۹۷۷صف

۹۔ ۳۹ مکا M حالی، مرتبہ محمد اسمٰعیل* پ نی پتی، اردو مرا/ لکھنو ۱۹۵۰ صف

۱۰۔ ۴۲ چند ہم عصر، مولوی الحق، انجمن* پ کستان کراچی ۱۹۵۳صف ۱۵۹ - ۶۰

(مقدمہ شعروشاعری؛ الطاف حسین حالی، ص۱۱۴) مکا M دوئم۔ صف ۲۱۲

۱۔ اقبالؔ کے خطوط۔ پ وفیسر آل احمد سرُوؔر (مشمولہ اقبالؔ اور اُن کا فلسفہ) ص۱۱۸۔۱۱۹

۱۔ جہانِ د V، کے م سے محمد فر+ الحق نے راغب حسن کے م یہ سارے خط شائع کیے ہیں۔

۱۔ اقبالؔ ان خطوط میں عموماً اسی طرح تحر یر کرتے ہیں، میں نے جمے میں خط کا اظہار کیا ہے (سعیؔد اختر درانی)

۲۔ یہاں اقبالؔ نے انگر یز ی میں Yours very sincerely لکھا ہے۔

۱۔ اس پو ٹ کارڈ کا عکس فقیر وحید الدّ ین کی کتاب اقبالؔ ان لیکچرز میں موجود ہے

۲۔ یہ لفظ پڑھا نہیں جاسکا۔ یہ PERNEN (سیکھنا ہے) یا Persen (پڑھنا) ہے۔

۱۔ یہاں انگر یز ی میں Yours sincerely لکھا ہے۔

۱۔ مِس عطیہ فیضی

۲۔ اقبالؔ نے ہندوستانی شہزادہ لکھا ہے۔ مِس فیضی اپنے بھائی ڈاکٹر فیضی کے ہمراہ اگست ۱۹۰۷ء

۱۔ اقبالؔ نے اسے تفسیر بیان القرآن لکھا ہے

۳۔ اِس کتاب کا م اقبالؔ نے کتاب التقد یا اور مصنف کا م ابن تیمیہ لکھا ہے

۱۔ مِس وینگیا کے م اقبال کے خطوط سے معلوم ہو ہے کہ انہوں نے گو یٹے کو. من ز ن میں ہی پڑھا تھا۔ ۲۔ (اقبالؔ مہ حصہ دوئیم۔ ص۱۶۴)۔

سلسلہ نمبر	کتاب کا نام	مصنف	ناشر	سنہ اشاعت
۱۔	اقبال کا حرفِ تمنّا	شمیم حنفی		1996ء
۲۔	اقبال کی عصری معنوی$	ڈاکٹر مشتاق احمد		2010ء
۳۔	اقبال اور حرفِ شیریں	سلیم تمنائی		2002ء
۴۔	اقبال* مہ (اوّل)	شیخ » اللہ،	(لاہور)	1945ء
۵۔	اقبال کے ی افکار	عبدالغفار شکیل		
۶۔	اقبال* مہ (دوم)	شیخ » اللہ،	(لاہور)	1951ء
۷۔	اقبال اور حیدر* د دکن	نظیر حیدر* دی		1961ء
۸۔	اقبال شاعر و مفکر	نورالحسن 1 ی	(علی گڑھ)	2000ء
۹۔	اقبالِ کامل	+ وی عبدالسلام	(اعظم گڑھ)	1948ء
۱۰۔	اقبالیات تفہیم و تجزیہ	اقبال اکادمی	(لاہور)	2004ء
۱۱۔	اقبال فکر و فن کے آئینہ میں	احمد ہمدانی	(لاہور)	1995ء
۱۲۔	اقبال . کے لئے	فرمان فتح پوری	(دہلی)	1990ء
۱۳۔	اقبال کا فن	گوپی چند* رَ-	(دہلی)	1989ء
۱۴۔	اقبال اور عالمی ادب	کریسٹ پبلیکیشنز	(بہار)	1982ء
۱۵۔	اقبال شناسی	علی سردار جعفری	(نئی دہلی)	1976ء
۱۶۔	اقبال حیات اور شاعر	عبدالقادر سروری	(حیدر* د)	1944ء
۱۷۔	انوارِ اقبال	بشیر احمد ڈار، کراچی		1969ء
۱۸۔	ادب کلچر اور مسائل	بشیر احمد ڈار		

سلسلہ نمبر	کتاب کا نام	مصنف	ناشر	سنہ
اشاریہ				
۱۹۔	...رِ اقبال	غلام دستگیر رشید		
۲۰۔	بحوالہ ... یہ اجتہاد اور اقبال	ڈاکٹر مشتاق احمد ... ئی		
۲۱۔	بحوالہ مطالعہ مکا...ِ اقبال	پروفیسر محمد امین ... رابی		
۲۲۔	...ریخِ ادبِ اُردو	رام بابو سکسینہ، مرزا محمد عسکری	(لکھنؤ)	1929ء
۲۳۔	تصوراتِ اقبال	سید ابو... اب خطائی ضامن		2006ء
۲۴۔	تلاشِ اقبال	ڈاکٹر محمد علی صدیقی		2004ء
۲۵۔	جہانِ د...	فر... الحق		
۲۶۔	جاو... نامہ منظوم ترجمہ	مضطر مجاز	(حیدرآباد)	1981ء
۲۷۔	چند ہمعصر	مولوی عبدالحق،	(انجمنِ کراچی)	1953ء
۲۸۔	حرفِ اقبال	لطیف احمد شیروانی		1955ء
۲۹۔	حیاتِ جاوید تلخیص	مولانا الطاف حسین حالی،	(دہلی)	1977ء
۳۰۔	حیاتِ سعدی	الطاف حسین حالی	(نئی دہلی)	1970ء
۳۱۔	خطوطِ اقبال	رفیع الدین ہاشمی		1977ء
۳۲۔	خطوطِ اقبال	عطیہ فیضی (انگریزی سے) اُردو ترجمہ		
۳۳۔	درسِ اقبال	قومی کو... برائے فروغ اردو ...ن		2004ء
۳۴۔	ذکرِ اقبال	عبدالمجید سالک		1955ء
۳۵۔	روحِ اقبال	ڈاکٹر یوسف حسین خان		

1957ء

۳۶۔سوزِ اقبال	منّو لکھنوی، انجمنِ ترقی اُردو دہلی		1970ء

سلسلہ نمبر کتاب کا نام	مصنف	ناشر	سنہ اشاعت
۳۷۔شعرِ اقبال	سید عبد علی عابد	(لاہور)	1977ء
۳۸۔ شادِ اقبالؒ	ڈاکٹر محی الدین قادر زور	(حیدر آباد، دکن)	1946ء
۳۹۔ غُبارِ خاطر	مولانا ابوالکلام آزاد	(نئی دہلی)	1946ء
۴۰۔ غبارِ خاطر	مولانا ابوالکلام آزاد	ساہتیہ اکادمی (دہلی)	1976ء
۴۱۔کلیاتِ مکاتیبِ اقبالؒ جلد ۴،	سید مظفر حسین برنی		
۴۲۔ گفتارِ اقبالؒ	محمد رفیق افضل		1969ء
۴۳۔ مضامینِ اقبالؒ	عبد الغنی		
۴۴۔ مکتوباتِ اقبالؒ	سید نذیر نیازی،	(کراچی)	1957ء
۴۵۔ مکاتیبِ اقبالؒ	رحمٰن، ایس۔اے		1954ء
۴۶۔ مکاتیبِ اقبالؒ	رحمٰن بنامِ اقبالؒ	(لاہور)	1954ء
۴۷۔ مکاتیبِ حالی	محمد اسمٰعیل پانی پتی،	(لکھنو)	1950ء
۴۸۔ مقالاتِ اقبالؒ	سید عبدالواحد مُعینی،	(لاہور)	1962ء
۴۹۔ مقالاتِ حالی	مترجمہ حالی، حصہ اوّل،	(دہلی)	1934ء
۵۰۔ مقاماتِ اقبالؒ	عبداللہ الیس		
۵۱۔ مقدماتِ عبدالحق	ڈاکٹر عبادت بریلوی		
۵۲۔ مقدمہ شعروشاعری	مولانا حالی	(حیدر آباد)	

1944ء

۵۳۔ 1شِ اقبالؒ ڈاکٹر یوسف حسین خان 1957ء

۵۴۔ نوادرِ اقبالؒ محمد عبداللہ قریش

رسائل و. 4 :۔

ا۔رسالہ اُردود *، مضمون حالی وشبلی: موازنۂ حالی وشبلی

ص:۳۵،۳۸،۹۳: شمارہ، جنوری: ۲۰۱۵ء

۲۔ زرّین شعا N :مضمونِ اقبال

صف:۱۹،۲۰شمارہ اپ یل ۱۰۱۵ ماہنامہ، بنگلور۔

۳۔ اُردود *: مضمونِ سرسید

ص: ۲۳،۲۴:شمارہ دسمبر ۲۰۱۵ء

۴۔رسالہ ایوانِ اردو، مضمونِ اقبالؒ۔تعلیم و .M

ص:۱۵،شمارہ اپ یل ۲۰۱۳ء

۵۔رسالہ تحریکِ ادب، مضموِنِ اقبال۔اقبال کے ر 8 وتہذR تصورات

خصوصی شمارہ: جولائی ۲۰۱۸ء

۶۔رسالہ تحریکِ ادب، مضموِنِ اقبال۔اقبال کی غزلیہ شاعری کے امتیازات

صف نمبر ۲۵۵: شمارہ جنوری مارچ ۲۰۱۹ء

۷۔رسالہ ایوانِ اُردو: مضمونِ اقبال

صف:۶۔۷شمارہ،مئی ۱۹۸۹ء

۸۔روز*• مہ سیا ت : اتوار۲۸، اپریل ۲۰۱۹،بنگلور

۹۔روز*• مہ سالار: ویکلی ۲۰۱۹،بنگلور

۱۰۔ ماہنامہُ . رس' حیدرآ*. د،اپریل ۱۹۶۸ء

مضمون امیر الشعراءؒ کی نور تجلی،

۱۱۔ مخزن،ج ن ۱۹۲۷ء،ص۲۹۔۳۰

۱۲۔ اردوڈائجسٹ ''ہُما''

شمارہ:اکتو. ،اقبال نمبر۔۱۹۷۶ءصف:۱۶۵

۱۳۔ اُردود* ، مضمونِاقبال:

صف:۵۷شمارہ:مئی ۲۰۰۸ء

۱۴۔ اُردود*،مضمونِگیان چندجین

: شمارہ:نومبر:۲۰۰۷صف: ۳۰،۳۱

۱۵۔اُردود*:مضمونِ اقبال:

شمارہ:اپریل صف:

مکاتیبِ اقبال کا تنقیدی جا,ٴ ہ

تحقیقی مقالہ. ائے

پی۔ایچ۔ڈی

مقالہ نگار

زہرہ خانم، ایم اے، ایم فل

نگراں کار

ڈاکٹر، محمد ضیا اللہ ایم۔اے۔پی ایچ ڈی

اسو یٹ, پ وفیسر (ریٹاٴ) شعبہ اُردو* سا q, ی

یونیورسٹی آف میسور، میسور

شعبہ اُردو یونیورسٹی آف میسور، میسور۔ ۵۷۰۰۰۶

۲۰۱۹ء

Makateeb-e Iqbal ka Tanqeedi Jaiza

THESIS
SUBMITED TO THE UNIVERSITY OF MYSORE
FOR THE AWARD OF THE DEGREE OF

DOCTOR OF PHILOSOPHY

in

Urdu

BY:

Zahara Khanum MA, MPhil

Guide

Dr. Mohamed ZiaUlla MA, Ph.D
Associate Professor (Retd.)
Department of Studies In Urdu
University of Mysore, Mysore 570006

Department of Studies in Urdu
University of Mysore, Mysuru - 06

2019

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی شاعری اور مکاتیب بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی اشاعت سے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے 1857ء کے بعد ادب بڑی تیز رفتاری کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہوئیں، لہذا اقبالؒ کے کلام میں بھی اس کا عکس ملتا ہے۔ انھوں نے نئے طرز کی نظمیں اور غزلیں لکھیں۔ اور اردو شاعری اور نثر کو ایک نئی راہ دکھائی اسے ہم ایک کامیاب تجربہ قرار دے سکتے ہیں۔ اقبالؒ نے اردو شاعری اور نثر نگاری کی سمت ایک اور رفتار بدل دی۔ وہ سماجی اور سیاسی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اقبالؒ ماضی پرست نہیں ماضی دوست تھے۔ آپ نے مختلف مسائل کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا اور مختلف ہیئت کے مختلف سانچے استعمال کئے مثال کے طور پر خودی اور قوم کے نوجوانوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی، انہیں گویا ایک نئی زندگی بخش دی۔

اقبالؒ کا تعلق چونکہ ایک مذہبی گھرانے سے تھا جس کی وجہ سے ان میں مذہبی جذبہ موجود تھا۔ آپ کے والد شیخ نور محمد بھی صوفی منش تھے اور خوش قسمتی سے اقبالؒ کو بچپن میں میر حسن جیسے استاد سے استفادے کا موقع بھی نصیب ہوا تھا جو مشن کالج سیالکوٹ میں عربی کے

پروفیسر تھے۔آپ نے مذہب اورزندگی کی رنگینیوں کوان سے سیکھا۔

والدمحرم نے آپ کی پرورش پر بہت دھیان دیا اورآپ میں مذہبی اوردینی مسائل پر واقفیت پیدا کردی اقبال کے اشعار قرآن پاک کا ترجمہ یا تفسیر معلوم ہوتی ہے مثال کے طور پر قرآن پاک اور اقبال کی شاعری کے باہم ربط کوسمجھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہ شعر قرآن کی آیت: k ×Ò çi än×Â çâŸ] äˆ] Ÿ ä×³ˆ] o³fŠu (سورہ توبہ آیت نمبر 129)

"ترجمہ؛ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، وہی معبود حقیقی ہے اس پر میرا یقین ہے" کا مفہوم معلوم ہوتا ہے یعنی مومن کو: اس کی ذات پر یقین ہے جو بنا ہتھیار کے بھی فتح نصیب کرنے پر قادر ہے۔اس طرح سے اقبال کا یہ شعر بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اقبالؒ کے اشعار اس طرح سے بھرے ہیں جو قرآن سے محبت اور دلی لگاؤ کی روشن مثالیں ہیں، اقبالؒ آئے۔ قوم میں مسلمان اسلافوں کی روح پھونک کر ان میں جان پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان کے اندر وہ صفات پیدا کی جن کی وجہ سے اقبالؒ کو دنیا آج بھی یاد کرتی ہے۔

چنانچہ خط لکھنا غالب کی طرح ان کا شوق نہیں بلکہ اس کوفرائض میں سے ایک فرض سمجھا تھا اور اس فرض اور اخلاقی ذمہ داری سے جلد از جلد سبکدوش ہونے کی خاطر وہ افسوسناک بے تعلقی کے ساتھ خط لکھنے پر مجبور ہوجاتے تھے یہی وجہ ہے کہ بے پناہ خلوص، شفقت، ہمدردی، انکساری کے ہوتے ہوئے بھی ان مکاتیب میں زندگی اور توانائی کے آثار کم آئے ہیں۔اس کے برعکس غالب کے خطوط حسن اور توانائی سے بھرپور ہیں خلوص اور شخصیت کے کھرے پن کے علاوہ اس ذوق و

شوق کا نتیجہ بھی ہے جس سے وہ خط لکھتے تھے اور دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ وہ اپنا بیشتر وقت خطوں کے ,پڑ ھنے اوران کا جواب لکھنے میں گذارتے تھے اور وقت بچ رہتا تو منشی بنی بخش کو لکھتے ہیں۔

لندن میں قیام کے دوران علامہ اقبال نے مختلف موضوعات,پر لیکچروں کا ا یـ سلسلہ بھی شروع کیا، مثلاً اسلامی تصوف، مسلمانوں کا اثر تہذیبِ یورپ,پر، اسلامی جمہور $ ، اسلام اورعقلِ Kا نی وغیرہ +قسمتی سے ان میں ا یـ کا بھی ر رڈ نہیں ملتا۔

ا یـ مرتبہ آ* لڈ لمبی رخصت,پر گئے تو علامہ اقبال نے ان کی جگہ,پر لندن یونیورسٹی میں چند ماہ کے لیے عربی کے,پروفیسر بھی مقرر ہوئے۔

مئی 1908ء میں . # لندن میں آل#* یـ مسلم لیگ کی,ٹش کمیٹی کا افتتاح ہوا تو ا یـ اجلاس میں سید امیر علی کمیٹی کے صدر چنے گئے اور علامہ اقبال کو مجلسِ عاملہ کا رکن* مزد کیا۔

اسی زمانے میں انہوں نے شاعری ترک کر دینے کی ٹھان لی تھی ،1 آ* لڈ اور اپنے قر R دو ــ شیخ عبدالقادر کے کہنے,پر یہ ارادہ چھوڑ* یـ ۔ فارسی میں شعرگوئی کی ابتدا بھی اسی دور میں شروع ہوئی۔

یورپ پہنچ کر انہیں مغربی تہذ $ وتمدن اور اس کی روح میں کارفرما مختلف تصورات کو,, اہِ را ــ دیکھنے کا موقع 5 ،مغرب سے مرعوب تو خیر وہ کبھی نہیں رہے تھے، نہ یورپ جانے سے پہلے نہ وہاں پہنچنے کے بعد ،1 مغرب کے فکری، معاشی، سیاسی اور نفسیاتی غلبے سے آنکھیں پ ائے بغیر انہوں نے عالمی تناظر میں امتِ مسلمہ کے گذشتہ عروج کی* *یـ فت کے لیے ا یـ وسیع دا ئـ ے میں سوچنا شروع کیا، یہاں ــ کہ ان,پر مغربی فکر اور تہذ $ کا چھپا ہوا بودا پن منکشف ہH ۔

جولائی 1908ء میں وطن کے لیے روانہ ہوئے، ممبئی سے ہوتے ہوئے 25 جولائی 1908ء

کی رات دہلی پہنچے۔

''پیامِ مشرق ای- سال کا عرصہ ہوا کہ معارف اِ نے ایہ اطلاع شائع کی تھی کہ ڈاکٹر اقبال آج کل .من شاعر کے مغربی دیوان کے جواب میں ای- مشرقی دیوان مرتب کر رہے ہیں۔ای- سال کے انتظار کے بعد ماہِ عید ''پیامِ مشرق'' بن کر Ā ی ۔پیامِ مشرق مختلف اوزان و بحور میں مواعظ و حکم اور حقائق و معارف کا ی- بحر ذخار ہے۔یقیناً ڈاکٹر اقبالؒ کے دماغ و قلم کا شہکار ہے اور شای اقبال بھی اس سے بہتر نہ کہہ سکیں گے۔'' (معارف ماہِ جون 1923ء صف403)

جنوبی ایشیا کے اردو اور ہندی بولنے والے لوگ علامہ اقبال کو شاعرِ مشرق کے طور پر جا... ہیں، علامہ اقبال حساس دل و دماغ کے مالک تھے، آپ کی شاعری زن ہ شاعری ہے جو ہمیشہ برِصغیر کے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی، یہی وجہ ہے کہ کلامِ اقبال د* کے ہر حصہ میں پڑھا جا ہے، علامہ اقبال نے نئی ± میں انقلابی روح پھو- دی ہے اور اسلامی عظمت کو اجاگر کیا، ان کے کئی کتب کے انگری ی، . منی، فرانسیسی، چینی، جاپانی اور دوسری ز. نوں میں , جمے ہو چکے ہیں، جس سے بیرونِ ملک بھی لوگ علامہ اقبال کے معترف ہیں، بلا مبالغہ علامہ اقبال ای- عظیم مفکر مانے جاتے ہیں۔

اردو ادب میں مکتوب نگاری کا آغاز روای$ کے زیرِ ا ث ہوا۔.ڑی مدّت-- خطوط نگاری فارسی طرزِ تحری کے بع رہی۔اور اسی طرح سے وہ ساری خوبیاں اور خامیاں جو سرکاری رقعات میں *پائی جاتی تھیں وہ ~ خطوط میں بھی در پیش آ N ۔ مثلاً سرکاری رکھ رکھاو کا خیال رکھا جا تھا ، چنانچہ مکاM میں ان*.توں کو ضروری سمجھا جا تھا ۔ اس طرح مکاM بھی تشبیہ و استعارہ کا استعمال اور عبارت مقفّٰی اور مسّجع ہو گئی۔ اور القاب و آداب پر بھی ا ث پڑا۔اسی کے ملنے والے ~ خطوط میں بھی رشتہ دار اور اپنی حیثیت کے

مطابق ملنے جلنے والوں کے لیے الگ الگ القاب مقرر ہوئے ۔ رقعاتِ ابو الفضل اور عالمگیری، بہارِ عجم وغیرہ فارسی مکاتیب کے مجموعے ہیں جو ہندوستان میں تیار ہو کر درسی کتابوں میں شامل ہوئے ۔# اردو کا رواج ہوا تو اردو خطوط میں بھی انہی کی تقلید ہوئی ۔

اقبالؔ چوں کہ عمل اور وجہد کے شاعر ہیں لہٰذا اس ادب اور فن کی مذمت کرتے ہیں جس سے بے عملی کا فروغ ہو‘ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مختلف مواقع پر انداز اور اسلوب کی تبدیلیوں کے ساتھ حیات بخش کردار پر زور دیا ہے۔

’’آرٹ زندگی کا مظہر ہی نہیں‘ زندگی کا آلہ کار بھی ہے اور سچا آرٹسٹ وہ ہے جو اپنے کمال کو بنی نوعِ انسان کی بہتری کے لئے وقف کر دے۔‘‘

زندگی اور آرٹ کے اس رشتہ میں اقبالؔ نے زندگی کو جو بلند مقام دیا ہے‘ اس کا احساس ان کے تصورِ حیات و کائنات کی بنیاد بھی ہے اور ان کے یہ فن کا مرکزی نقطہ بھی ۔ دوسرے لفظوں میں اقبالؔ فن کو زندگی کی تفسیر سمجھتے ہیں ۔ اقبالؔ کے نزدیک فن کار کے فن میں اگر زندگی کی تڑپ پیدا کرنے کی خوبی نہیں ہے اور یہ خواب آوری کا سامان بن جاتی ہے تو ایسے فن کار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ فن کا مظاہرہ ہی نہ کرے جو فن بعض عناصر یا ہنر کو فروغ دینے کا باعث ہیں ۔اسی طرح بعض اس کو تباہ کاری کی طرف لے جاتے ہیں ۔غلامانہ ذہنیت اور بزدلی کو اقبالؔ فن کی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں ۔غلام فن کا ہنر وفنِ زندگی کی شان سے نا آشنا ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ شاعر شخصیت کے بجائے اس موقعہ کا اظہار کرتا ہے جس میں تاثرات اور تجربات ترکیب پاتے ہیں۔اور اس عمل کے نتیجے میں فنِ شخصیت کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہر فن بیک وقت دو طرح کی زندگیاں گزارتا ہے،ایک عام جس میں عام لوگوں کی طرح ذاتی‘ معاشی اور سماجی حقیقتوں کا سامنا کرتا ہے اور اپنے لیے کسبِ معاش کی جدوجہد کرتا ہے۔اور

دوسری زندگی وہ ہے جو تخلیق کے عمل کے دوران لمحوں میں گزرتی ہے یہ وہ لمحے ہوتے ہیں جن میں تخلیق کی بھٹی میں اس کی زندگی کے تجربات کا سونا پگھل جاتا ہے اس کے نتیجے میں فن دمکتا اور جاوداں ہو جاتا ہے۔

اس طرح سے خطوط ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن کا مطالعہ اس شخصیت کو بے نقاب کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ بات جس قدر غالب پر صادق آتی ہے، ایسا غالباً کسی اور شاعر پر نہیں آتی، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اُردو مکتوب نگاری کی دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا کیا اس بات کا غالب کو خود بھی احساس تھا اور اس نئے طرز کو اپنی دولت سمجھتے تھے اور ایک خط میں میر مہدی کو لکھتے ہیں:۔

''میر مہدی جیتے رہو' آفرین صد ہزار آفرین۔ اردو لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجھ کو رشک آنے لگا سنو دلّی کے تمام مال و متاع اور زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں کی گئی ہے یہ طرزِ عبارت خاص میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لے گیا میں نے اس کو بحال کیا۔ اللہ برکت دے۔''

قدیم مکتوب نگاری سے غالب نہ صرف غیر مطمئن تھے بلکہ جو لوگ اس طرح سے خطوط لکھتے انہیں اپنے ایک خاص انداز میں تلقین کرتے تھے۔ پُر تکلف آداب و القاب لکھنے کے انداز پر جو اس زمانہ میں مکتوب نگاری کے آداب میں تھا۔

اس طرح سے حالی، شبلی اور مولانا آزاد جیسی ساری ہستیوں کے مکاتیب کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان حضرات کا بھی خطوط کی روایت میں اہم حصہ مانا جاتا ہے۔

مکتو* بِ تِ حالی کے مقدمے میں مولوی عبدالحق کی رائے سے اختلاف کی گنجائش نہیں کیوں کہ حقیقت تو یہ ہے کہ حالی کا دل درد سے لبر یز تھا اور اس میں بنی نوعِ Kا ن کی ہمدردی بھری ہوئی تھی اور مکتو* بِ تِ حالی کا ہر ا یـ خط اس حقیقت کی دلیل ہے ۔ اپنی صا ñ ادی کو ا یـ خط میں لکھتے ہیں :۔

''میں تو فرائض کے بعد کوئی عبادت اور کوئی بھلائی اس کے

.. ا. نہیں سمجھتا کہ اوّلاً اپنے عزیز وں اور دوستوں کے ساتھ اور پھر

تمام ابنائے جنس کے ساتھ جہاں ـ ممکن ہو بھلائی کی جائے ۔''

کیوè حالی نے اپنی ز+ گی میں کچھ فرائض مقرر کئے تھے جن کی ادائیگی میں وہ* خیر کو روا نہیں ر p تھے ۔

شبلی نے اس* بِ ت کا اعتراف نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے مکتوب نگاری میں شعوری طور پر غا ". کی پیروی کی ہے اور اسی پیروی کا نتیجہ ہے کہ ان کی اُردو کے جوہر u* یـ ں ہوئے ۔ غا ". کی طرح شبلی کے بھی خطوط میں بے پناہ جستگی ملتی ہے ۔

مولا* آزاد کے مکا M کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان میں جو شہرت ''غبارِ خاطر'' کو حاصل ہوئی وہ کسی اور مجموعے کو حاصل نہ ہو سکی ۔ غبارِ خاطر کے خطوط آزاد نے قلعہ احمد نگر میں اپنی اسیری کے دوران اپنے صدیقِ ـ م ، مولا* حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے* م لکھے ، گو یہ خطوط جیل سے* بِ ہر نہ بھیجے جا سکے* ہم مولا* اپنی طبع* لہ Õ اور ذوق کے ہاتھوں مجبور تھے اور وہ خط لکھتے رہے ۔

اردو کی* ریخ کے سلسلے میں یہ بڑی حیرت انگیز* بِ ت ہے کہ اقبالؒ کی شخصیت کے مطالعے اور ان کے شعر و فلسفے کی تفہیم کے لئے ان کے مکا M جس قدر اہم اور C یـ دی اہمیت ر p ہیں ان

کے خطوط کی بے توجہی کی وجہ سے ان کے* قاعدہ تصنیف ذیل میں نہیں آتے۔ مکا M اقبالؒ کا کوئی مجموعہ اقبالؒ کی ز+ گی میں شائع نہ ہوسکا، کیوè غا " کی طرح اقبالؒ بھی اپنے خطوط کی اشا (کو *· پسند کرتے ہیں۔ لیکن یہی* ت ان کے خطوط کے مطالعے کو* یدہ ضروری اور تفہیم اقبالؒ کے لئے ز* یدہ اہم بنادیتی ہے۔

اقبالؒ کے مضامین و مقالات کے علاوہ مکا M کا بھی ا ۔ خاص ,ذ اسرئ* یہ ہے۔ یہ تمام ی تحر ییں اقبال شناسی کے سلسلے میں ا ۔ C دی اہمیت رb ہیں۔ اقبالؒ کے متعلق ہمارے ذہنوں میں جو خیالات اور Ã* یت جو خاکے ابھر کر سامنے آتے ہیں، اس میں ان کی ی تحر یوں کے مطالعے سے ر ۔ بھرے جا h ہیں کیوè ا ۔ طرف تو ان کے افکار و Ã* یت کی تفصیل ہمیں ان کی ہی میں ملتی ہیں اور دوسری طرف اردو کی* ریخ میں ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو بھی ان کی ی تحر یوں سے ہی روشن ہوتے Ã آتے ہیں۔ اقبالؒ کا مفکرانہ+ از اور تجز* یتی مزاج ان کی ہی میں اپنے آپ کا روú کر* ہے فکر کی جو گہرائی اور اظہار ہے اس کے پیش Ã اقبالؒ کی شاعری کی مفکرانہ عظمت سے صحیح طور پر آشنا ہونے کے لئے یہ ی تحر یں ا ۔ قیمتی ·· انہ ہیں۔

اقبالؒ کی ی تحر یوں میں مکا M اپنی کیفیت کے اعتبار سے نہ سہی لیکن 7 کے اعتبار سے یقیناً ·· وَغا ہیں۔ اس لئے جو لوگ اقبالؒ کو صرف شاعری کے آ W میں دیکھتے ہیں خود اقبالؒ اور مطالعۂ اقبالؒ کے ساتھ ز* یدتی کرتے ہیں۔''

اقبالؒ کا پہلا خط جو د7 یب ہوا ہے وہ 28، فروری 1899ء کا ہے اور احسن رہبری کے· م ہے۔ آ · ی خط وفات سے ا ۔ روز قبل کا لکھا ہوا ہے اس طرح اقبالؒ کے خطوط کا زمانۂ تحر ی ا , لیس 39 ,, سوں کا ہے۔ یہ دور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری د* میں رہا ہے۔ سیاسی لحاظ

سے یہ نہایت ہی پُر آشوب دور تھا روس کے انقلاب اور پہلی جنگِ عظیم کے نتیجے میں جو زبردست سیاسی سماجی اور اقتصادی تبدیلیاں ہوئی تھیں، وہ تاریخ میں اتنی کم مدت میں کبھی واقع نہیں ہوئی تھیں۔

علمی میدان میں بھی جو پیش رفت ان چار دہائیوں میں ہوئی وہ بھی بے مثال ہے۔ ان انقلابات سے اقبالؔ کا متاثر ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ شعری اور نثری تحریروں کے مکاتیب میں بھی ان اثرات اور عوامل آتے ہیں۔خود اقبال کی ذاتی زندگی میں بھی اس عرصے میں جو نشیب وفراز آئے ان کی جھلک بھی خطوط میں آتی ہے۔ یہاں البتہ یہ بات ملحوظِ رہنی چاہیئے کہ جہاں تک اقبالؔ کے شخصی حالات کا تعلق ہے اس معاملے میں وہ خطوط میں بھی بہت زیادہ نہیں ملتے۔

افکار و نظریات سے قطع نظر یہ خطوط اقبالؔ کی شخصیت کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں اور اس وجہ سے ان کے سوانح نگار کے لئے بے حد اہم ہیں، ان کی شخصی زندگی کے علاوہ مکاتیب ان کے مختلف رجحانات اور نفسیاتی کیفیتوں کے آئینہ دار بھی ہیں۔

۴۔مکتوبِ الیہم میں اقبالؔ کی کن لوگوں کے ساتھ مراسلت اور مکاتبت ہوئی ہے تذکرہ ہے۔اقبالؔ کے احباب کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ان کے سوانح نگاروں کے بقول ان کے پاس کوئی شخص کسی بھی وقت آ جاسکتا تھا،ان کے پاس کسی قسم کی پابندی نہیں تھی۔ یہ خط وکتابت کا حلقہ کافی وسیع تھا۔اقبالؔ کے دستیاب خطوط کی تعداد تقریباً ایک ہزار تین سو تک پہنچتی ہے،اس طرح ان کے مکتوب الیہم کی تعداد بھی تقریباڈیڑھ سو ہے۔جس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔مثال کے طور پر ادنیٰ اعلیٰ ادیب وشاعر اور زمیندار، جاگیردار اور اساتذہ طالب علم ہیں اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔جن میں مسلمان اور ہندو سکھ اور عیسائی بھی تھے۔غرض ہر طرح کے لوگوں سے اقبالؔ کی مراسلت اور مکاتبت ہوئی ہے۔مکتوب الیہم :مولانا غلام قادر گرامی،سید سلیمان ندوی،خان محمد نیاز الدین خان اور سید نذیر

* ذی وغیرہ شامل ہیں۔ان کے* م لکھے گئے مکاM میں جہاں اقبالؒ کے مافی الضمیر اور فکر کے علاوہ اورا R ہنر سے فیض اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔

سید سلیمان+ وی کے* م خطوط میں کچھ خط ایسے بھی ہیں جن کی ادبی اہمیت ہے، جن میں اقبالؒ نے 'رموزِ بے خودی' سیّد صا # کے کچھ اعتراضات کا جواب * یہ ہے۔سید سلیمانؒ+ وہ معارف کے# یٹر تھے اور اقبالؒ اِس رسالے کے. ے مدّاح تھے۔ چنانچہ اقبالؒ کبھی کبھی اپنے اشعار اشا (کے غرض سے سیّد صا # کو بھیجتے تھے' خود سید صا # بھی اشعار کے لئے تقاضا کرتے تھے۔ رسالہ صوفی میں اقبالؒ کی کوئیÄ شائع ہوئی، تو سیّد صا # نے اقبالؒ سے شکا $ کی کہ 'معارف' پہ 'صوفی' کو ترجیح کیوں دی گئی۔

۵۔اقبالؒ کا دور. صغیر کے* ریخ ساز افراد وافکار کے میل جول کا دلنشیں مر . ہے۔ان کے معاصرین میں شاعر ادی $ عالم صوفی فکر قومی سر. اہان مملکت شامل ہیں۔انھیں. رگوں کی شفقت دوستوں کی محبت اور عزیزوں کی والہانہ عقیدت حاصل تھی۔ان معاصرین کا اطلاق ہم عمر اور ا- ہی دور کے ساتھیوں پہ ہو* ہے۔لیکن پیدائش اور وفات کی* ریخوں پہ سختی سے کاربند ہوکر معاصرین کی فہر - سازی مشکل ہے جس طرح سرسیّد، حالی، شبلی کی عمروں میں فرق کی* وجود انھیں معاصر سمجھا جا* ہے یوں بھی ادب میں اس طرح کی حد بندی* ں ز* یدہ مفید* $ نہیں ہوتیں۔مکاM کے مطالعہ کی خاطر چند اشخاص کا انتخاب کیا ہے کیوè اقبالؒ کے معاصرین کی فہر - بہت طویل ہے۔مولا* الطاف حسین ابوالکلام آزاد اقبالؒ کے ہمعصر تھے اور اپنے زمانے کے جید عالمِ دین اور عام طور سے یہ خیال کیا جا* ہے کہ یہ دونوں ا- دوسرے سے اجنبیت. تتے تھے۔

الطاف حسینحالی، شبلی نعمانی، محمد علی جوہر، شاد عظیم* دہی، ابوالکلام آزاد، سید سلیمان+ وی، مولوی عبدالحق، * ض خیر* دہی وغیرہ۔

حالی کی اسی اخلاق پسندی نے ان کے تعلقات کبھی بھی فرق نہیں آنے *ۃ ۔ انھوں نے ہر طور سے مذہب اور تہذ یۃ$ میں اخلاق کو ترجیح دی ۔ وہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے انھوں نے جس میدان میں بھی قدم رکھا اس میں اپنے 1 ش چھوڑے ادبی اعتبار سے حالی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے ۔لیکن وہ اس میدان میں بھی Kا M4 کا ساتھ نہیں چھوڑتے ۔ اقبالؔ بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مشہورزمانے میں ہے* م حالی ؎

معمورِ مئے حق سے ہے جام حالی

خط آدھی 5 قات $ ہی بن سکتا ہے . # اس میں گفتگو کی سی سادگی ، بے تکلفی اور آمد ہو جس خط میں بناوٹ اور آورد ہو وہ ممکن ہے ادب کا ا یۃ شہ* رہ بن h اسے ''المکتوب نصف الملاقات'' کہتے ہیں جس سے 5 قات کا سا لطف اور مسرت حاصل ہوتی ہے ایسے خطوط کے لئے مولوی عبدالحق نے کہا کہ :

''ادب میں سینکڑوں دلکشاں ہیں' اس کی بے شمار

راہیں ہیں اور اَن گنت گھاتیں ہیں ۔لیکن خطوط

میں جو جادو ہے (بشرطیہ کہ لکھنا * ہو) وہ اس

کی کسی ادا میں نہیں Ä ہو* ول' ہو' ڈراما ہو* کوئی

اور مضمون ہو۔''۱۰

مہاراجہ کشن پرشاد کے* م اقبالؔ کے پچاس خط جو شاد اقبالؔ مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور میں شامل نہیں ہیں ۔ پروفیسر محمد عبداللہ قریشی نے مر$ کر کے صحیفہ لاہور کے اقبالؔ نمبر حصّہ اوّل ۱۹۳۷ء میں شائع کرائے اس طرح راغب حسن کے* م اقبالؔ کے تین خط روز* مہ قومی آواز لکھنؤ میں شائع

ہوئے ہیں ''دو ماہی الفاظ'' علی گ ڑھ میں اقبالؔ کے دو ایسے خط شائع ہوئے ہیں، جو اس سے قبل کہیں اور شائع نہیں ہوئے۔ زہ دژ یافت شدہ خطوط کے ساتھ ہر خط سے پہلے خط کا پس منظر اور مکتوبِ الیہم کے کوائف درج کئے گئے ہیں۔

اب -- اقبالؔ کے خطوط کے دس ۱۰ سے ز -- مجموعے شائع ہو چکے ہیں، اور اس تعداد میں دن اضافہ ہو جا رہا ہے۔ اقبالؔ کے خطوط کی تلاش اور د -- یابی کا سِلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ ان مجموعوں کے علاوہ خطوط کی خاصی تعداد متفرق اخبارات اور رسائل میں بھی شائع ہوئی ہے۔ جو ابھی -- کسی علاحدہ مجموعے کی صورت میں جمع نہیں ہوئے ہیں۔ مہاراجہ کشن پ شاد کے -- م اقبالؔ کے ۲۵ پچاس خط جو شادا قبالؔ مرتبہ ڈاکٹر سید محیٰ الدین قادری ز -- میں شامِل نہیں ہیں۔ پ وفیسر محمد عبد اللہ قریشی نے مر -- کر کے صحیفہ، لاہور کے اقبالؔ نمبر حصّہ اوّل ۱۹۷۳ء میں شائع کرائے اِسی طرح ابھی حال ہی میں مِس دیگنا -- کے -- م اقبالؔ کے ۲۷ خطوط ماہنامہ 'افکار' کراچی مئی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے ہیں۔ راغب حسن کے -- م اقبالؔ کے تین ۳ خط روز -- مہ قومی آواز لکھنؤ میں شائع ہوئے ہیں۔ دہائی الفاظ، علی گ ڑھ میں بھی اقبالؔ کے ۲ دو ایسے خط شائع ہوئے ہیں، جو اس سے قبل کہیں اور شائع نہیں ہوئے ہیں۔ غرض یہ سِلسلہ جاری ہے۔

اور اقبالؔ کے وہ خط بھی شامِل کئے گئے ہیں۔ جو اب -- مجموعے کی صورت میں شائع نہیں ہو سکے۔ اور ایسے بھی ان کی تلخیص ''روحِ مکا -- اقبال'' مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی میں آ چکی ہے۔ نو دژ یافت شدہ خطوط میں کُل تعداد ۳۴ ہے۔ ان خطوط کے ساتھ ساتھ خط سے پہلے خط کا پس منظر اور مکتوب الیہم کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

۱۹۳۰ء میں . # پنجاب کے لیجسلیٹیو کو± کی رکنیت کی مُدت ختم ہوئی اور از سرِ نو انتخا -- ت کا مرحلہ سامنے آ -- تو اس مرتبہ اقبالؔ نے کسی وجہ سے یہ طے کیا کہ ا$ لہ سے کاغذات

· مزدگی داخل کرا N ۔اس کے لیے انہوں نے میر غلام بھیک V· سے خط وکتا $ کی میر V· نے مشورہ ڈ یہ کہ اس سِلسلے میں سیّد محمد حنیف +ٹ وکیٹ سے رابطہ قائم کیا جائے ۔سید محمد حنیف میر V· کے قابل اعتماد دوستوں میں سے تھے۔اور ا$ لہ کے مُسلمانوں میں بڑی قدر کی Ã سے دیکھے جاتے تھے۔اقبالؒ نے میر V· کی تجویز پر انہیں خط لکھا۔یہ خط اپنے* ر 8 پس منظر کے اعتبار سے بڑی اہمیت رb ہے۔

اقبالؒ اپنے مکا M میں قومی ز+ گی کے مسائل کی بھی ` جمانی کرتے ہیں اور ان کی + و ` اجتمائی مسائل کو موضوعِ شعر بنانے کے لئے فضا ہموار کرتے ہیں ،انہوں نے جو@ بو* یہ تھا وہ رفتہ رفتہ ای تناور در # میں تبدیل ہوH اس اس لئے یہ کہاH ہے کہ اقبال نہ ہوتے تو جوشؔ اور + شاعروں کا بھی وجود نہ ہو*۔

اقبالؒ کے *ل کے بعد جوشؔ اس کی* د میں لکھتے ہیں :

واپس آ اقبالؒ تجھ بن د* تیر* رہے
تیرے + ۲ لے جوشؔ مرنے کے لئے تیار ہے